آثارِ قیامت

اور

فتنۂ دجال کی حقیقت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

عمدۃ المفسرین سند المحدثین حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی

مولانا محمد اسلم زاہد

عمر پبلی کیشنز

عمدۃ المفسرین سند المحدثین حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے مع اسناد تحریر شدہ "قیامت نامہ" کا ترجمہ

آثارِ قیامت

اور

فتنۂ دجال کی حقیقت

قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک مستند تحریر
اور منکرین حدیث کے کچھ شبہات کا ازالہ

ترجمہ وترتیب
مولانا حافظ محمد اسلم زاہد
فاضل وفاق المدارس پاکستان وجامعہ اشرفیہ لاہور

عمر پبلیکیشنز
یوسف مارکیٹ، 38۔ اردو بازار، لاہور۔ فون: 7356963

U/0099/11-05-5/R

نام کتاب : آثارِ قیامت و فتنہ دجال کی حقیقت

از : حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب : مولانا حافظ محمد اسلم زاہد

باہتمام : حافظ محمد احمد چوہدری

اشاعت : نومبر 2005ء

پرنٹرز : چوہدری پریس

ناشر : عمر پبلی کیشنز یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

38-اردو بازار لاہور فون:7356963

قیمت : 140:00 روپے

ضروری گذارش۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کر سکتے۔ تاہم انسان، انسان ہے، سہواً اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں صحیح ہو سکے۔ (ادارہ)

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

انتساب

قرب قیامت میں انڈیا سے برسر پیکار ہونے والے

ان مجاہدین اسلام کے نام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی آمد پر ان سے ملک شام میں ملیں گے

اور دجال ملعون اور اس کی چالبازیوں کو

صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے عہد وفا کریں گے

اور ان سرفروشان اسلام کے نام

جنہیں بیا انتظار ہے کہ کب

آواز آئے اور ہم

جان مال اور وقت محمد عربی ﷺ کے دین کے وقف

کرکے تمام دجالی چالوں اور زنجیروں کو توڑ ڈالیں۔

آثار قیامت

فہرست مضامین (حصہ اول)

مضامین	صفحہ نمبر

مضامین	صفحہ نمبر

فہرست آثار قیامت حصہ دوم

﴿فتنۂ دجال کی حقیقت﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

بڑے عرصے سے دل میں تمنا تھی کہ قیامت اور اس کے قریبی حالات پر ہم کوئی مستند کتاب تیار کروائیں۔ الحمدللہ! ہمیں یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ ہم آپ کے ہاتھوں تک ایک ایسی تحریر پہنچا رہے ہیں جس کی صحت اور مستند ہونے کی دلیل میں خود مصنف کا نام نامی اسم گرامی ہی ہر ذی علم کے لئے کافی ہے۔ ہم نے اپنی خواہش کا اظہار ایک مدرس، صاحب قلم دوست مولانا محمد اسلم زاہد سے کیا تو انہوں نے خود ہی یہ تجویز دی کہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "قیامت نامہ" کے ترجمے کو سلیس انداز میں پیش کر دیا جائے تو امید ہے آپ کی یہ نیک تمنا پوری ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے مولانا نور محمد صاحب کے قدیم ترجمہ "قیامت نامہ" کو جدید سلیس اور بڑے احسن انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اور اس کے عنوانات لگائے ہیں آیات و احادیث کی تخریج بھی کر دی ہے۔ ترجمہ کے دوران اسے عام فہم کرنے کے لئے جن جملوں کی وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے ان جملوں کو بین القوسین لکھا ہے تاکہ اصل کتاب کا ترجمہ متاثر نہ ہو۔ جہاں شدید ضرورت محسوس کی وہاں تشریح کے عنوان سے کچھ عبارت کا اضافہ کیا ہے، جس سے بعض مشکل مقامات حل ہو گئے ہیں، اس کاوش سے یہ کتاب مزید خوبیوں کے ساتھ

آپ کے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب کے دوسرے حصے کے طور پر کچھ تحقیقی مضامین کا اضافہ کیا ہے جس میں نزول مسیح علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ السلام، خروج دجال وغیرہ کے متعلق پائے جانے والے ان شبہات کا ازالہ کیا ہے، جو اکثر منکرین حدیث کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں انداز یہ رکھا ہے کہ اس تحریر کو کسی کتاب کا جواب تصور نہ کیا جائے اور ہدایت کے طالب کے ذہن میں موجود تشویش کا ازالہ بھی ہو جائے۔ اس دوسرے حصے کا نام "فتنۂ دجال کی حقیقت" ہے جس میں اس فتنے کے خدوخال اور منکرین حدیث کے اجاگر کئے ہوئے شبہات کا ازالہ ہے۔

قارئین سے دعاؤں کی درخواست: حضرت مصنفؒ کے لئے مترجم و ناشر اور ان کے والدین اساتذہ کے لیے۔

والسلام

حافظ محمد احمد چوہدری

مدیر عمر پبلی کیشنز، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

سب تعریفیں اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہیں اور اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں ظاہری و باطنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان نعمتوں میں سے سب سے بڑی چیز ایمان ہے کہ رسالت مآب ﷺ پر ہم ایمان لائے اور آپ ﷺ نے ہمیں آخرت کے احوال یعنی حشر و حساب، جنت، دوزخ وغیرہ سے آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ نے ہمیں وہاں بدبختی سے بچنے اور نیک بختی حاصل کرنے کے اسباب سے بھی واقف فرمایا ہے اور ساتھ ہی ہمیں چھوٹی اور بڑی قیامت سے آگاہ فرمایا ہے۔ یہ فقیر رفیع الدین عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ خاندان تیموری کے اہل علم امراء کی مجلس میں جو میرے والد محترم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقتدی تھے، میں نے قیامت کے متعلق بیان کر دیا۔ بیان کے بعد سب حاضرین نے ان باتوں کو تحریر کرنے کا کہا۔ لہٰذا تحریر کر دیا گیا۔

قیامت کی نشانیوں کی دو قسمیں

قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین ﷺ کا وجودِ مسعود اور آنحضرت ﷺ کی وفات (بھی قیامت کی ایک علامت) ہے۔

☆ کیونکہ آپ علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد کمالات میں سب سے اعلیٰ کمال یعنی نبوت و رسالت اس دنیا سے منقطع ہو گئی۔ اور آپ کی وفات (حسرت آیات) کی وجہ سے آسمانوں سے آنے والی وحی کا سلسلہ منقطع ہوا۔

☆ آنحضرت ﷺ پر ہی جہاد کا مکمل حکم نازل ہوا، جس کے ذریعے زمین فسادیوں سے پاک رکھی جائے۔
آنحضرت ﷺ نے جتنی قیامت کی نشانیوں کو بیان فرمایا تھا۔ انہیں دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

☆ پہلی قسم چھوٹی علامات قیامت۔ جو آپ ﷺ کی وفات سے ظہور امام مہدی علیہ السلام تک وجود میں آئیں گی۔

☆ دوسری بڑی نشانیاں: جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے ''صور'' پھونکنے تک ظاہر ہوں گی اور قیامت کا آغاز ان ہی (واقعات کے بعد) ہوگا۔

قیامت کی چھوٹی نشانیاں

قیامت کی چھوٹی چھوٹی نشانیوں سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

☆ جب حکام ملک کی زمین کے محصول کو اپنی ذاتی دولت جانیں (یعنی اسے احکام شریعہ کے مطابق خرچ نہ کریں) لوگ زکوٰۃ، تاوان کے طور پر ادا کریں، لوگ امانت کو مال غنیمت کی طرح اپنے اوپر حلال سمجھنے لگیں۔ شوہر اپنی بیوی کی (ہر ناجائز) بات ماننے لگیں اور والدین کی نافرمانی کریں اور بڑے لوگوں سے دوستی کرلیں۔ علم دین حصول دنیا کی غرض سے سیکھا جائے۔ ہر قوم میں ایسے لوگ سردار بن جائیں جو ان میں سب سے زیادہ کمینے، بداخلاق اور اوچھے ہوں۔

☆ انتظامات، نالائق لوگوں کے سپرد کردیے جائیں۔

☆ خدا کے نافرمانوں کی عزت صرف ان کے خوف کی وجہ سے کی جائے۔

☆ شراب پینا عام ہو جائے۔

☆ ناچ گانے اور لہو ولعب کے آلات عام ہو جائیں۔

☆ زناکاری کی کثرت ہو۔

☆ اُمت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعنت کرنے لگیں۔ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے علی! جب یہ سب کام شروع ہو جائیں) تو اس وقت سرخ آندھی اور عذاب کی دوسری نشانیوں کا انتظار کرو، عذاب الٰہی جیسے: زمین کا دھنسنا،

آسمان سے پتھروں کی بارش، شکلوں کی تبدیلی، اس کے علاوہ اور نشانیاں اس طرح پے در پے ظاہر ہونے لگیں گی۔ جیسے تسبیح کی ڈوری ٹوٹ جاتی ہے، تو اس کے دانے پے در پے گرنے لگتے ہیں۔

(ترمذی باب علامات قیامت مشکوۃ ج ۲ ص ۴۷۰)

تشریح: قارئین! کیا محصول اراضی کا بھی درست استعمال ہو رہا ہے۔ کیا امانت میں خیانت نہیں ہے؟ کیا ماں باپ کو نظر انداز کر کے بیوی کی ناز برداریاں نہیں ہو رہی ہیں؟ کیا کونسلر اور ناظم بننے کا معیار شرافت ہے؟ کیا نالائقوں کے سپرد ہر محکمہ اپنی کارکردگی میں خسارہ نہیں دکھا رہا؟ کیا شورومز تک شراب کی بوتلیں نہیں پہنچ رہیں؟ کون سا گھر، دکان یا خیمہ ہے، جس میں تصویریں، ٹی وی، وی سی آر نہیں ہیں۔

نام نہاد مسلمان پہلے لوگوں (صحابہؓ اور تابعین) کو آج کا مسلمان برا بھلا نہیں کہہ رہا۔

دیگر احادیث میں منقول علامات کا خلاصہ

☆ قیامت کے قریب لونڈیوں کی اولاد زیادہ ہوگی (یعنی شریف عورتیں زیادہ بچے جننا معیوب سمجھیں گی)

☆ علم (دین) سے خالی اور نئی نئی دولت کے مالک لوگ حکومت کرنے لگیں گے۔

☆ الزام بازی اور چغلی بازی عام ہو جائے گی۔

☆ مسجدوں میں کھیل کود ہوگا (جیسے کہ آج کل مساجد سے کھیل کود کے اعلان ہوتے ہیں)۔

☆ ملتے وقت سلام (کے سنت عمل کی جگہ) گالی گلوچ ہوگا۔

☆ شریعت کے علوم (کا حصول) کم ہوگا۔

☆ جھوٹ کو ایک فن کی حیثیت حاصل ہوگی۔

☆ دلوں سے امانت اور دیانت اُٹھ جائے گی۔

☆ فاسق لوگ (لوگوں کو بہکانے کے لئے اور اپنے گناہوں پہ پردہ پوشی کیلئے) علم حاصل کریں گے۔

☆ شرم و حیا جاتی رہے گی۔

☆ چاروں طرف کفار مسلمانوں پہ ٹوٹ پڑیں گے۔

تشریح: (جس طرح کہ افغانستان اور عراق کے نہتے مسلمانوں پہ امریکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹوٹ پڑا ہے اور مسلسل پیش قدمی بڑھتی جا رہی ہے)۔

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا، جس میں کفار ایک دوسرے کو ممالک اسلامیہ پہ قابض ہونے کے لئے اس طرح مدعو کریں گے۔ جیسا کہ دستر خوان پہ کھانے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہماری تعداد اس وقت کم ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں! بلکہ تم اس وقت کثرت سے ہو گے، لیکن بالکل بے بنیاد جیسے (پانی کے) بہاؤ کے سامنے ہلکے پھلکے تنکے (ہوتے ہیں) تمہارا رعب دشمنوں کے دلوں سے نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں سستی پڑ جائے گی۔ اب صحابیؓ نے عرض کیا "حضور یہ سستی کیا چیز ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "تم دنیا کو دوست رکھو گے، (اس کی محبت میں) مرنے سے ڈرو گے۔

(اس حدیث کو ابو داؤد، امام احمدؒ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا)۔

ظلم اتنا بڑھ جائے گا کہ پناہ لینی مشکل ہو جائے گی۔ باطل مذاہب اور جھوٹی حدیثیں فروغ پا جائیں گی۔ جب (مسلمانوں کا تفرقہ جہاد کے ذریعے مرنے کا خوف اور دنیا کی محبت عام ہو جائے گی) نشانیاں عام ہو جائیں گی تو عیسائی بہت سے ملکوں پہ قبضہ کرلیں گے۔

سادات کا قاتل

پھر ایک طویل عرصے کے بعد عرب اور شام کے کسی ملک میں ابو سفیان کی اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا، جو سیدزادوں کو قتل کرے گا۔ اس کا حکم ملک شام میں چل رہا ہوگا۔

اس دوران شاہ روم عیسائیوں کے ایک فرقے سے جنگ...... اور دوسرے فرقے سے صلح کرے گا۔ لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا۔ بادشاہ روم دارالخلافہ چھوڑ کر ملک شام میں آجائے گا اور عیسائیوں کے مذکورہ "فرقہ روم" کی مدد سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کرے گی اور فرقہ مخالف پر فتح حاصل کرے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص کہے گا:

"آج صلیب غالب ہوئی اسی کی برکت سے فتح نظر آئی"

یہ سن کر لشکر اسلامی کا ایک (باحمیت نوجوان) شخص اسے مارے گا اور پیٹے گا اور کہے گا نہیں!

"دین اسلام غالب آگیا اور اسی کی برکت سے فتح نصیب ہوئی"۔ (ابوداؤد)

بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا

پھر (مسلمان اور یہ عیسائی) دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے، جس کی وجہ سے (مسلمانوں اور عیسائیوں) میں خانہ جنگی کا منظر بپا ہوگا۔ جس میں بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملک پر قابض ہو جائیں گے اور آپس میں دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی۔ باقی ماندہ مسلمان مدینہ منورہ کا رخ کریں گے۔ عیسائیوں کی حکومت (مدینہ منورہ کے قریب) خیبر تک پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس تجسس میں ہوں گے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا چاہیے۔ تاکہ ان مصائب سے نجات مل جائے۔

امام مہدی علیہ السلام کی تلاش

حضرت امام مہدی علیہ السلام اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے۔ اس خوف سے کہ مسلمان مجھ ناتواں کو اس عظیم الشان کام کے لئے چن لیں گے اس لئے مکہ چلے جائیں گے۔ (ابوداؤد)

اس زمانہ کے اولیاء کرام اور ابدال حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں ہوں گے (کہ انھیں اپنا امیر بنا کر عیسائیوں کا مقابلہ کریں اور اسلام کو غالب کر دیں) مہدی ہونے کے بعض لوگ جھوٹے دعویدار ہو جائیں گے۔ ان حالات میں حضرت امام مہدی علیہ السلام (خانہ کعبہ کے ایک کونے) رکن (یمانی اور) مقام ابراہیم کے درمیان والی جگہ تک طواف کرتے ہوئے پہنچیں گے کہ آدمیوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور ان کے دل چاہیں یا نہ چاہیں وہ جماعت آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گی۔ اس واقعہ کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ رمضان المبارک میں چاند سورج دونوں کو گرہن لگ چکا ہوگا اور بیعت کے متعلق آسمان سے یہ ندا آئے گی۔

هٰذا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا

ترجمہ: یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کا حکم سنو اور مانو۔

اس آواز کو اس جگہ کے تمام خواص و عام سن لیں گے۔

(اس عبارت میں ہے کہ جھوٹے لوگ مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے، ہمارے سامنے "حضرت امام مہدی" نامی کتاب مؤلف مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ کی موجود ہے جس میں دلائل سے ۳۵ جھوٹے داعیان مہدیت کا مکمل تعارف ہے گویا یہ علامات بھی ظاہر ہو چکی ہیں) حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق تفصیلات آئندہ آرہی ہیں۔

قیامت کی بڑی نشانیاں

علامات حضرت امام مہدی

ابو داؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۰ میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سید ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا قد و قامت قدرے لمبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا، اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے مشابہ ہوگا۔

آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی طرح کے ہوں گے۔

آپ کا اسم شریف "محمد" والد کا نام "عبداللہ" والدہ کا نام "آمنہ" ہوگا۔

زبان میں قدرے لکنت ہوگی۔ جس کی تنگی کی وجہ سے کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہوں گے۔

آپ کا "علم لدنی" ہوگا (یعنی دنیا میں موجود کتابوں سے علم کے محتاج نہ ہوں گے)

بیعت کے وقت عمر چالیس سال ہوگی، خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی (مسلمان) فوجیں آپ کے پاس "مکہ مکرمہ" میں حاضر ہو جائیں گی۔ شام، عراق اور یمن کے اولیائے کرام اور ابدال عظام آپ کے زیر سایہ آجائیں گے اور ملک عرب کے بے شمار لوگ آپ کی (اسلامی) فوج میں داخل ہو جائیں گے اور یہ ایک خزانہ جو کعبہ میں دفن ہے جس کو "رتاج الکعبہ" کہا جاتا ہے۔ اس خزانے کو نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرما دیں گے۔

ابو داؤد میں ہے کہ (امام مہدی علیہ السلام کے خزانے کو نکال کر تقسیم کرنے

کی) خبر جب اسلامی دنیا میں پھیل جائے گی تو خراسان سے ایک شخص بہت بڑی فوج لے کر امام مہدی علیہ السلام کی مدد (کی سعادت کے حصول کے لیے) پہنچے گا۔ اس لشکر کا سب سے آگے والا دستہ "منصور" نامی ایک شخص کے زیر کمان ہوگا اور یہ لشکر (تاخت و تاراج کرتا ہوا) راستہ ہی میں بہت سے عیسائیوں اور یہودیوں کا صفایا کر ڈالے گا۔

سادات کے قاتل امام مہدی کے مقابلے میں

اس سے (پہلے "سادات کا قاتل" عنوان کے تحت) ایک شخص کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک ظالم سادات کو قتل کرے گا اور اس کا حکم ملک شام اور مصر میں چلے گا۔

وہی شخص اہل بیت کا دشمن ہوگا۔ جس کی ننھیالی قوم "بنوکلب" ہوگی۔ یہ شخص حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مقابلے کے لئے ایک فوج بھیجے گا جب یہ فوج مدینہ منورہ کے درمیان ایک میدان میں آکر پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بدعقیدے والے سب کے سب زمین میں دھنسا دیے جائیں گے (کیونکہ یہ لوگ حق کے مقابلے میں آئیں گے اور باطل کی حمایت میں ہوں گے اسی وجہ سے ان کے عقیدے کی صحت بھی ان کے کام نہ آسکی اور سب دھنسا دیے گئے۔ البتہ) قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اسی کے عقیدے اور اعمال کے موافق ہوگا مگر ان سے صرف دو آدمی بچ جائیں گے۔ ایک امام مہدی علیہ السلام کو اس واقعہ سے مطلع کیا جائے گا اور دوسرا سفیانی کو (اس دھنسنے والے واقعہ کی اطلاع دے گا)

صلیب کے پجاریوں کا اتحاد

عرب فوجوں کے (حضرت امام مہدیؑ کے ساتھ دینے کا حال سن کر) عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کو جمع کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اور روم کے

ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے شام میں جمع ہو جائیں گے۔ (مسلم ص ۳۱۲)

اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار (۹۶۰۰۰۰) فوج ہوگی۔ (صحیح بخاری)

اور حضرت امام مہدی مکہ سے کوچ فرما کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (کے روضہ کی) زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

امام مہدی علیہ السلام کا جہاد

دمشق کے قرب و جوار میں عیسائیوں کی فوج سے آمنا سامنا ہوگا۔ اس وقت امام مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے راہ فرار اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں کبھی بھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ (کیونکہ وہ میدان جہاد سے بھاگنے کا بڑا گناہ کر چکے ہوں گے)

(۲) باقی لوگوں میں سے (کچھ خوش نصیب) تو شہید ہو جائیں گے اور بدر و احد کے شہداء کے مراتب حاصل کریں گے۔

(۳) اور کچھ (عیسائیوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہیں گے حتیٰ کہ) فتح حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے گمراہی اور برے انجام کے اندیشہ سے چھٹکارا پالیں گے۔ (گویا انہیں ایمان پر مرنے کی خوشخبری بھی مل جائے گی۔ یہ حق بات کی خاطر جانی اور مالی قربانی پیش کرنے کا انعام ہوگا)

دوسرے دن پھر معرکہ آرائی

حضرت مہدی علیہ السلام دوسرے دن بھی عیسائیوں کے مقابلے میں نکلیں گے۔ اس روز مسلمان بغیر فتح یا موت کے جنگ سے نہ پلٹیں گے۔ (مسلم ص ۳۹۲)

پھر یہ سب مجاہدین شہادت کا جام پی لیں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام باقی رہ جانے والے تھوڑے افراد کے ساتھ لشکر گاہ میں جہاد کی تیاری کریں گے۔

اسلام اور صلیب کا تیسرا معرکہ

تیسرے دن پھر ایک بڑی جماعت کے ساتھ "موت یا فتح" کا عہد لئے میدان کارزار میں آئیں گے (آپ کے ساتھی) بڑی بہادری کے ساتھ (عیسائیوں سے جہاد کریں گے اور) آرزوئے شہادت کو پالیں گے۔ شام کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام (بچی ہوئی) تھوڑی سی جماعت کو ساتھ لے کر واپس آجائیں گے۔

چوتھا معرکہ اور اسلام کی فتح

چوتھے دن بھی (مجاہدین کی ایک) بڑی جماعت (موت یا فتح) کی قسم کھا کر پھر شہید ہو جائے گی۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام تھوڑی سی جماعت کو لے کر واپس تشریف لے جائیں گے۔ پھر ایک دن حضرت امام مہدی علیہ السلام رسد کی (تھوڑی سی) محافظ فوج کو لے کر دشمن سے نبرد آزما ہوں گے۔

اس دن خداوند کریم ان کو کھلی فتح نصیب فرمائے گا۔ (مسلم ص ۳۹۲)

عیسائیوں کا اس قدر جانی نقصان ہوگا کہ باقی رہ جانے والے عیسائیوں کے دماغ سے حکومت کرنے کی بو بھی جاتی رہے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلیل ورسوا ہو کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے اکثر عیسائیوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔

اس فتح کے دن حضرت مہدی علیہ السلام مجاہدین کو بے انتہاء انعامات سے نوازیں گے لیکن (ان جانبازوں کے دلوں میں حب الٰہی اور جنت کا شوق اتنا غالب ہوگا کہ اس مال ودولت کے ملنے کی) انہیں ذرا بھی خوشی نہ ہوگی (اور دوسری وجہ خوشی نہ ہونے کی یہ ہوگی کہ) اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان اور قبائل ایسے ہوں گے جن میں سے ایک فیصد آدمی بچا ہوگا۔

نفاذ اسلام اور قسطنطنیہ کی فتح

بعد ازاں حضرت امام مہدی علیہ السلام اسلامی شہروں کے انتظامات اور فرائض حقوق العباد کو پورا کرنے میں مصروف ہو جائیں گے (اور اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے) چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے۔ ان مہمات سے فراغت پر قسطنطنیہ کی فتح کے لئے روانہ ہوں گے۔

صحیح مسلم ص ۳۹۲ میں ہے کہ بحر روم کے ساحل پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کرنے کا حکم فرمائیں گے کہ وہ استنبول کو آزاد کرائیں جب یہ مجاہدین فصیل شہر کے نزدیک پہنچ کر نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کریں گے تو ان کی فصیل خدا کے نام کی ہیبت کی وجہ سے گر پڑے گی۔ ان سرکشوں کو قتل کر کے ملک میں عدل و اسلام قائم کریں گے۔

تشریح: اس عبارت میں ہے کہ فصیل نعرہ تکبیر سے گر پڑے گی اس کا مفہوم یہ ہے (یعنی وہ فصیل مجاہدین کے حملوں سے ان کی ذرا بھی حفاظت نہ کرے گی تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ بالفرض اسے دیوار کے حقیقی گرنے پر محمول کیا جائے تب بھی کچھ بعید نہیں ہے)۔

دجال کی خبریں ملنا شروع ہوں گی

حضرت مہدی علیہ السلام کی ابتدائی بیعت سے اب تک سات سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ (صحیح مسلم ص ۳۹۰)

امام مہدی علیہ السلام ملک کے انتظام و انصرام میں مصروف ہوں گے کہ ان تک یہ افواہ پہنچے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈالی ہے۔

اس خبر کو سنتے ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام ملک شام کی طرف رخ فرمائیں گے (لیکن جانے سے پہلے اس خبر کی تصدیق کریں گے) اور دجال کے نکلنے کی خبر کی

تصدیق کے لئے ایک وفد روانہ فرمائیں گے۔ وہ وفد پانچ یا نو سواروں پر مشتمل ہوگا۔ ان سواروں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ان کے ماں باپ اور قبائل تک کے ناموں کو جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں (اور اس وفد میں شامل لوگوں کے متعلق فرمایا کہ) وہ روئے زمین پر اس وقت سب سے بہتر انسان ہوں گے۔

تحقیق حال کے بعد (جب یہ خبر جھوٹی ثابت ہو جائے گی) جلدی کو چھوڑ کر دوبارہ سے ملک وملت کے کاموں میں معروف ہو جائیں گے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا۔

ظہور دجال اور اس کے مختلف دعاوی

الصادق الامین

دجال یہودیوں میں سے ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا۔
(صحیح بخاری ص ۱۰۵۶ و مسلم)

داہنی آنکھ میں پھلی ہوگی۔ (صحیح بخاری ص ۱۰۵۵، مسلم)

گھونگر دار بال ہوں گے۔ سواری میں ایک بہت بڑا گدھا استعمال کرے گا۔

سب سے پہلے ملک عراق و شام میں ظاہر ہوگا، جہاں وہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا۔ (صحیح مسلم)

اصفہان میں اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے (مزید تکبر میں مبتلا ہوکر) خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا اور چاروں طرف فساد برپا کرے گا۔

اور زمین میں بہت سے مقامات پر جا کر اپنے آپ کو خدا کہلوائے گا۔
(صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش کے لئے اس سے بڑے بڑے ناممکن اور نادر الوقوع کام کروادیں گے۔ (صحیح مسلم)

اس کی پیشانی پر (ک ف ر) لکھا ہوگا، جس کی پہچان ہر وہ شخص کرسکے گا جس کے دل میں بھی ایمان ہوگا۔ (بخاری ص ۱۰۵۶، مسلم ص ۴۰۰)

اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو "دوزخ" تعبیر کرے گا اور ایک باغ ہوگا جس کا نام "جنت" ہوگا۔ اپنے مخالفین کو آگ میں اور اپنے ماننے والوں کو جنت میں ڈالے گا۔ (صحیح بخاری)

مگر وہ آگ درحقیقت ایک باغ ہوگا اور باغ درحقیقت آگ کی طرح ہوگا (یعنی اس کا یہ سب کچھ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے ہوگا)

ان کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا ایک ذخیرہ ہوگا۔ جس کو چاہے گا اسے (خوش ہو کر دے گا)۔ (صحیح بخاری و مسلم شریف)

جب کوئی فرقہ اس کو رب مان لے گا تو (اس کی سرزمین پر) اس کے لئے بارش ہوگی۔ اناج پیدا ہوگا۔ (اس سے) درخت پھل دینے لگیں گے۔ اس کے مویشی موٹے ہو جائیں گے، اور دودھ والے جانور دودھ دینے لگیں گے اور جب کوئی جماعت اسے نہ مانے گی اس سے (بارش، پھل، دودھ اور جانوروں کا بڑھنا) بند کر دے گا اور اس کی بہت سی تکلیفیں اہل حق کو دے گا۔

مگر اہل ایمان کا سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑھنا ہی ان کے کھانے اور پینے کا کام دے گا۔ (احمد، ج ۱۱۰)

تشریح: یعنی اہل ایمان بھوکا اور پیاسا رہنا گوارا کر لیں گے، لیکن اس کے دھوکے میں نہ آئیں گے، اور صبر کریں گے پھر اللہ اپنی قدرتی عادت ظاہر کرے گا اور اہل ایمان ذکر سے ہی سیر ہو جائیں گے۔

دجال کی شعبدہ بازیاں

امام احمدؒ نے نقل کیا ہے کہ اس کے نکلنے سے دو سال تک پہلے ہی قحط رہ چکا ہوگا۔ تیسرے سال میں دوران قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا۔

زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ بعض آدمیوں سے کہے گا "میں مردہ ماں باپوں کو زندہ کر سکتا ہوں تاکہ اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو"۔

تشریح: یہ کہہ کر شیطانوں کو حکم دے گا کہ زمین سے ان کے ماں باپوں کی شکلیں بنا کر نکلو (تاکہ یہ مجھے خدا تسلیم کر لیں) چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ (اور کتنے ہی لوگ اپنے ماں باپ کو سامنے پا کر (اس کو سچا مان لیں گے اور) گمراہ ہو جائیں گے۔ لیکن جن کے یقین اللہ کی ذات پر ہوں گے انہوں نے فرمایا ہے کہ یحیی ویمیت۔ وہ اللہ ہی زندہ کر سکتا ہے اور وہی مار سکتا ہے فرمایا یوم نحشرھم جمیعا مگر یہ

انہیں قیامت کے دن زندہ کر کے جمع کریں گے۔

جن اہل ایمان نے کتاب و سنت کی تعلیم کے مطابق اپنے ایمان کو مضبوط کیا ہوگا۔ دجال کے بڑے بڑے کارنامے انہیں متاثر نہ کر سکیں گے اور وہ ایمان دار ان تمام خلاف عادت کاموں کو شعبدہ بازی، شیطنیت اور گمراہی اور جادوگری کا نام دیں گے، بلکہ دیگر نشانیوں سے تعین کر کے کہیں گے کہ یہ "دجال" ہے۔ جس کے سب سے بڑے دھوکا باز ہونے کی گواہی ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے دے چکے ہیں۔ (۱۲)

یمن، مکہ اور مدینہ میں

مذکورہ حالات لوگوں کو دکھاتا ہوا (اور کمزور ایمان والوں کو گمراہ کرتا ہوا) بہت سے ممالک میں سے گزر جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ یمن کی سرحد میں پہنچے گا تو بعض (لوگوں میں بڑا مقبول ہوگا اور وہ لوگ سب کاموں کو چھوڑ کر اس کے) ساتھ ہو جائیں گے۔

صحیح مسلم و بخاری میں ہے۔ یہاں سے لوٹ کر "مکہ مکرمہ" کے قریب مقیم ہوگا۔ لیکن وہاں فرشتوں کے حفاظت مکہ معظمہ کی ذمہ داری کی وجہ سے داخل نہ ہو سکے گا۔
(بخاری و مسلم)

پھر وہاں سے "مدینہ منورہ" کا ارادہ کرے گا۔

صحیح بخاری ص ۱۵۳ میں ہے۔ اس وقت مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے کی حفاظت کے لئے خداوند کریم دو دو فرشتے فرمائے گا۔ جن کے ڈر سے دجال کی فوج اس شہر نبی علیہ السلام میں داخل نہ ہو سکے گی۔ نیز مدینہ منورہ میں زلزلہ آئے گا، جس کی وجہ سے بدعقیدہ و منافق لوگ خائف ہو کر شہر نبی علیہ السلام سے نکل جائیں گے اور باہر آ کر دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔

تشریح: (کیونکہ مدینہ طیبہ میں یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے نہیں رہ رہے ہوں گے بلکہ اپنی دنیاوی اغراض سے وہاں ہوں ان کو مدینہ اور صاحب

مدینہ کی سنت اور محبت سے کوئی غرض نہ ہوگی اس وجہ سے انہیں زلزلے کے ذریعے اس پاک سرزمین سے نکال دیا جائے گا کیونکہ بہت سے انسان روپیہ پیسہ کمانے کی غرض سے وہاں رہتے ہیں انہیں روضہ رسول ﷺ پر سلام تک نصیب نہیں ہوتا)۔

دجال سے ایک عالم دین کا مناظرہ

(جب یہ ملعون ارض مقدس مدینہ سے باہر موجود ہوگا) ان دنوں مدینہ میں ایک عالم بزرگ ہوں گے (جو اس ملعون کو اپنے علم خداداد سے پہچانیں گے اور اسے لاجواب کرنے اور لوگوں کو حق راہ بتلانے کے لیے) دجال سے مناظرہ کریں گے۔

چنانچہ مدینہ سے باہر آ کر دجال کی فوج کے قریب آ کر پوچھیں گے "دجال کہاں ہے؟" وہ ان کی گفتگو کو (دجال کے) ادب کے خلاف سمجھیں گے۔ اس عالم دین بزرگ کو قتل کرنے کا ارادہ کریں گے لیکن ان میں سے کچھ لوگ منع کر دیں گے اور کہیں گے کہ "تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے اور تمہارے خدا (دجال) نے بغیر اجازت کسی کو قتل کرنے سے روک رکھا ہے۔"

چنانچہ وہ دجال سے جا کہیں گے کہ ایک شخص آیا ہے۔ جو بڑا گستاخ ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہ رہا ہے۔ دجال ان بزرگ عالم کو اپنے پاس بلائے گا جب وہ بزرگ دجال کے چہرے کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے۔

"میں نے تجھے پہچان لیا تو وہی دجال ملعون ہے جس کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرمائی تھی"

دجال غصہ میں آ کر کہے گا "اس کو آرے سے چیر دو! (یہ سن کر اس کے ماننے والے اٹھیں گے اور) اس بزرگ کو دو ٹکڑے کر ڈالیں گے (اور عبرت کے لیے) دائیں بائیں ڈال دیں گے۔

پھر خود دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے نکل کر لوگوں سے کہے گا۔

"اگر اب میں اس مردے کو زندہ کر دوں تو کیا تم میری خدائی کو تسلیم کر لو گے"۔

وہ کہیں گے ہم تو پہلے ہی آپ کے خدا ہونے کو مانتے ہیں اور کسی قسم کا شک و شبہ دل میں نہیں رکھتے۔ ہاں! (اگر آپ اسے ہمارے سامنے زندہ کر دیں) اور ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا۔ پھر وہ ان دونوں ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا چنانچہ وہ خدا کے قدرت کی حکمت اور ارادے سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔

"اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو وہی مردود دجال ہے کہ جس کے متعلق ہونے کی خبر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی"۔

دجال جھنجھلا کر معتقدین کو حکم دے گا کہ اس کو ذبح کر دو! (یہ سن کر اس کے مرید ان) آپ کی گردن پر چھری پھیریں گے مگر اس سے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ دجال شرمندہ ہو کر انہیں اپنی خود ساختہ دوزخ میں ڈالے گا مگر (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کی طرح) وہ آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی۔ اس کے بعد (دجال سے یہ طاقت چھین لی جائے گی اور) کسی مردے کو زندہ نہ کر سکے گا اور یہاں سے (ذلیل و رسوا ہو کر) ملک شام کو روانہ ہو جائے گا۔ (مسلم ص ۴۰۲)

اس کے دمشق پہنچنے سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام دمشق پہنچ چکے ہوں گے اور دجال کے فتنے کو مٹانے کے لئے جنگ کی پوری تیاری اور ترتیب طے کر چکے ہوں گے۔

نزول سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

امام مہدی علیہ السلام جنگ کی تیاری کے لئے فوج کو ہدایات دے رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے دمشق کی جامع مسجد میں مشرقی مینارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ

"مسلم یعنی سیڑھی لے آؤ" سیڑھی حاضر کردی جائے گی۔

آپ اس کے ذریعے اتر کر امام مہدیؑ سے ملاقات کریں گے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑی تواضع اور اچھے اخلاق سے پیش آئیں گے اور عرض کریں گے۔" یا نبی اللہ! امامت کیجئے"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے۔

"امامت تمہیں کرو! اس لئے کہ تم میں سے بعض دوسروں کیلئے امام ہیں اور دے امت محمدیہ! یہ (امامت کی عزت) اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہی بخش دی ہے۔"

پھر امام مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقتدی بن کر نماز ادا کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے عرض کریں گے۔

"یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں اس (فریضہ جہاد) کو انجام دیں۔"

وہ فرمائیں گے نہیں: یہ کام بدستور آپ ہی کے سپرد رہے گا۔ میں تو صرف دجال کو قتل کرنے کیلئے آیا ہوں، جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھوں سے مقدر ہو چکا ہے۔ (مسلم شریف)

دجال کا فرار اور قتل!!!

رات امن وامان سے بسر کر کے صبح امام مہدی علیہ السلام اسلامی فوج کو لے کر میدان کارزار میں تشریف لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بھی ان کے ساتھ ہوں گے) وہ کہیں گے "میرے لئے گھوڑا اور نیزہ لاؤ! تاکہ اس ملعون سے خدا کی زمین کو پاک کردوں"۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال پر حملہ آور ہوں اور امام مہدی علیہ السلام اسلامی فوج کے ساتھ دجال کی فوج پر تاخت کریں گے۔ یہ لڑائی نہایت خوفناک ہوگی اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مجاہدین گھمسان کی جنگ میں بے جگری سے دجال کی فوج سے نبرد آزما ہوں گے"۔

مسلم شریف ص ۴۰۰ پر ہے کہ:

اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک (دجال) پہنچے گا آپ کی نظر بھی وہیں تک پہنچے گی اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا وہ وہیں خاک میں مل جائے گا۔ آپ دجال کا مقابلہ کرتے کرتے مقام "لد" تک جا پہنچیں گے اور نیزے سے اسے واصل جہنم کر کے لوگوں کو اس فتح کی اطلاع دیں گے۔

(قارئین یاد رہے کہ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ لُدّ لام کے پیش کے ساتھ اور دال کی تشدید کے ساتھ لکھا جاتا ہے یہ ایک پہاڑ کا نام ہے بعض کے نزدیک ایک گاؤں کا نام ہے جو بیت المقدس کے نزدیک ہے۔)

کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو جلدی قتل نہ بھی کریں (پھر بھی کیونکہ اس کا ہلاک ہونا حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے لکھا جا چکا ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تصدیق فرما دی ہے اس لئے وہ) آپ نے سانس سے بھی پگھل جائے گا جیسے کہ پانی نمک میں پگھل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم و ابن ماجہ)

ادھر اسلامی فوج کے مجاہدین لشکر دجال کو قتل کرنے میں مشغول ہو جائے گی۔

(ادھر اللہ کی نصرت کا ظہور اس طرح بھی ہوگا کہ) اس لشکر میں موجود کسی یہودی کو پناہ نہ ملے گی۔

صحیح مسلم ترمذی اور بخاری میں ہے کہ اگر کوئی یہودی رات کو کسی درخت یا پتھر کی آڑ میں چھپ جائے تو بھی (وہ درخت اور پتھر) کہے گا۔

"اے خدا کے بندے! دیکھ اس یہودی کو پکڑ اور قتل کر! مگر غرقد کا درخت ان کو پناہ دے کر ان کے حالات کو چھپائے گا۔

قربِ قیامت کے شب و روز

ترمذی ص ۳۴۵ پر ہے کہ دجال کے شر کا زمانہ چالیس دن تک رہے گا۔ ان دنوں میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ ایک، ایک مہینے کے اور ایک، ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ باقی دن اپنے دنوں کے برابر ہوں گے۔

بعض دوستوں میں ہے یہ لمبے دن بھی دجال کے تصرفات اور اس کے استدراج کی وجہ سے محسوس ہوں گے۔ کیونکہ وہ جتنی سورج کو روکنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس کی مرضی کے مطابق سورج کو روک دیں گے۔

صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی نماز پڑھنی چاہئیں یا پورے سال کی نمازیں پڑھنی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ اندازہ لگا کر ایک پورے سال کی نمازیں پڑھنی چاہئیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی جو ارباب کشف و شہود محققین میں سے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

> اس دن کی تصویر دل میں یوں آتی ہے کہ آسمان پر ایک بڑا بادل ہوگا اور کمزور سی روشنی جو عام طور پر ایسے ایام میں آتی ہے وہ تاریکی میں تبدیل نہ ہوگی اور سورج بھی نمایاں طور پر ظاہر نہ ہوگا تو لوگ شریعت کے مسئلہ کی رو سے اندازہ و تخمینہ سے نماز کے اوقات کا لحاظ رکھنے کے پابند ہوں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

دعوت الی اللہ کی طرف

دجال کے فتنہ کے ختم ہونے پر حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شہروں میں (مسلمانوں کو ملنے جائیں گے) جہاں جہاں دجال نے لشکر کشی کی ہوگی اور وہاں پہنچ کر (یہ دونوں حضرات) دجال کے ستائے ہوئے لوگوں کو اجر عظیم کی خوشخبریاں دیں گے اور عام نوازشات کر کے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔ (مسلم ص ۴۰۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (خدمت خلق اور اکرام مسلم کے عمل سے فارغ ہوکر) سب سے پہلے قتل خنزیر، شکست صلیب اور کفار سے جزیہ قبول نہ کرنے کے احکامات صادر فرمائیں گے۔ پھر تمام کفار کو اسلام کی طرف آجانے کی دعوت دیں گے۔ خدا کے فضل و کرم سے کوئی کافر اسلامی شہروں میں نہ رہے گا۔ تمام روئے زمین امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف کی کرنوں سے منور ہوگی۔ ظلم و ناانصافی کو جڑ سے اکھیڑ دیا جائے گا۔ تمام لوگ اللہ کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہوں گے۔ آپ کی خلافت کی میعاد سات سال (ابو داؤد) آٹھ سال (حاکم) یا نو سال (ترمذی) ہوگی۔

وصال مہدی و کمال عیسیٰ علیہ السلام

واضح رہے کہ امام مہدی علیہ السلام کو سات سال عیسائیوں کے فتنہ کو (پامال کرنے) اور ملک میں عدل و انصاف قائم کرنے میں لگے گا اور آٹھواں سال دجال سے جنگ و جدال میں گزرے گا اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گزرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال ہوگی۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کا وصال ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور آپ کو قبر میں اتاریں گے۔

اس کے بعد لوگوں (کی بھلائی) کے چھوٹے بڑے کاموں میں مصروف ہو جائیں گے۔ ان کے (شرعی ضابطوں اور مکمل نفاذ اسلام کی برکت سے) ساری مخلوق نہایت امن و سکون سے ہوگی۔

خروج یاجوج ، ماجوج

صحیح مسلم میں اسی پر ہے کہ اللہ کی طرف سے آپ پر وحی کا نزول ہوگا؟

"میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تو آپ میرے خالص بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں تاکہ وہاں پناہ لے لیں"

(وحی الٰہی کے نزول کے بعد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہ طور کے قلعہ میں نزول فرما کر سامان جنگ کی تیاری میں مصروف ہو جائیں گے۔ اس دوران یاجوج ماجوج دیوار سکندری توڑ کر باہر آ جائیں گے۔ ٹڈیوں کی طرح چاروں طرف پھیلے (صرف وہی نظر آئیں گے)۔

تشریح: معالم التنزیل میں ہے کہ ان کے شر سے بچنے کے لئے لوگ قلعوں کا رخ کریں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعوں میں وہ لوگ نہ گھس سکیں گے اسی وجہ سے مضبوط قلعوں کے اندر چھپنے کے علاوہ خلاصی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

(یہ لوگ) قتل و غارت گری سے کسی کو معاف نہ کریں گے۔ یہ لوگ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا ملک انتہائی جانب شمال مشرق ہفت اقلیم سے باہر ہے۔ ان کے شمال کی طرف دریائے شور ہے۔ جس کا پانی انتہائی ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے گاڑھا اور جما ہوا ہے کہ اس میں جہاز کا چلانا ناممکن ہے ان کے مشرقی و مغربی اطراف میں دو پہاڑ بالکل دیواروں کی طرح کھڑے ہوئے ہیں اور ان میں آمد و رفت کا سلسلہ کسی کا بھی نہیں ہے۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی کہ جس میں یاجوج ماجوج ادھر آنے والے لوگوں کو لوٹ لیتے تھے۔

(مظاہر حق ص ۵۱۰)

ان لوگوں کی درخواست پر حضرت ذوالقرنین نے ایک لوہے کی دیوار بنا دی جہاں سے یہ لوگ عبور کر کے نہ آ سکیں۔

(ذوالقرنین ایک نیک دل بادشاہ کا نام ہے۔ جس کا پایہ تخت یمن میں تھا۔ اس
کی پیشانی کی دونوں جانبیں ابھری ہوئی تھیں اس لئے اسے ذوالقرنین یعنی دو
سینگوں والا کہا جاتا ہے۔ الغرض اس کا گزر ادھر کو ہوا تو لوگوں نے یاجوج ماجوج کی
تکالیف کی شکایت کی تو اس نے لوگوں کی حفاظت کے لئے) ایک آہنی دیوار بنا ڈالی
جس کی بلندی دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کو چھو رہی تھی اور موٹائی ۶۰ گز ہے۔

(یاجوج ماجوج اس دیوار کو عبور کرنے کے لئے) سارا دن اسے توڑنے کی
بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ مگر رات کو خداوند کریم پھر اسے ویسا ہی کر دیتا ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس میں اتنا سوراخ ہو گیا
تھا کہ جتنا انگوٹھے اور کلمہ شہادت والی انگلی کا حلقہ بنانے سے بنتا ہے۔ مگر وہ سوراخ
ابھی تک اس قدر نہیں ہے کہ اس سے آدمی نکل سکے (جب اللہ کو منظور ہوگا اور) ان
کے نکلنے کا وقت آئے گا تو یہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور وہ یہاں سے نکل آئیں گے۔

مسلم میں مرقوم ہے کہ جب دیوار کے ٹوٹنے کے بعد یہاں سے نکل آئیں گے تو ان
کی تعداد اتنی ہے کہ جب ان کی جماعت کا پہلا دستہ بحیرہ طبریہ میں پہنچے گا اس کا کل
پانی پی کر خشک کر دے گا۔

بحیرہ طبریہ طبرستان میں ایک چشمہ ہے جس کی شکل مربع ہے۔ اس کا پاٹ
سات یا دس میل ہے۔ نہایت گہرا ہے۔ جب پچھلی جماعت وہاں پہنچے گی تو (دریا
کے خشک ہونے کی وجہ سے) کہیں گے کہ شاید اس جگہ پانی ہوگا۔

(یہ لوگ) غضب، قتل و قتال، بے دردی، عذاب اور قید کر کے (لوگوں پر ظلم و
ستم کا ایک بازار گرم کریں گے) مسلم میں مرقوم ہے کہ اسی طرح (لوگوں کو پریشان
کرتے ہوئے) جب جبل خمر میں آئیں گے تو کہیں گے۔

"اب ہم نے زمین والوں کو ختم کر دیا ہے چلو آسمان والوں کا خاتمہ کر ڈالیں"۔

یہ کہہ کر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ خداوند کریم ان تیروں کو خون میں لت
پت واپس فرمائے گا۔ یہ دیکھ کر وہ بڑے خوش ہوں گے۔ اب تو ہمارے سوا کوئی بھی
باقی نہ رہا۔

یاجوج ماجوج کی ہلاکت

اس فتنہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر تنگی معاش (کا یہ عالم ہوگا کہ) گائے کا کلہ سو اشرفی کا ہو جائے گا۔

آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کے لئے کھڑے ہوں گے۔ آپ کے ساتھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر آمین کہیں گے۔ (اس دعا کی قبولیت کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ ایک بیماری بھیجیں گے اس بیماری کو عربی میں نغف کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا دانہ اور پھنسی کی شکل کا ہوگا جو بھیڑ بکری وغیرہ کی ناک اور گردن میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح تھوڑی دیر میں انسان کو ہلاک کر دے گا۔ ساری کی ساری قوم یاجوج ماجوج ایک ہی رات میں ہلاک و برباد ہو جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جو اس وقت اپنے ماننے والے لوگوں کو لے کر ایک قلعہ میں محفوظ ہوں گے جب ان کو ان کے حالات کا علم ہو گا تو) تحقیق حال کے لئے چند آدمیوں کو بیرون قلعہ بھیجیں گے اور ان سڑی ہوئی لاشوں سے بدبو پھیلنے کی وجہ سے زندگی دشوار ہوگی۔ اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بارگاہ خداوندی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ) پھر سے دست بدعا ہو جائیں گے۔

تب لمبی لمبی گردنوں والے جانور ظاہر ہوں گے اور ان لاشوں میں سے کسی کو کھا لیں گے اور کسی کو جزیروں میں پھینک دیں گے اور ان کے خون اور بدبو کی وجہ سے زمین کو پاک کرنے کے لئے بڑی بابرکت بارش ہوگی۔ جو متواتر چالیس دن تک برسے گی جس سے کوئی کچا و پکا مکان اور کوئی خیمہ و چھپر نیچے بغیر تر رہ نہ سکے گا۔

خوشحالی و امن کا دور پھر سے

اس بارش کی وجہ سے پیداوار نہایت ہی بابرکت اور باافراط ہوگی۔

مسلم شریف میں ہے کہ برکت کا یہ عالم ہوگا کہ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک

بکری کا دودھ ایک خاندان کے لئے کافی ہو جائے گا۔تمام لوگ آرام و آسائش میں ہوں گے۔ زندہ لوگ مردوں کی آرزو کریں گے۔ (کاش ہمارے فوت شدہ لوگ بھی آج ہوتے تو ہمارے ساتھ وہ بھی عیش کرتے اسلامی نظام کی برکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے)۔

روئے زمین پر سوائے اہل ایمان کے کوئی نہ رہے گا۔کینہ و حسد لوگوں سے اٹھ جائے گا۔(اعلیٰ اخلاقی زندگی ہوگی) سب کے سب لوگ احسان و طاعت الٰہی میں مصروف رہیں گے۔(لوگوں کی نیکی اور اطاعت الٰہی کی برکات کی وجہ سے جانور بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے) اور جانور حتیٰ کہ سانپ اور درندے بھی (ایک دوسرے کو اور) لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائیں گے۔

ترمذی میں ہے کہ قوم یاجوج ماجوج کی تلواروں کی نیامیں اور کمانیں ایک عرصہ تک جلانے کے کام آتی رہیں گی۔ مذکورہ حالات (نیکی و تقویٰ، خوف الٰہی، اعلیٰ اخلاقی قدریں) مسلسل سات سال تک ترقی کی منازل طے کرتی رہیں گی لیکن باوجود اس کے کہ نیکی اور بھلائی بہت زیادہ ہوگی خواہشات نفسانی اپنا سر نکالیں گی (اور انسانوں کی ترقی کی راہیں مسدود کرنے کی کوششیں کریں گی) یہ سب واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور آپ کے خلیفہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیام چالیس سال رہے گا۔ آپ کا نکاح ہوگا، اولاد پیدا ہوگی۔ پھر انتقال فرما کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں مدفون ہوں گے۔

کتاب الوفاء ابن جوزیؒ و مشکوۃ میں ہے کہ آپ کے بعد ملک یمن کے رہائشی ایک شخص آپ کے خلیفہ ہوں گے ان کا نام جہجاہ ہوگا اور قبیلہ قحطان سے اس کا تعلق ہوگا۔ آپ کے خلیفہ بھی نہایت عدل و انصاف سے امور خلافت کو سرانجام دیں گے۔

مسلم شریف میں ہے کہ ان کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے جن کے عہد میں کفر و جہالت کی رسوم عام ہو جائیں گی اور علم بہت کم ہو گا۔ اس دوران ایک مکان مشرق میں اور ایک مکان مغرب میں دھنس جائے گا۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ ان مکانوں میں ہلاک ہونے والے تقدیر کے منکر ہوں گے۔

دھوئیں کا عذاب اور باب توبہ

صحیح مسلم میں ہے کہ انہیں دنوں میں ایک دھواں نمودار ہوگا جو زمین پر چھا جائے گا اور اس سے لوگ تنگ ہو جائیں گے۔ اس دھوئیں کی وجہ سے مسلمان تو صرف ضعف دماغ و کدورت حواس اور نزلہ وغیرہ میں مبتلا ہوں گے مگر منافقین و کفار ایسے بے ہوش ہو جائیں گے کہ بعض ایک دن بعض دو بعض تین دن میں ہوش میں آئیں گے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

یہ دھواں چالیس دن تک مسلسل رہے گا۔ پھر مطلع صاف ہو جائے گا۔ بعدہ ماہ ذی الحجہ میں یوم نحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہوگی کہ مسافر تنگ دل، بچے خواب سے بیدار مویشی اپنی چراگاہوں میں جانے کے لئے بے قرار ہو جائیں گے۔

یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے آہ و زاری شروع کر دیں گے اور توبہ توبہ پکار اٹھیں گے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آخرکار تین چار راتوں کے اوقات کے بقدر اضطرابی کیفیت میں سورج تھوڑی سی روشنی لے کر برآمد ہوگا (اس کی شکل) چاند گرہن کی طرح ہوگی اور مغرب سے نکلے گا۔ اس وقت تمام لوگ خدائے قدوس کی توحید کا اعتراف کریں گے۔ مگر اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہوگا۔ اس کے بعد سورج تھوڑی سی روشنی کے ساتھ طلوع ہوتا رہے گا۔

صفا پہاڑی سے بات کرنے والا جانور نکلے گا

دوسرے دن اسی (سورج کے) تذکرہ میں ہوں گے کہ وہ صفا جو کعبہ کے مشرقی جانب ہے وہ زلزلے سے پھٹ جائے گا۔ جس میں سے ایک نادر شکل کا جانور برآمد ہوگا اس سے پہلے اس کے نکلنے کی دو مرتبہ جھوٹی خبریں ملک یمن اور نجد میں مشہور ہو چکی ہوں گی۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ. (سورۃ نمل)

ترجمہ: جب قیامت کا وعدہ ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم زمین سے ان کے لئے بطور نشانی ایک جانور نکالیں گے وہ ان سے کہے گا لوگ خدا کی باتوں کا یقین نہیں کرتے تھے۔

شکل کے لحاظ سے یہ جانور متعدد حیوانات جانوروں کے مشابہ ہوگا۔

(۱) چہرہ آدمی جیسا ہوگا (۲) پاؤں میں اونٹ جیسا ہوگا
(۳) گردن میں گھوڑے کے مشابہ ہوگا (۴) دم میں بیل کی طرح ہوگا
(۵) سرین میں ہرن جیسا ہوگا (۶) سینگوں میں بارہ سنگا جیسا ہوگا
(۷) اور ہاتھوں میں بندر کے مشابہ ہوگا

وہ جانور (بولنے کا اور گفتگو میں) نہایت فصیح اللسان ہوگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی۔

تمام شہروں میں ایسی سرعت اور تیزی سے دورہ کرے گا کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے گا۔ ہر شخص پر نشان لگاتا چلا جائے گا اگر وہ صاحب ایمان ہے تو عصائے موسیٰ سے اس کی پیشانی پر ایک نورانی لکیر لگائے گا۔ جس کی وجہ سے اس کا سارا چہرہ روشن ہو جائے گا۔

اگر صاحب ایمان نہ ہو تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے اس کی

ناک اور شہر ان پر سیاہ مہر لگائے گا۔ جس کی وجہ سے ان کے چہرے پر سے رونق مٹ جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر ایک دستر خوان پر کئی آدمی جمع ہوں تو ہر ایک کا کفر و ایمان بخوبی ظاہر ہوگا اس جانور کا نام "دابۃ الارض" ہے جو اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائے گا۔ سورج کے مغرب سے نکلنے اور دابۃ الارض کے ظہور سے صور کے پھونکے جانے کے وقت تک کا عرصہ ایک سو بیس سال ہوگا دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوب کی طرف سے ایک نہایت فرحت افزا ہوا چلے گی جس کے سبب سے ہر صاحب ایمان کی بغل سے ایک درد اٹھے گا جس کے باعث افضل تا فضل سے، فاضل تا ناقص سے ناقص تر سے پہلے بالترتیب مرنے شروع ہو جائیں گے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ قیامت کے قریب چیونٹیاں، جمادات اور درندے وغیرہ کثرت سے باتیں کریں گے جو (لوگوں کو ان کے) گھروں کے احوال بتائیں گے۔

اہل ایمان کے جانے کے بعد۔۔۔

جب اہل ایمان اس جہان سے چلے جائیں گے تو حبشہ والوں کا غلبہ ہوگا اور تمام ممالک میں ان کی سلطنت پھیل جائے گی۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حبشہ والے خانہ کعبہ کو گرا دیں گے اور حج موقوف ہو جائے گا۔ قرآن شریف دلوں، زبانوں اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا۔

خدا ترسی، حق شناسی، خوف آخرت لوگوں کے دلوں سے معدوم ہو جائے گا۔ شرم و حیا باقی نہ رہے گی۔ برسر راہ گدھوں اور کتوں کی طرح جماع کریں گے (صحیح مسلم)

حکام کا ظلم اور ان کی جہالت، دنیا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی۔ پھر دیہات ویران ہو جائیں گے۔ بڑے بڑے قصبے گاؤں کی طرح اور بڑے بڑے شہر معمولی قصبوں کی طرح ہو جائیں گے۔

قحط، وبا اور غارت گری کی آفتیں پے در پے نازل ہوں گی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جنگ زیادہ ہوگا اور علم ۔ اللہ کی طرف رجحان دونوں سے نکل جائے گا۔ جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی شخص لفظ اللہ تک سمجھنے والا بھی نہ رہے گا۔ اس دوران شام میں امن اور ارزانی نسبتاً زیادہ ہوگی۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ (شام میں ارزانی کی وجہ سے) دیگر ممالک کے لوگ آفتوں سے تنگ آکر اپنے اہل خانہ سمیت ملک شام کی طرف چلے جائیں گے۔

ایک آگ لوگوں کا پیچھا کرے گی

صحیح بخاری میں ہے کہ کچھ عرصہ بعد ایک بڑی آگ جنوب کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کی طرف بڑھے گی۔ جس سے لوگ بے تحاشا بھاگیں گے آگ ان کا پیچھا کرے گی۔ جب لوگ دوپہر کو تھک جائیں گے اور اپنی عاجزی کا اظہار کر دیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی اور آدمی بھی آرام کر لیں گے۔

صبح ہوتے ہی آگ پھر پیچھا کرے گی۔ انسان اس سے بھاگیں گے اس طرح کرتے کرتے وہ ملک شام تک پہنچ جائیں گے اس کے بعد آگ واپس لوٹ کر غائب ہو جائے گی۔

اس کے بعد کچھ (لوگوں کو اپنے وطن کی یاد ستائے گی اور) لوگ شام سے واپس گھروں کو لوٹ آئیں گے۔ مگر مجموعی طور پر لوگ ملک شام ہی میں رہیں گے۔

یہ قرب قیامت کی آخری نشانیاں ہیں۔

جب وقت ختم ہوگا۔۔۔

اس کے بعد قیامت کے قائم ہونے کی پہلی نشانی یہ ہوگی کہ لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے اور دنیاوی نعمتیں، دولت اور شہوت رانی بکثرت ہو جائے گی کہ جمعہ کے دن جو محرم کی دسویں تاریخ بھی ہوگی صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک ایک باریک لمبی آواز سنائی دے گی۔ یہی صور کا پھونکنا ہوگا۔

ہر طرف کے لوگوں کو یکساں سنائی دے گی اور لوگ حیران ہوں گے کہ یہ کیسی آواز ہے؟ آہستہ آہستہ یہ آواز بجلی کی کڑک کی طرح سخت اور اونچی ہو جائے گی۔ انسان بے قرار ہو جائیں گے۔ جب آواز میں پوری سختی ہو جائے گی تو لوگ ہیبت کی وجہ سے مرنے شروع ہو جائیں گے۔ زمین میں زلزلہ آئے گا۔

قرآن کریم میں ہے:

وَإِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا۔ (پارہ عم)

"اس زلزلے کے ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں میں بھاگ کھڑے ہوں گے"۔

اور وحشی جانور خائف ہو کر لوگوں کی طرف بڑھیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ۔ (پارہ عم)

جس وقت وحشی جانور جانوروں کے ساتھ اکٹھے کیے جائیں گے۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ)

زمین جابجا شق ہو جائے گی۔ ارشاد ہے۔

وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ۔ (القرآن)

سمندر الٹ کر قرب وجوار کی بستیوں میں جا چڑھیں گے۔

ارشاد گرامی ہے:

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ (پارہ عم)

اور جب دریا بہہ نکلیں۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

آگ بجھ جائے گی بلند و بالا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کی طرح اڑتے پھریں گے۔

وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ۔ (پارہ عم)

اور جب پہاڑ اڑا دیے جائیں۔

گرد و غبار کے اٹھنے اور آندھیوں کے آنے کی وجہ سے پوری دنیا تاریک ہو

ردی ہوئی اور دو آدم زمین سورج ختم ہو جائے گی حتیٰ کہ اس کے ہولناک ہونے پر آسمان پھٹ جائیں گے۔ ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

جب شیطان کی موت واقع ہوگی

جب سب آدمی مر جائیں گے تو ملک الموت شیاطین کی روح قبض کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ یہ ملعون پر ہر طرف دوڑتا پھرے گا۔ مگر فرشتے اسے آگ کے گرزوں سے لوٹا دیں گے اور اس کی روح قبض کر لیں گے۔ سکرات موت کی جتنی تکلیفیں پوری انسانیت کو پہنچی ہیں ان سب تکلیفوں کی مقدار اس اکیلے کو پہنچے گی۔

مسلسل چھ ماہ تک صور پھونکا جاتا رہے گا اس صور کے پھونکنے کے بعد نہ آسمان رہے گا نہ ستارے رہیں گے نہ پہاڑ رہیں گے نہ سمندر نہ کوئی چیز (الغرض) ہر چیز نیست و نابود ہو جائے گی۔ فرشتے بھی مر جائیں گے۔ مگر آٹھ چیزیں قائم رہیں گی۔

اول عرش، دوم کرسی، سوم لوح، چہارم قلم، پنجم جنت، ششم صور، ہفتم دوزخ، ہشتم روحیں۔

لیکن روحوں کو بھی بے خودی ضرور ہوگی۔ بعضوں کا قول ہے کہ یہ آٹھ چیزیں بھی تھوڑی دیر کے لئے معدوم ہو جائیں گی۔

حاصل کلام یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی نہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

لمن الملک الیوم..؟

"کہاں ہیں حکومتوں کے دعویدار اور بادشاہ؟"

کس کے لئے آج کی سلطنت پھر خود ہی ارشاد فرمائیں گے۔

للہ الواحد القہار

خدائے یکتا قہار کے لئے ہے۔

****

پھر ایک وقت تک ذات واحد ہی رہے گی۔ پھر ایک مدت کے بعد از سر نو پیدائش کا سلسلہ جاری کرے گا لیکن یہ کتنی مدت کے بعد ہوگا اسے اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے۔ آسمان زمین اور فرشتوں کو پیدا کرے گا۔

روحیں اپنے جسموں میں۔۔۔

زمین اس وقت ایسی ہوگی کہ اس میں عمارتوں درختوں اور پہاڑوں اور سمندروں وغیرہ کا نشان تک نہ ہوگا۔ اس کے بعد جس جس مقام پر سے لوگوں کو چاہے گا وہیں سے زندہ کرے گا۔ (زندہ کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ) پہلے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو پیدا کرے گا۔ (بخاری و مسلم صفحہ ۱۰۰)

اور ان کے دیگر اجزاء جسمانی کو اس ہڈی کے متصل رکھ دے گا۔ ریڑھ کی ہڈی اس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کی پیدائش شروع ہوتی ہے۔

تمام اجزاء جسمانی کو (اس ہڈی کے ساتھ) ترتیب دے کر گوشت پوست چڑھا کر جو صورت مناسب ہوگی عطا فرمائیں گے۔ جسمانی قالب کی تیاری کے بعد تمام روحیں صور میں داخل کر کے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو پوری طاقت سے پھونک دیں اور خداوند تعالیٰ فرمائیں گے۔

"قسم ہے میری عزت و جلال کی! کوئی روح بھی اپنے ڈھانچے کے علاوہ کہیں نہ جائے (حکم الٰہی سن کر تمام) روحیں اس طرح اپنے اپنے جسموں میں آ جائیں گی جس طرح پرندے اپنے اپنے گھونسلوں میں چلے جاتے ہیں۔"

صور اسرافیل میں روحوں کی تعداد کے مطابق سوراخ ہیں۔ جن میں سے روحیں پھونکنے پر پرندوں کی طرح نکل کر اپنے اپنے ڈھانچوں میں داخل ہو جائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا تعلق جسموں کے ساتھ قائم ہو جائے گا اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پھر صور پھونکا جائے گا۔ جس کی وجہ سے

زمین پھٹ کر لوگوں کو باہر نکال دے گی۔ لوگ گرتے پڑتے صور (کی آواز) کی طرف دوڑیں گے۔ یہ صور بیت المقدس کے اس مقام پر پھونکا جائے گا جہاں صخرہ معلق ہے۔ بدنوں میں روحوں کی آمد اور دوسرے صور کے پھونکنے میں چالیس سال کا عرصہ لگ جائے گا۔ (بخاری)

قبروں سے لوگ اسی شکل میں پیدا ہوں گے جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے یعنی ننگے بدن بے ختنہ اور بغیر داڑھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ

جیسا کہ ہم نے اس خلقت کو اول مرتبہ پیدا کیا ہے اسی طرح دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ (القرآن)

صحیح بخاری و مسلم میں ۲۸۴ پر ہے کہ لوگ ننگے بدن ہوں گے ان کا ختنہ نہ ہوا ہوگا۔ داڑھیاں نہ ہوں گی صرف سر کے بال اور منہ میں دانت ہوں گے۔ سب چھوٹے بڑے، گونگے بہرے لنگڑے اور کمزور سب کے سب درست اعضاء والے ہوں گے۔

سب سے پہلے کون اور پھر کون اٹھے گا۔۔۔؟

سب سے پہلے زمین میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے۔ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر جگہ جگہ سے انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء و صالحین اٹھیں گے۔ ان کے بعد مومنین، پھر فاسقین، پھر کفار تھوڑی دیر بعد یکے بعد دیگرے برآمد ہوں گے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو بکر و عمرؓ آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت آپ کے پاس اور دوسرے نبیوں کی اُمتیں اپنے اپنے نبیوں کے پاس جمع ہو جائیں گی۔ خوف اور دہشت کی وجہ سے سب کی آنکھیں آسمان پر لگی ہوں گی۔

ہولناکی کا عالم کیا ہوگا؟

کوئی شخص کسی کی شرم گاہ کو نہ دیکھے گا۔ اگر دیکھے گا تو بچوں کی طرح دل میں شہوت سے خالی ہوگا۔ (صحیح بخاری و مسلم ۳۸۴ و ترمذی)

صحیح مسلم صفحہ ۳۸۴ میں ہے کہ جب لوگ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہوں گے تو سورج اس قدر قریب کر دیا جائے گا کہ گویا بس ایک میل پر ہے۔ آسمان کی طرف چمکنے والی بجلیاں اور خوفناک آوازیں سنائی دیں گی۔ سورج کی گرمی کی وجہ سے تمام کے بدنوں سے پسینہ جاری ہو جائے گا۔ پیغمبروں اور نیک بخت مومنوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے عام مومنین کے ٹخنے پنڈلی، گھٹنے، زانو، کمر، سینہ اور گردن تک اعمال کے مطابق پسینہ چڑھ جائے گا۔

کفار منہ اور کانوں سے پسینہ میں غرق ہو جائیں گے اور اس سے ان کو سخت تکلیف ہوگی۔ بھوک پیاس کی وجہ سے لوگ لاچار مٹی کھانے لگیں گے اور پیاس بجھانے کی غرض سے حوض کوثر کی طرف جائیں گے۔

دوسرے نبیوں کو بھی حوض دیے جائیں گے لیکن وہ اپنی لذت اور وسعت میں (آپ ﷺ کے حوض کوثر سے) کم ہوں گے۔

سورج کی گرمی کے علاوہ بھی کئی ہولناک مناظرہ ہوں گے۔ ایک ہزار سال تک لوگ انہی مصائب و مشکلات میں مبتلا ہوں گے اور سات گروہ وہ ہوں گے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے سائے میں جگہ نصیب فرمائیں گے۔ تمام روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ حاصل کرنے والے لوگ چالیس فرقوں پر مشتمل ہوں گے۔

سب امتیں نبیوں کے پاس

اول: آدم، آدم کے قدموں میں۔۔۔

صحیح حدیث میں ہے کہ پھر مجبور ہو کر لوگ شفاعت کی غرض سے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ

"اے ابو البشر! آپ ہی وہ شخص ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ جنت میں سکونت عطا فرمائی۔ اور (آپ ہی وہ شخصیت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے) تمام چیزوں کے نام سکھائے"۔ (جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شانیں دی ہیں) تو ہماری سفارش کر دیجئے" تا کہ باری تعالیٰ ہمیں ان مصائب سے نجات نصیب فرمائے"۔

آپ فرمائیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ اس قدر غضب ناک ہیں کہ ایسا کبھی بھی نہ تھے اور نہ آئندہ ایسے غضبناک ہوں گے۔ چونکہ مجھ سے ایک زبردست غلطی ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ نے فرمایا تھا:

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○
فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا (الآية)

باوجود روکنے کے میں نے گندم کا دانہ کھا لیا تھا۔ تو میں اس کی پکڑ سے ڈرتا ہوں۔

(سچی بات تو یہ ہے کہ) مجھ میں شفاعت کی طاقت بھی نہیں ہے۔ تو (میرا مشورہ یہ ہے کہ) تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ! اس لئے کہ وہ پہلے پیغمبر ہیں جنہیں (سارے انسانوں کے طوفان نوح میں غرق ہونے کے بعد سب سے پہلے) انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں

تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے۔

"اے نوح! آپ ہی وہ پیغمبر ہیں۔ جنہیں سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۔ فرما کر اپنا شکر گزار بندہ ہونے کا لقب عنایت فرمایا ہے۔ ہماری حالت زار کو دیکھ کر ہماری شفاعت فرما دیجیے۔"

آپ فرمائیں گے "آج اللہ تعالیٰ اتنا غصے میں ہے کہ ایسا کبھی نہ تھا اور مجھ سے تو ایک غلطی ہوگئی ہے کہ میں نے ادب کا لحاظ نہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے نافرمان بیٹے کی سفارش کردی کہ وہ غرق نہ ہو۔ میرا منہ نہیں ہے کہ سفارش کر سکوں۔

سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی سفارش کی تھی، قرآن کریم میں اسے اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (سورۃ ھود)

ترجمہ: (اس مشکل گھڑی میں) نوح (علیہ السلام) نے اپنے خدا کو پکارا کہ میرا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ (جو میرے اہل کو طوفان سے بچانے کی نسبت ہے) سچا ہے اور اس کا فیصلہ تو بہتر کر سکتا ہے۔

خدا نے نوح (علیہ السلام) کو جواب دیا کہ وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں ہے کہ وہ برے اعمال کر چکا ہے۔ تو مجھ سے ایسی بات کو سوال نہ کرنا جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ میں تجھے اس لئے سمجھاتا ہوں کہ جاہل لوگوں کی طرح سے رشتہ کی

محبت میں آ کر کہیں تو خدا سے دور نہ جا پڑے (یعنی خدا کو نبی کے سوا اور کسی رشتے کی پرواہ نہیں ہے۔)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں

(یہ عذر کر کے حضرت نوح علیہ السلام سب لوگوں کو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے چنانچہ وہ فرمائیں گے) کہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے۔سورۂ نساء میں ہے:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا. (القرآن)

پس لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے (اے ابراہیم علیہ السلام)

"خدا تعالیٰ نے آپ کو خلیل کا خطاب نصیب فرمایا ہے اور آگ کو آپ کے واسطے ٹھنڈی اور سلامتی والا کر دیا۔

فرمایا: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ. (سورۃ انبیاء)

اور پیغمبروں کا امام بنایا آپ ہماری سفارش کر دیجیے! تاکہ ان تکلیفوں سے رہائی مل جائے" آپ فرمائیں گے (پہلی بات یہ ہے کہ) آج اللہ تعالیٰ نہایت غصے میں ہیں اور اتنا پرجلال کبھی نہیں دیکھا گیا اور نہ کبھی ایسا ہوگا۔

(اور دوسری بات یہ ہے کہ) میں تین مرتبہ ایسی باتیں کر چکا ہوں کہ جس میں جھوٹ کا وہم ہو سکتا ہے۔تو میں اس کی پکڑ سے ڈر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ میں شفاعت کی ہمت نہیں ہے۔ وہ باتیں جن کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ ان کے بارے میں مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری پکڑ نہ ہو جائے۔ (وہ آگے آ رہی ہیں)

اس حدیث کو منکرین حدیث نے اپنا نشانہ بنا کر حدیث مبارکہ کے تمام ذخائر کو غیر معتبر قرار دیا ہے حالانکہ ان واقعات میں سے دو کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور

منکرین حدیث قرآن کو ماننے کا اقرار کرتے ہیں تو جو تاویل ان دونوں آیتوں میں کرتے ہیں وہی اس واقعے میں ہوگی جس کا ذکر حدیث میں ہے اس کے علاوہ عرب لفظ کذب سے جھوٹ ہی مراد نہیں لیتے بلکہ بظاہر خلاف واقعہ بات پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

تین واقعات شبہات اور جوابات

پہلا واقعہ:

ایک مرتبہ آپ کی قوم نے عید والے دن عمدہ عمدہ کھانے پکائے اور اپنے بتوں کے سامنے رکھ دیے۔ پھر بت خانے کے دروازوں کو بند کر کے بڑی شان و شوکت سے عید منانے کے لئے میدان چلے گئے۔ جاتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی کہہ دیا کہ ہمارے ساتھ چلیے۔ آپ نے ستاروں کو دیکھ کر فرما دیا کہ "میری طبیعت ناساز معلوم ہوتی ہے" یہ اول کلام ہے جس سے انہیں جھوٹ کا وہم ہوگا۔

قرآن کریم میں اس واقعہ کو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ (۱۰۳ پ)

تو انہوں نے ستاروں کی طرف دیکھا اور فرمایا میں بیمار ہوں۔۔۔

شبہ کا جواب:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی شان نبوت کے پیش نظر اسے خلاف واقعہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ جھوٹ یہ بھی نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ان کی نظر میں تو بیمار ہی تھے کہ بت پرستی نہ کرنے والے کو وہ روحانی بیمار سمجھتے تھے۔

دوسرا واقعہ:

دوم یہ کہ جب قوم میدان مذکور میں چلی گئی تو آپ نے کلہاڑا ہاتھ میں لے کر بت خانے کا تالا کھول کر اندر داخل ہو کر بتوں سے کہنے لگے۔ یہ لذیذ نعمتیں کیوں نہیں کھاتے؟

جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو فرمانے لگے "تم مجھ سے کیوں نہیں

بولتے ؟؟؟

فقال الا تاکلون مالکم لا تنطقون. (صافات)

جب اس پر بھی وہ خاموش رہے تو آپ نے تمام بتوں کو توڑ ڈالا مگر بڑے بت کو صرف ناک کان سے محروم کیا اور کلہاڑا اس کے کاندھے پر رکھ دیا اور دروازے کو بدستور تالا لگا کر گھر تشریف لے آئے۔

کافر جب میدان سے واپس آئے تو اس ماجرے کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئے اور (اپنے معبودوں کے ساتھ اس سلوک کو روا رکھنے والے شخص کے) اس کام کو سر انجام دینے والے کی تلاش شروع کر دی۔

قالوا من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظالمین (سورہ انبیاء)

ان میں سے بعض نے کہا:

سمعنا فتی یذکرهم یقال له ابراهیم (سورہ انبیاء)

ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔

ان کے سردار کہنے لگے۔

فاتوا به علی اعین الناس لعلهم یشهدون (سورہ انبیاء)

تو اسے سارے لوگوں کے سامنے لاؤ تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔

جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام سب کے سامنے تشریف لے آئے تو انہوں نے کہا۔

ءانت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم

اے ابراہیم! کیا بتوں کو توڑنے کا کام تو نے ہی کیا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں

بل فعله کبیرهم هذا فسئلوهم ان کانوا ینطقون۔

بلکہ ان کے بڑے نے ہی ایسا کیا ہے۔ اگر یہ بات کر سکتے ہیں تو ان ہی سے پوچھ لیجیے؟ (سورہ انبیاء)

ذرا دیکھو تو سہی! کلہاڑا اسی کے کاندھے پر تو رکھا ہے۔ اسی کو غصہ آیا ہے اور اسی نے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا ہے۔ (اس واقعہ پر شبہ پایا جاتا ہے)

شبہ کا جواب:

شانِ نبوت کے لائق یہی تھا لیکن درحقیقت یہ جھوٹ نہ تھا الزامی جواب تھا کہ دوسرے سے ایسی بات کرنا کہ وہ لاجواب ہو جائے، چنانچہ کافروں نے لاجواب ہو کر کہہ دیا کہ ہمارے یہ بت بول نہیں سکتے اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سچ ہی تو کہا تھا بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ کہ ان سے بڑے نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ بھی تو ان سے بڑے تھے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اس واقعہ میں دوسرے جھوٹ کا احتمال ہوا۔

تیسرا واقعہ:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا کے پاس "حران" تشریف لے گئے۔ چچا کی بیٹی سیدہ سارہ سے نکاح ہوا۔ حسب معمول دین ابراہیمی کی دعوت دی۔ بتوں کی مخالفت، سسرال کو برداشت نہ ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ کے مخالف ہو گئے۔ ادھر آپ نے اللہ کے حکم سے مصر کا ارادہ فرما لیا۔ مصر کے پاس سے گزرے معلوم ہوا کہ یہاں ایک ظالم بادشاہ ہے۔ جو ہر خوبصورت عورت کو چھین لیتا ہے اس کے شوہر کو قتل کر دیتا ہے کوئی اور وارث ہے تو اسے کچھ دولت وغیرہ دے کر عورت کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بادشاہ کے کارندے وہاں آ پہنچے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سوالات کرنے شروع کر دیئے۔

"یہ عورت تیری کیا لگتی ہے؟" سپاہیوں نے کہا۔

"یہ میری بہن ہے" سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جرأت سے جواب دیا۔

کیونکہ حضرت سارہؓ آپ کے چچا کی طرف سے آپ کی بہن تھیں۔ ادھر حفظ ماتقدم کے طور پر انہیں بھی سمجھا دیا کہ کوئی پوچھے تو میرے متعلق یہی کہنا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے۔ (یہاں پر جھوٹ کا شبہ بتایا جاتا ہے)

شبہ کا جواب:

قرآنی اصول کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ جھوٹ نہیں بولا تھا کیونکہ قرآن حکیم میں ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ حجرات)

سب مومن آپس میں بھائی ہیں۔

بہرحال سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنے اس قول پر بھی خلاف واقعہ ہونے کا شبہ تھا۔

مکمل واقعہ اس طرح ہے کہ ظالم بادشاہ کے سپاہی حضرت سارہؓ کو لے کر محل سرا کی طرف چلے اور بادشاہ کے محل میں جا پہنچایا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی تسلی کا سامان یہ کیا کہ ان کے اور حضرت سارہ کے درمیان جتنے پردے تھے وہ ہٹتے جا رہے تھے ان کی آنکھوں سے ایک لمحہ کے لئے بھی حضرت سارہؓ اوجھل نہ ہوئی۔ بادشاہ محل میں آیا تین مرتبہ ہاتھ بڑھایا ہر مرتبہ اس کا ہاتھ ناکارہ ہو گیا۔ آخر سیدہ سارہؓ سے معافی اور دعا کی درخواست کی اور اللہ کے قہر سے نجات پائی۔ اپنی خفت مٹانے کے لئے یہ یوں کہا ”اسے بحفاظت اس مرد کے پاس چھوڑ آؤ۔ یہ عورت جادوگر معلوم ہوتی ہے“۔

خلیل اللہ اس واقعہ کی وجہ سے اس شہر سے دل برداشتہ ہو چکے تھے، سارہ کو لے کر شام روانہ ہو گئے اور وہیں رہنے لگ گئے۔

(یہ تین واقعات ہیں جن کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نسبت کریں گے اور سفارش سے معذرت کر دیں گے)۔

کلیم خدا کی بارگاہ میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کہنے پر سب لوگ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دیں گے اور مقصد عرض کریں گے۔

اے موسیٰ! آپ ہی وہ عظیم شخصیت ہیں جن سے اللہ نے بغیر واسطہ کے کلام

فرمایا ہے اور آپ کو اللہ نے اپنے دست مبارک سے تورات لکھ کر دی ہے۔ ہو سکے تو آج ہماری سفارش کر دیجیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب کو مخاطب ہو کر فرمائیں گے۔ آج اللہ تعالیٰ بڑے غصہ میں ہیں کہ شاید کبھی بھی اتنے غضبناک نہ ہوئے ہوں۔ میرے ہاتھ سے ایک قبطی شخص قتل ہو چکا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرا اللہ مجھے اس کی پاداش میں نہ پکڑے۔ (یہ واقعہ بیسویں پارے میں آیت: وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ سے فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى تک)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس

ہاں! تم ایسا کرو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ! سب لوگ ادھر چلے جائیں گے اور دست بستہ عرض کریں گے۔

(۱) ''اے عیسیٰ! خدا نے آپ کو ''روح'' اور ''کلمہ'' کہا ہے۔
(۲) جبرئیل علیہ السلام سے آپ کی روحی کر دی۔ (۳) آپ کو اللہ تعالیٰ نے واضح معجزات عنایت فرمائے''۔

اگر آپ ہماری سفارش کر دیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نجات فرما دیں۔ وہ فرمائیں گے آج اللہ تعالیٰ بڑے ناراض ہیں مجھے تو ڈر ہے کہ میری باز پرس ہوگی تو میرا کیا بنے گا؟ کیونکہ میرے بعد میری اُمت نے بھی تو مجھے اللہ کا بیٹا بنا دیا بھی مجھے وہ خدا ہی کہنے لگ گئے۔

میری یہ رائے ہے کہ تم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔

شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود میں

ان کے مشورے سے سب لوگ آپ کی طرف آ جائیں گے اور عرض کریں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

(۱) آپ محبوب خدا ہیں۔ (۲) خدا نے آپ کو اگلے پچھلے تمام گناہوں کی معافی دے دی۔ فرمایا: لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح)

میں معافی کا اعلان ہے۔ لوگ اللہ کے عذاب سے ڈرے ہوئے ہیں۔
(۳) اور آپ اللہ کے فضل کی وجہ سے عذاب سے محفوظ ہیں۔
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (سورۃ احزاب)
(لیکن آپ اللہ کے رسول اور پیغمبروں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔)
اس کی رو سے آپ آخری نبی ہیں (ہم سب مل کر آپ کے پاس آئے ہیں)
اگر آپ نے ہمیں منفی جواب دیا تو ہم کہاں جائیں گے؟
عرض ہے کہ آپ ہمارے لئے سفارش کر دیجئے! تاکہ بارگاہِ الٰہی سے ہمیں مصیبتوں سے چھٹکارے کا پروانہ مل جائے۔ آپ فرمائیں گے۔
"ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی یہ مقام عزت نصیب فرمایا ہے کہ
میں تمہاری سفارش لے کر بارگاہ خداوندی میں جا سکوں"۔
(پھر لوگوں کی جان میں جان آ جائے گی)
ادھر سیدنا جبرئیل علیہ السلام براق لے کر حاضر ہو چکے ہوں گے، ہمارے نبی علیہ السلام سوار ہو کر آسمان کی طرف محو پرواز ہوں گے۔ سب لوگوں کی نگاہیں آپ کے روئے انور کی طرف ہوں گی کہ ایک دروازہ آسمان سے کھلے گا اس میں آپ داخل ہو جائیں گے۔ اس نورانی اور کشادہ مکان کا نام ہی "مقامِ محمود" ہے۔ جس کے بارے میں فرمایا ہے:
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا .
عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔ (سورۃ بنی اسرائیل)
جب لوگ آپ ﷺ کو اس شان سے اس مکان میں داخل ہوتے دیکھیں گے، تو سب کی زبانوں پر آنحضرت کی تعریف و توصیف کے الفاظ جاری ہو جائیں گے۔

آپ ﷺ سربسجود ہوں گے

ادھر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر تجلی الٰہی پر پڑے گی تو آپ سربسجود ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ سات روز تک اپنی جبین نیاز بارگاہ خالق و مالک میں رکھے

رہیں گے۔ تب ارشاد الٰہی ہوگا۔

"اے محمدؐ! سر اٹھاؤ، جو کہو گے سنوں گا، جو مانگو گے دوں گا،
سفارش کرو گے قبول ہوگی"۔

یہ سن کر شفیع دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیں گے اور اللہ جل و علی کی حمد و ثنا بیان کرنا شروع کر دیں گے۔ یہ توصیف الٰہی اس شان کی ہوگی کہ اس سے پہلے کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کی ہوگی۔ پھر بارگاہ ایزدی میں عرض گزار ہوں گے۔

"اے اللہ! جبرئیل کے ذریعے آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔۔۔
اے محمد! جو تو مانگے گا تجھے ملے گا۔ بس میں اس وعدہ کی وفا
چاہتا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"جبرائیل نے جو پیغام دیا وہ بے شک درست تھا۔ آج بے
شک میں تجھ کو خوش کروں گا اور تیری سفارش مانوں گا"

زمین کی طرف جاؤ تب ہی زمین پر جلوہ افروز ہونے والا ہوں۔ اپنے بندوں کا حساب لے کر اعمال کے مطابق انہیں جزا دوں گا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو کر محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف لے آئیں گے۔ قرآن مجید میں ہے:

وجاء ربك والملك صفا صفا. (سورہ والفجر)

تمہارا پروردگار جلوہ افروز ہوگا اور فرشتے صف در صف ہوں
گے۔

ادھر سارے انسان آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور پوچھیں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا نے ہمارے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

آپ جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ابھی جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔ ہر ایک کو اس کے اعمال کے بقدر بدلہ نصیب فرمائیں گے۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی ہوں گی کہ ایک بہت بڑا نور نہایت ہولناک آواز کے

ساتھ آسمان سے زمین کی طرف آرہا ہوگا اور فرشتوں کی تسبیحات کی آوازیں سنائی دے رہی ہوں گی۔ لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے: کیا ہمارا پروردگار اسی روشنی میں ہے؟

فرشتے جواب دیں گے:

''اللہ کی ذات والا صفات اس سے کہیں برتر ہے۔ ہم تو آسمان دنیا کے فرشتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ فرشتے زمین کے دور ترین کناروں پر صف بستہ ہو جائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور نور اپنی پوری دولنا کی کے ساتھ نمودار ہوگا اور لوگوں کی نظریں اس آسمانی روشنی کی طرف لگ جائیں گی۔ اب تو لوگ یقین کی کیفیت میں دریافت کریں گے۔ اے فرشتو! کیا ہمارا معبود برحق اسی نورانی تجلی میں ہے؟ وہ کہیں: خداوند قدوس اس سے کہیں زیادہ برتر ہے ہم تو دوسرے آسمان کے فرشتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ بھی پہلے فرشتوں کی طرح زمین کے دور کناروں پر صف بستہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔''

تجلیاتِ ربانی ظاہر ہوتی ہیں

ارشاد ربانی ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ. (سورۂ زمر)

اور صور پھونکا جائے گا پس تمام آسمان اور زمین کے رہنے والے بے ہوش ہو جائیں گے مگر وہ جس کو خدا چاہے (کہ بے ہوش نہ ہو)۔

اس ارشاد الٰہی کے مطابق حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ وہ صور پھونکیں۔ اس کی آواز ایسی ہوگی کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ہر ایک بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ بخاری شریف میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کا عرش آٹھ فرشتوں کے کاندھوں پر نازل ہوگا اللہ فرماتے ہیں:

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ. (سورۃ الحاقۃ)

اسے بیت المقدس میں رکھ دیا جائے گا۔ آج اسی جگہ بیت المقدس میں صخرہ لگا ہوا ہے۔ یہ عرش خداوندی کس انداز سے اترے گا اس کی کیفیت کس کو معلوم ہو سکے گی؟ کیونکہ اس وقت سب کے سب بے ہوش ہوں گے۔

سات قسم کے لوگ عرش الٰہی کے نیچے

جب ہر طرف خوف کا عالم ہوگا اور سخت گرمی اور سورج کی تیزی ہوگی (حدیث نبوی کی روشنی میں) سات قسم کے لوگ انہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے نیچے جگہ عنایت فرمائیں گے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) انصاف کرنے والا بادشاہ۔

(۲) جوانی میں اللہ کی بندگی کرنے والا۔

(۳) ذکر الٰہی اور نماز کے شوق میں مسجد میں جس کا دل اٹکا رہتا ہو۔

(۴) اور وہ شخص جو تنہائیوں میں اپنے اللہ کو یاد کر کر کے روتا رہتا ہو۔

(۵) وہ دونوں شخص جو خالصتاً صرف اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں۔

(۶) اور وہ آدمی جو راہ خدا میں چھپا کر اس انداز سے خرچ کرے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو بھی اس کی خیرات کا علم نہ ہو۔

(۷) وہ شخص بھی وہاں جگہ پائے گا جسے کوئی خوبصورت اور صاحب ثروت عورت اپنی طرف برے کام کے لئے راغب کرے اور وہ شخص محبت الٰہی کی وجہ سے برائی سے بچا رہے۔ (بخاری۔ مسلم)

بعض روایات میں ان کے علاوہ بھی اور گروہوں کا تذکرہ بھی ہے۔ اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، جس سے تمام لوگ ہوش میں آ جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی جن سے غیب کی چیزیں نظر نہیں آتی تھیں وہ پردے اٹھا دیے جائیں گے۔ آج ہر شخص فرشتوں، جن اعمال و اقوال جنت اور دوزخ کو دیکھ سکے گا۔ عرش بھی نظر آ رہا ہوگا اور تجلیات الٰہی بھی نظروں کے سامنے ہوں

کی۔ جس کے متعلق فرمایا گیا ہے

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ (سورۃ زمر)

پھر صور پھونکا جائے گا اور سب کھڑے ہو کر دیکھتے ہوں گے۔

سب سے پہلے ہمارے محبوب نبی علیہ السلام ہوش میں آ گئیں گے اور ان کے بعد ساری مخلوق بیدار ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

چاند، سورج، ستارے بے نور ہوں گے اور اللہ کے فرمان:

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا

اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوئی۔ (زمر)

کے مطابق نور کی روشنی سے آسمان و زمین منور ہوں گے۔ سب لوگوں کو چپ کرا دیا جائے گا سب سے پہلے ارشاد الٰہی ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے خطاب

"اے بندو! آدم سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک جو کچھ تم کرتے تھے میں دیکھتا اور سنتا تھا۔ وہ سب کچھ فرشتوں نے لکھا ہے۔ آج کسی پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔ بلکہ تمہارے اعمال کے مطابق ہر چیز کا بدلہ دیا جائے گا۔ جو شخص اعمال کو نیک پائے وہ میرا شکر ادا کرے اور جس کے اعمال برے ہوں وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

"اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو گا"۔

(ادھر یہ بڑا خوبصورت منظر دکھائی دے رہا ہے یہ کیا ہے؟ یہ جنت ہے) حکم ہے کہ حاضر ہو جائے اللہ کی تجلیات میں لپٹی ہوئی نہایت ہی آراستہ و پیراستہ ہر شخص کو دکھائی دے رہی ہوئی۔ (ابھی لوگ اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ) بڑے بڑے آگ کے شعلے اونٹوں کی طرح نظر آ رہے ہیں اور بڑا ہی ڈراؤ

صورت میں آ کر کہے گا ''اے اللہ! تو ''سلام'' ہے اور میں ''اسلام'' ہوں ۔'' حکم ہوگا قریب آ! آج تیری ہی وجہ سے لوگوں سے بگڑ ہوگی اور تیرے ہی سبب معافی کا اعلان ہوگا۔ (حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ) لفظ ''اسلام'' سے کلمۂ توحید کا مضمون مراد ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

بارگاہِ ذی الملک سے حکم جاری ہوگا۔ اے فرشتو! ہر ایک کے اعمال نامے کو اس کے پاس بھیج دو۔ اس حکم کی تعمیل میں ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ آ جائے گا۔ مومنین کو سامنے سے دائیں ہاتھ میں اور کافر ہاتوں کو بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔ یہ اللہ کی شان ہوگی ہر شخص اپنے دفتر کو ایک ہی نظر میں دیکھ لیں گے۔

سوال و جواب کا سلسلہ اور گواہیاں

اول کافروں سے توحید و شرک کے متعلق سوال ہوگا۔ وہ جواب دیتے ہوئے شرک سے صاف انکار کر دیں گے کہ ہم نے ہرگز شرک نہیں کیا۔ ان کے قول کرنے کے لئے زمین کے اس قطعہ کو جس پر وہ شرک کرتے تھے اور اس رات دن اور مہینے کو جس میں وہ کفر کرتے تھے۔ جو وہ جواب دیں گے قرآن میں ہے۔

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ

خدا کی قسم ہم تو مشرک نہیں تھے۔ (سورۃ انعام)

ان کے انکار کی وجہ ان کے منہ پر مہر لگائی جانے کی اس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (سورۃ یس)

آج ہم ان کے منہ پر مہر کر دیں گے ان کے ہاتھ بولیں گے ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کی جو وہ کرتے تھے۔

اور حضرت آدم کو جن پر ان کی اولاد کے روزانہ اعمال ظاہر کیے جاتے تھے

اور منکر کو جو ان کے اقوال و افعال کو قلم بند کرتے تھے بطور گواہ بلایا جائے گا۔ مگر جب کفار انکار کی وجہ سے تمام مذکورہ شہادتیں ان کے لئے کافی و شافی نہ ہوں گی تو ان کی زبانوں پر مہریں لگا دی جائیں گی۔ تب ان کا ہر عضو اعمالِ سیہ پر گواہ ہو جائے گا۔ شہادت ختم ہونے پر اولاد والے اپنے اعضاء پر لعن و طعن کریں گے کہ ہم نے جو کچھ کیا تھا تمہارے ہی لئے کیا تھا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم خدا کے حکم سے تمہاری تابعداری میں تھے۔ اب اسی کے حکم سے گویا ہوئے۔ بے شک تم ظالم تھے کیوں کہ تم نے مالکِ حقیقی کی خلاف ورزی کر کے ہم کو بھی اپنے ساتھ معصیت میں مبتلا کر دیا۔ خدا نے جو ہم کو تمہارا مطیع بنایا تھا اس کا تم نے کچھ شکریہ ادا نہیں کیا نہ ہماری تابعداری کی اصلی غرض سمجھنے کی کوشش کی۔ ہم تو سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس وہ لاچار ہو کر اپنے شرک و کفر کا اقرار کر لیں گے اور ملزم قرار پا جائیں گے۔

قرآن کریم میں اوپر والے حالات کی منظر کشی اس طرح کی ہے۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا (حم سجدہ)

اور کافر اپنے جسموں کی کھالوں کو کہیں گے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی۔

قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورہ حم سجدہ)

اعضاء بولیں گے ہمیں اللہ نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر چیز کو بلوایا اور اسی نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (سورہ ملک)

ترجمہ: وہ اپنے (اعضاء کی گواہی اور حقیقی جواب سن کر) اپنے گناہوں کا اعتراف کریں پس ہلاکت ہے جہنم والوں کے لئے

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر امت محمد ﷺ کی گواہی

ثانیاً وہ طرح طرح کے عذر پیش کریں گے۔ اوّل یہ کہیں گے کہ ہم احکام الٰہی کے جاننے سے بالکل بے خبر تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ میں نے پیغمبروں کو معجزات دے کر بھیجا۔ انہوں نے میرے احکام کو نہایت امانت داری کے ساتھ پہنچایا، تم نے کیوں غفلت کی اور احکام کو کیوں تسلیم نہیں کیا؟ جواب میں کہیں گے، نہ تو ہمارے پاس کوئی پیغمبر آیا نہ کوئی حکم پہنچا۔ پس اوّل حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ ارشاد فرمائیں گے کہ "اے جھوٹو! اے حق سے منہ موڑنے والو! کیا تم کو یاد نہیں کہ میں نے تم کو ساڑھے نو سو برس کی مدت دراز تک طرح طرح کے وعظ سنا کر عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ احکام الٰہی پہنچائے، کتنی محنت و کوشش کی علانیہ و پوشیدہ طور پر خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے اثبات میں کس قدر کوشش و جانفشانی کی۔ کھلی دلیلوں اور معجزوں سے ان کو ثابت کیا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

قرآن کریم میں ہے:

فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا.

پس وہ اپنی قوم میں پچاس برس کم ایک ہزار سال تک رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی کل عمر چودہ سو برس کی تھی، جس میں سے ساڑھے نو سو برس وعظ میں صرف ہوئے۔

قولہ تعالیٰ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا.

کیا تمہیں یاد نہیں کہ فلاں مجلس میں میں نے تم سے اس طرح کہا تھا اور تم نے ایسا جواب دیا تھا۔ (سورۂ نوح)

اسی طرح اپنی تبلیغ اور ان کے انکار کے دیگر قصص یاد دلائیں گے مگر وہ صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تمہیں جانتے بھی نہیں، اور نہ کبھی تم سے کوئی خدائی حکم سنا۔ اس پر خداوند کریم ارشاد فرمائے گا کہ اے نوح! اپنی تبلیغ رسالت کے گواہ

پیش کرو۔ آپ عرض کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ کے متعلق فرمایا ہے۔

لِتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ (بقرہ)

اے امت محمدیہ! تا کہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔

اسی آیت کی سچائی ظاہر ہوگی اور حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے:

میرے گواہ، آنحضرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اس امت کے علماء، صدیقین اور شہداء حاضر کر دیئے جائیں گے۔

وہ عرض کریں گے۔

"ہاں! ہم ان کے گواہ ہیں" بے شک تو نے ان کو رسول بنا کر تبلیغ احکام کے لئے اس قوم کے پاس بھیجا تھا، ہماری دلیل یہ ہے کہ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَھُمُ الطُّوْفَانُ الخ

امت نوح کے کافر کہیں گے کہ نہ تو تم ہمارے زمانے میں تھے، نہ تم نے ہماری حالت دیکھی نہ ہماری گفتگو سنی، پھر تمہاری شہادت ہمارے مقدمہ میں کیوں کر قابل سماعت ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہوگا۔ اس نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے:

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا

اور رسول تمہاری گواہیوں پر گواہ بن جائیں گے اور فرمائیں گے۔

جو کچھ میری امت نے کہا وہ بالکل بجا و درست ہے کیونکہ ان کو اس حقیقت حال کا ثبوت دنیا میں بذریعہ خبر الٰہی پہنچا ہے جو معائنہ و مشاہدہ سے کہیں قوی ہے۔ تب جا کر یہ کافر ساکت ہو کر ملزم قرار پائیں گے۔ انکے بعد اسی طرح حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ وغیرہ علیہم السلام کی امتیں بالترتیب مقابلہ و مباحثہ کر کے بالآخر قائل ہو جائیں گی اور ملزم قرار

پائیں گی، اس کے بعد عذر و معذرت کرتے ہوئے کہیں گے اے خداوند فی الواقع ہم نے نہیں سمجھا، خطا وار گنہگار ہیں لیکن ان تمام خرابیوں کے باعث اور لوگ تھے پس ہمارے عذاب کو اُن کی گردنوں پر رکھ اور ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ وہاں تیرے احکام کو قبول کر کے نیک عمل کریں۔

بارگاہِ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا کہ:

تمہارا عذر قابل سماعت نہیں، جو سمجھانے کا حق تھا وہ ادا ہو چکا۔
تم کو ہم نے لمبی مدت تک فرصت دی تھی اب دنیا میں واپس
جانا ناممکن ہے۔

اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَآءَکُمُ النَّذِیْرُ. (سورہ فاطر)

کیا دنیا میں ہم نے تم کو اس قدر عمر نہیں دی تھی کہ سچائی کو بخوبی
معلوم کر سکتے اور حالانکہ سمجھانے والا (پیغمبر) بھی تمہارے پاس
آ گیا تھا (پس اب یہ لیت و لعل کیسی؟)۔

اس کے ساتھ ہی ان کے کیے ہوئے نیک اعمال (جیسا کہ کفار ہسپتال بنواتے ہیں مخلوق خدا کی خوشی و آرام کے لئے دیگر خدمات انجام دیا کرتے ہیں) وہ برباد ہو جائیں گے اور گناہوں کو برقرار رکھا جائے گا۔

اسی حقیقت کو اسی دنیا میں قرآن کریم آشکارا کر رہا ہے۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (سورۂ فرقان)

کیوں کہ انہوں نے اپنے زعم میں جو کچھ نیک اعمال بتوں کیلئے کیے تھے۔
بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں، ماسوا ان کے جو کچھ انہوں نے خدا کے لئے کیے تھے ان کا بہ سبب جہالت معرفت و مخالفت احکامِ الٰہی دنیا میں صلہ دے دیا گیا۔ اس لئے آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

جنت اور دوزخ کے مناظر

دوزخ کے کچھ حالات

(بخاری و مسلم میں ہے) پس حضرت آدمؑ کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کا گروہ علیحدہ کر دو۔ آپ عرض کریں گے کس حساب سے؟ ارشاد باری ہوگا کہ فی ہزار ایک آدمی جنت کے لئے اور نو سو ننانوے دوزخ کے واسطے۔ اس وقت لوگوں میں اس قدر کل چل ہوگی کہ بیان سے باہر ہے۔

پھر حکم ہوگا کہ جس جس شخص نے عمل کیا ہے وہ اپنے اپنے معبود سے خود جا کر اس کا بدلہ لے لے۔ پس جس وقت وہ اپنے معبودوں کی جستجو میں ہوں گے۔ تو بت پرستوں کے لئے وہ شیاطین جو بتوں سے تعلق رکھ کر بت پرستی و سرکشی کے باعث بنے تھے اور خواب و بیداری میں نئے نئے کرشمے دکھاتے تھے، سامنے آجائیں گے اور جو جماعتیں کہ حضرت عیسیٰ و ملائکہ و دیگر انبیاء علیہ السلام و اولیاءؒ کو پوجتی تھیں۔ چونکہ یہ صالحین ان کے بداعمال سے بیزار تھے اور درحقیقت ان کی گمراہی کے باعث بھی شیاطین ہی تھے۔ اللہ کا یہ ارشاد سچا ہورہا ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

قولہ تعالٰی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ ۝ (سورۃ احقاف)

اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کے علاوہ کو پکارے اور (یہ ظالم) اسے پکارتا ہے جو اس کی باتوں اور دعاؤں کے سننے سے بے پرواہ ہیں۔ جب قیامت کے دن (ان بتوں اور ان کے

ماننے والوں کو) جمع کیا جائے گا تو یہ بت ان کے دشمن ہو
جائیں گے اور ان کی عبادت کا صاف انکار کر دیں گے۔

لہٰذا وہی شیاطین ان کے سامنے آ جائیں گے۔ پس جو فرشتے انتظام پر مامور ہوں گے، وہ ان سے دریافت کریں گے کیا تمہارے معبود یہی ہیں؟ وہ اپنے پورے یقین کے ساتھ بوجہ اس مناسبت معنوی کے جو ان کو بتوں کے ساتھ تھی کہیں گے درحقیقت ہمارے معبود یہی ہیں۔ ملائکہ ان سے کہیں گے کہ انہیں کے ساتھ چلے جاؤ تاکہ تم کو تمہارے اعمال کی جزا و سزا تک پہنچا دیں۔ پس یہ بسبب شدت پیاس اپنے معبودوں سے پانی طلب کریں گے اس پر ان کے لئے سراب یعنی چمکتا ہوا ریتا نمودار ہو جائے گا وہ اس کو پانی سمجھ کر دوڑیں گے، جب پہنچیں گے پر ان کو معلوم ہو گا کہ وہ آگ ہے، جو بڑی لپٹوں سے ان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس وقت دوزخ میں سے لمبی لمبی گردنیں نکلیں گی جو دانتوں کی طرح ان کو چن چن کر دوزخ میں ڈال دیں گی۔

ابلیس لعین کا دوزخ میں خطاب

جب کفار آگ میں جمع ہو جائیں گے تو شیطان آگ کے منبر پر چڑھ کر سب کو اپنی طرف بلائے گا۔ (تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ دوزخ میں ابلیس کے لئے ممبر ہو گا جس پر) کھڑا ہو گا اور یہ سوچ کر اس کے پاس آ جائیں گے کہ ہمارے سردار صاحب ہیں شاید کسی طرح نجات دلا دیں۔

جب سب چیلے اپنے گرو کے پاس آ جائیں گے تو (اللہ کا ارشاد سچا ہو گا جس کی اسی دنیا میں خبر دے دی گئی ہے، تاکہ شیطان کی بے وفائی کا لوگوں کو علم ہو جائے)۔
فرمایا:

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ
الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ

بِمُصْرِخِيَّ الْآيَة (سورہ ابراہیم)

پس شیطان کہے گا کہ خدا کے تمام احکام بجا و درست تھے، میں تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن تھا۔ مگر یہ یاد رہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی سے اپنی طرف نہیں کھینچا۔ البتہ برے کاموں کی ترغیب دی تم نے بسبب کم عقلی و خام طبعی میرے وسوسوں کو سچا جان کر اختیار کیا پس اس وقت اپنے آپ پر ہی ملامت کرو نہ کہ مجھ پر، علاوہ ازیں مجھ سے کسی قسم کی نجات و خلاصی دلانے کی اُمید نہ رکھنا۔ اس یاس و نا اُمیدی کے جواب کو سن کر سارے دوزخی آپس میں لعن طعن کرنے لگیں گے دنیا کے سردار اور ان کے ماننے والے سب یہ چاہیں گے کہ اپنے وبال کو دوسرے پر ڈال کر خود سبکدوش ہو جائیں مگر یہ خیال محال و بے سود ہوگا اور قہر کے فرشتے اُن کو کشاں کشاں اس مقام تک پہنچا دیں گے جو اُن کے اعمال و عقائد کے مطابق ان کا ٹھکانہ بنا ہوگا۔

دوزخ کی آگ اور جہنم کے طبقات

بخاری و مسلم و ترمذی، سب میں ہے، دوزخ کی آگ یہاں کی آگ سے ستر حصے زیادہ گرم ہے، اُس کا رنگ شروع میں سفید تھا، پھر ہزار برس بعد سرخ ہو گیا، اب سیاہ ہے۔ اس کے سات طبقے ہیں، جن میں ایک ایک بڑا پھاٹک ہے۔

پہلا طبقہ گنہگار مسلمانوں اور ان کفار کے لئے مخصوص ہے، جو باوجود شرک پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے دیگر طبقات مشرکین، آتش پرست، دہریے، یہودی، نصاریٰ اور منافقین کے لئے مقرر ہیں۔ ان طبقوں کے نام یہ ہیں۔ قرآن کریم میں دروازوں کا ذکر یوں ہے:

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ

معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اس آیت میں آٹھ دروازوں سے، آٹھ طبقے مراد ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آٹھ دروازے اوپر تلے ہیں، ان طبقوں کے نام قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہیں۔

(۱) جحیم (۲) جہنم (۳) سعیر (۴) سقر (۵) لظی (۶) ہاویہ (۷) حطمہ۔

ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسعت ہے اور قسم قسم کے عذاب ہیں اور رنگ برنگ کے مکانات ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ہے، جس کا نام غی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا. (القرآن)

عنقریب وہ غی میں ڈالے جائیں گے۔

اس کی تختی سے تو دوزخ بھی چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا۔ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ.

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا.

اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ لَّا يَاْكُلُهٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ (سورۃ الحاقۃ)

ان آیات میں دوزخ کا تذکرہ اس کے ناموں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

ایک اور مکان ہے، جس میں بے انتہا سردی ہے، جس کو زمہریر کہتے ہیں اور ایک مکان ہے، جس کو "جب الحزن" یعنی غم کا کنواں کہتے ہیں اور ایک کنواں ہے جس کو طینۃ الخبال یعنی زہر و پیپ کی کیچڑ کہتے ہیں۔ ایک پہاڑ ہے جس کو "صعود" کہتے ہیں اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جس پر کفار کو چڑھا کر تا دوزخ کی تہہ میں پھینکا جائے گا۔

ایک تالاب ہے جس کا نام "آبِ حمیم" ہے پانی اس کا اتنا گرم ہے کہ لبوں تک پہنچتے ہی اوپر کا ہونٹ اس قدر سوجھ جاتا ہے کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جاتی ہیں اور نیچے کا لب سوجھ کر سینے وناک تک پہنچتا ہے زبان جل جاتی ہے اور منہ تک ہو جاتا ہے۔ حلق سے نیچے اترتے ہی پھیپھڑے، معدے اور انتڑیوں کو پھاڑ دیتا ہے۔

ایک اور تالاب ہے جس کو "غساق" کہتے ہیں اس میں کفار کا پسینہ، پیپ اور لہو بہہ کر جمع ہوتا ہے۔

ایک چشمہ ہے جس کا نام "غسلین" ہے اس میں کفار کا میل کچیل جمع ہوتا ہے۔ اس قسم کے اور بہت سے خوفناک مکانات ہیں۔

دوزخ میں جسموں کو بڑا کر دیا جائے گا

اہل دوزخ کے بہت چوڑے چکلے جسم بنا دیئے جائیں گے تا کہ سخت عذاب زیادہ ہو اور ان کے ہر ایک رگ و ریشہ کو ظاہراً و باطناً طرح طرح کے عذاب پہنچائیں گے، مثلاً جلانا، کچلنا، سانپ بچھوؤں کا کاٹنا، کانٹوں کا چبھونا، کھال کا چیرنا، کھیوں کا زخم پر بٹھانا وغیرہ وغیرہ ان کے جسم جل کر نئے جسم پیدا ہو جایا کریں گے یہاں تک کہ ایک گھڑی میں سات سو جسم بدلتے رہیں گے۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَا هُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ.

جب ان کے جسم جل جائیں گے تو ہم ان کو اور کھال دے دیں گے، تا کہ وہ عذاب چکھیں۔ (سورہ نساء)

مگر یہ واضح رہے کہ جسم کے اصلی اجزاء برقرار رہیں گے، صرف گوشت و پوست جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا اور غم حسرت ناامیدی، قلق شکم، وغیرہ تکلیفات بقدر جسامت برداشت کریں گے۔ بعض کافروں کی کھال بیالیس بیالیس گز موٹی ہوگی۔ دانت پہاڑوں کی مانند بیٹھنے میں تین تین منزل کی مسافت کے برابر جگہ گھیریں گے۔

ترمذی میں آیا ہے کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ میں اتنی مسافت ہوگی جتنی مکہ و مدینہ میں ہے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان تین روز کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔

(ترمذی)

بھوک کا عذاب اور کھانے کی سزاء

ایک عرصہ گذر جانے کے بعد سوائے دیگر عذاب کے بھوک کا عذاب اس قدر سخت کر دیا جائے گا کہ جو تمام عذابوں کے مجموعے کے برابر ہوگا۔ آخرکار نہایت بے چین و بے قرار ہو کر سب دوزخی غذا طلب کریں گے۔ حکم ہوگا کہ درخت زقوم کے پھل جو (نہایت تلخ خاردار اور سخت ہے اور جہنم کی تہہ میں پیدا ہوتا ہے) ان کو کھانے کو دے دو۔ جب اس کو کھانا شروع کریں گے تو گلے میں پھنس جائے گا۔ (گویا یہ کھانے کی سزا ہوگی) اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ.

زقوم کا درخت ہے گنہگار کا کھانا۔

قولہ تعالٰی وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا۔ (سورۃ المزمل)

اور جب یہ کھانا حلق سے نہ اترے گا، تو سوچیں گے دنیا میں تو پانی پی لیتے تھے۔ یہاں پینے کی جگہ کون سی ہے اور کہاں سے کیا پیا جائے، تو پانی مانگیں گے۔ حکم ہوگا کہ "جحیم" سے پانی لا دو۔ پانی کے منہ تک پہنچتے ہی ہونٹ جل کر اتنے سوج جائیں گے کہ پیشانی و سینہ تک پہنچ جائیں گے۔ زبان سکڑ جائے گی، حلق ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ انتڑیاں پھٹ کر پیخانہ کے راستے سے نکل پڑیں گی۔ ارشاد ہے:

سُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ. (قرآن کریم پ ۲۶)

انہیں گرم پانی پلایا جائے گا، جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔

داروغۂ جہنم سے درخواست

اس حالت سے بے قرار ہو کر سردارِ جہنم کے سامنے آہ وزاری کریں گے کہ ہم کو تو مار دے تاکہ ان مصائب سے نجات پالیں۔ ہزار سال کے بعد وہ جواب دے گا کہ تم تو ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ پھر ہزار سال کے بعد خداوند کریم سے دعا کریں گے

کہ اے خدائے قدوس ہماری جان لے لے اور اپنی رحمت سے اس عذاب سے نجات دے دے۔ ہزار سال کے بعد بارگاہِ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا۔

خبردار خاموش رہو! ہم سے استدعا نہ کرو! تم کو یہاں سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ آخر مجبور ہو کر کہیں گے آؤ بھائی صبر کرو کیونکہ صبر کا پھل اچھا ہے اور خداوند کریم کو تضرع وزاری کے ساتھ ایک ہزار برس تک یاد کریں گے۔ آخر بالکل نا اُمید ہو کر کہیں گے۔ بے قراری وصبر ہمارے حق میں برابر ہے۔ کسی طرح شکل نجات نظر نہیں آتی۔ یہ مضمون مندرجہ ذیل آیات سے لیا گیا ہے۔

قولہ تعالٰی وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَّاكِثُونَ۔

اور وہ پکاریں گے کہ اے داروغہ جہنم! تیرا رب ہمارا کوئی موت کا فیصلہ ہی کر دے۔

تو وہ کہے گا: تم اسی میں پڑے رہو۔

قولہ تعالٰی اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ۔

قولہ تعالٰی سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ۔

(سورۂ ابراہیم)

صبر اور بے صبری ہمارے لئے برابر ہیں۔

قولہ تعالٰی اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ (سورہ صٰفٰت)

جب اللہ اور فرشتوں کی جانب سے یہ جواب سنیں گے تو مایوس ہو جائیں گے ان کی شکلیں بدل دی جائیں گی اور وہ گدھوں، بھیڑیوں، بندروں، سانپوں اور دیگر حیوانات وغیرہ وغیرہ کی شکل میں ہو جائیں گے۔ دنیا میں جو لوگ تکبر کرتے ہیں ان کو میدانِ حشر میں لٹا کر پاؤں میں روند دیا جائے گا۔ یہ کافروں کی حالت کا بیان ہے۔

اہل ایمان کے اعزازات اور اہل کفر وفسق کی پکڑ

بخاری ترمذی ومسلم میں ہے کہ میدان محشر میں مسلمانوں کی حالت مختلف ہوگی، نیک اعمال کے لحاظ سے بڑے چھوٹے مراتب ہوں گے ایک جماعت جو خالصاً توجہ اللہ ایک دوسرے سے ملاقات ومحبت وجدائی وفراق کرتی تھی۔ خدا کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوگی اور بعض کو جو توکل سے آراستہ تھے اور مہمات دین ودنیا کو نہایت راستی سے انجام دیتے تھے کے چہرے کو چودھویں رات کے چاند کے مانند بنا کر بے حساب وکتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا۔

حق کو پھیلانے والے

وہ لوگ بھی جو ترک دنیا کے لئے، اعلاء کلمہ توحید میں شب وروز کوشاں تھے بے حساب وکتاب جنت کے لئے علیحدہ کلمہ توحید میں شب وروز کوشاں تھے۔ بے حساب وکتاب جنت کے لئے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

راتوں کو جاگنے والے سادات الناس

ان لوگوں کو بھی جو راتوں میں نہایت ادب وحضور قلب سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے، "سادات الناس" کا خطاب دے کر بے حساب وکتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا۔

"اَشْرَفُ النَّاس" تعریف وحمد الٰہی کرنے والے

اس کے بعد وہ جماعت جو ظاہراً و باطناً ہمیشہ ذکر وطاعت الٰہی میں مصروف رہتی تھی اور تنگی اور آسائش کی حالت میں یکساں حمد الٰہی کرتی تھی، اشرف الناس کے خطاب سے ملقب کی جائے گی۔ باقی ماندہ مسلمان ومنافقین مختلف گروہوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

ہر عمل کے لحاظ سے تقسیم

نمازی نمازیوں میں، روزے دار روزے داروں میں، حاجی حاجیوں میں، سخی سخیوں میں، مجاہد مجاہدین میں، منکسر المزاج اہل تواضع میں، محسنین وخوش اخلاق اپنی جنس میں، اہل ذکر وظیفہ گزار اہل خوف وترحم، عادل ومنصف اہل شہادت، اہل صدق و وفا، علمائے راسخین و زہاد، عوام کالانعام، حکام، ظالم، خونی وقاتل، زانی، دروغ گو، چور، رہزن، ماں باپ کو تکلیف دینے والے، سودخوار، رشوت خوار، حقوق العباد کے تلف کرنے والے، شراب خوار، یتیموں وبیکسوں کے مال کھانے والے، زکوٰۃ نہ دینے والے، نماز نہ پڑھنے والے، امانت میں خیانت کرنے والے، عہد کو توڑنے والے وغیرہ وغیرہ مختلف گروہوں میں منقسم ہو کر اپنی جنس میں جا ملیں گے پھر ان گروہوں میں سے وہ لوگ جو مذکورہ صفات میں سے دو تین یا چار یا اس سے زیادہ اوصاف رکھتے ہوں جدا کر کے الگ گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

سود خوروں، زکوٰۃ نہ دینے والوں اور جھوٹوں کا عذاب

مویشیوں کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کو میدان حشر میں پشت کے بل لٹا کر جانوروں کو حکم ہوگا کہ ان پر سے گزر کر پائمال کر دو پس دوبارہ گزر کر ان کو روندتے رہیں گے۔ (مسلم)

سودخواروں کے پیٹوں کو پھلا کر ان میں سانپ، بچھو بھر دیے جائیں گے اور آسیب زدہ حالت میں ہوں گے۔ مصوروں کو یہ عذاب دیا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں روح ڈالیں۔ (بخاری)

جھوٹا خواب بیان کرنے والوں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے دانوں میں گرہ لگائیں۔ (بخاری)

چغل خوروں کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اسی طرح بعض فاسقین پر سرزنش ومواخذہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ بندوں سے خطاب فرمائیں گے

صحیح بخاری میں ہے کہ جس وقت میدانِ محشر کفار سے بالکل خالی ہو جائے گا اور ہر زمانے کے مسلمان میدانِ حشر میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو خدائے قدوس ان پر ظاہر ہو کر فرمائے گا

"اے لوگو! تمام مذاہب و ادیان کے لوگ اپنی جگہ چلے گئے تم کیوں اب یہاں ٹھہرے ہو؟"

وہ عرض کریں گے کہ "وہ تو اپنے معبودوں کے ساتھ چلے گئے۔ جب ہمارا معبود ہم کو اپنے ساتھ لے گا، اس وقت ہم بھی اس کے ساتھ چلیں گے۔"

ارشادِ باری ہوگا کہ "میں ہوں تمہارا معبود، آؤ میرے ساتھ چلو"

لیکن چونکہ آدمی اس صورت کو نہ پہچانیں گے کہ یہ خدا کی تجلی ہے کہیں گے کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں تو ہمارا معبود نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے اپنے معبود کو دیکھا ہے؟ وہ کہیں گے ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم اس کو دیکھ سکتے۔ پھر خداوند کریم ارشاد فرمائے گا۔ تمہارے علم میں کوئی ایسی نشانی ہے جس کے ذریعہ سے اس کو پہچان سکو؟

وہ کہیں گے ہاں۔ پس وہ تجلی پوشیدہ ہو کر دوسری تجلی نمایاں ہوگی جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ (سورۃ القلم)

جس دن پنڈلی کھولی جائے اور سب کو سجدہ کی طرح بلایا جائے گا۔

جب پنڈلی سے پردہ اٹھے گا، اس کو دیکھتے ہی سب کہیں گے، کہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور سب سربسجود ہو جائیں گے، مگر منافقین بجائے سجدہ کرنے کے پشت کے بل گریں گے، حکم ہوگا کہ دوزخ و جنت کو میدانِ حشر کے درمیان رکھو۔

حساب، کتاب کا ایک منظر

اس کے بعد اعمال کا حساب میدانِ حشر میں لیا جائے گا۔ سب سے پہلے نماز کا حساب اس طور پر لیا جائے گا کہ اپنی تمام عمر میں کتنی نمازیں اس نے پڑھی ہیں اور کتنی فرض و واجب ہیں اور ارکان و آداب ظاہری و باطنی کتنے ادا کیے ہیں اور کس قدر نوافل پڑھے ہیں؟ اور اگر اس کے فرائض ترک ہوئے ہوں تو ایک فرض کے عوض میں ستر نوافل قائم ہو سکیں گے۔

نماز انسانی صورت میں حاضر ہو جائے گی۔ جو نمازیں بلا خشوع و خضوع و ذکر الٰہی و ورد وظائف پڑھی ہوں گی وہ بے دست و پا ہوں گی جن نمازوں میں ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھا گیا ہو وہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوں گی۔ اس کے بعد دیگر عبادات بدنی کا بھی مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد کا اسی طور پر حساب و کتاب ہوگا۔ پھر زبان، حرص دنیوی، خون، زخم، اکل و شرب، ناجائز خرید و فروخت، حقوق العباد وغیرہ وغیرہ کا حساب ہوگا۔ ظالموں سے مظلوموں کو اس طور سے بدلہ دیا جائے گا کہ اگر ظالم نے نیکیاں کی ہیں تو اس کے حسب ظلم مظلوموں کو دلوائی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہ حسب اندازۂ ظلم ظالم کی گردن پر ڈالے جائیں گے۔ البتہ ظالموں کا ایمان و عقیدہ کسی کو نہ دیا جائے گا۔ بعض ایسے عالی ہمت بھی ہوں گے کہ خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اپنی نیکیوں کو بغیر کسی عوض کے دوسروں کو بخش دیں گے۔ (مسند احمد)

تو بھی جا اور اسے بھی لیتا جا

چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ دو آدمی مقام میزان میں اس قسم کے حاضر ہوں گے کہ ایک کی نیکیاں و برائیاں برابر ہوں گی دوسرا ایسا ہوگا کہ جس کی صرف ایک نیکی ہوگی۔ ذوالجلال کا حکم ہوگا کہ تو کسی سے اگر ایک نیکی مانگ لائے تو نیکیوں کا پلڑا بڑھ جائے گا اور تو جنت کا مستحق ہو جائے گا۔ وہ بیچارہ تمام لوگوں سے استدعا

کرے گا مگر کہیں سے کامیابی نہ ہوگی آخر مجبوراً واپس آ جائے گا۔ جب آخر الذکر کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو کہے گا کہ بھائی میری تو صرف ایک ہی نیکی ہے اور باوجود وقتی خوبیوں کے تجھ کو ایک نیکی بھی کسی نے نہ دی بھلا مجھ کو کون دے گا۔ سلے یہ ایک نیکی بھی تو ہی لے لے تا کہ تیرا کام تو بن جائے۔ میرا اللہ مالک ہے۔ خداوند کریم اپنے بے انتہا فضل و کرم سے ارشاد فرمائے گا ان دونوں کو جنت میں لے جا کر ایک درجہ میں چھوڑ دو۔

ترازو سے اعمال تولے جائیں گے

تمام چھوٹی و بڑی نیکیاں میزان میں داخل کر دی جائیں گی لیکن ان کا وزن حسب عقیدہ ہوگا یعنی جس قدر عقیدہ پختہ و خالص ہوگا، اتنی ہی زیادہ وزنی ہوگی۔ جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کی ننانوے برائیاں ہوں گی اور صرف ایک نیکی ہوگی اور یہ تولتے وقت بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا۔ اے خداوند! میری اس نیکی کی اتنی برائیوں کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے کہ تولی جائے۔ جب میں دوزخ کے لائق ہوں تو بغیر تولے مجھ کو بھیج دے۔ اس وقت ارشاد باری ہوگا کہ ہم ظالم نہیں یہ ضرور تولی جائے گی۔ چنانچہ جس وقت وہ برائیوں کے مقابلہ میں تولی جائے گی تو اس کا پلڑا جھک جائے گا اور وہ مستحق جنت قرار پائے گا۔ (شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں) کہ میرے علم میں یہ نیکی شہادت فی سبیل اللہ ہے جو تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے واللہ اعلم۔ اگرچہ پل صراط اور میزان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے مگر اظہر یہ ہے کہ میزان بہت سی ہوں گی، چنانچہ آیہ کریمہ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ سے یہی مفہوم ہے۔ اسی طور سے یہ بھی قیاس میں آتا ہے کہ پل صراط بھی بہت سے ہوں گے، خواہ ہر امت کے لئے ہوں یا ہر قوم کے لئے واللہ اعلم۔

ہر اُمت اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ
اور روشنی بقدر اعمال

اللہ فرماتے ہیں:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل)

ہم ہر امت کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔

قبل اس کے کہ میدان محشر سے پل صراط پر گزرنے کا حکم ہو، تمام میدان محشر میں اندھیرا چھا جائے گا۔ پس ہر اُمت کو اپنے پیغمبروں کے ساتھ چلنے کا حکم ہوگا۔ اہل ایمان کو نور کی دو دو مشعلیں عنایت ہوں گی۔ ایک آگے چلے گی، دوسری دائیں جانب اور جو اُن سے کمتر ہوں گے، ان کو ایک ایک مشعل دی جائے گی اور جو ان سے کم ہوں، اُن کے صرف پاؤں کے انگوٹھے کے آس پاس خفیف سی روشنی ہوگی اور ان سے بھی جو گئے گزرے ہوں گے ان کو ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح روشنی دی جائے گی، جو کبھی بجھے گی اور کبھی روشن ہوگی۔ (معالم التنزیل) ارشاد عالی ہے:

نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ (سورہ حدید)

ان کی روشنی ان کے سامنے اور ان کے دائیں طرف ہوگی۔

لیکن منافقین اس نور سے خالی ہوں گے، دوسروں سے روشنی حاصل کریں گے اور اہل ایمان سے سوال کریں گے کہ ہمیں بھی کچھ روشنی دے دو، تو وہ جواب دیں گے "واپس پیچھے کی طرف لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو" قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں جن کا مفہوم اوپر بیان کیا گیا ہے فرمایا:

قوله تعالى يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا۔ (الحدید)

پل صراط پر حاضری اور فاطمہ بنت محمدؐ کی سواری

یہاں تک کہ جس وقت یہ سب لوگ دوزخ کے کنارے کے قریب جا پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ دوزخ کے اوپر پل صراط ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ حکم ہوگا کہ اس پر ہو کر جنت میں چلو، وہ پندرہ ہزار سال کی مسافت میں ہے۔ جن میں سے پانچ ہزار بیچ میں چلتے کے اور پانچ ہزار اترتے کے ہیں۔ حاصل کلام جب میدان محشر سے پل صراط پر پہنچیں گے تو آواز ہوگی کہ اے لوگو! اپنی آنکھوں کو بند کر لو، تاکہ فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل سے گزر جائیں۔ (ترمذی و بخاری)

اس کے بعد بعض لوگ تو بجلی کی چمک کی طرح، بعض ہوا، بعض گھوڑے، بعض اونٹ، بعض معمولی رفتار کے مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔ بعض لوگ نہایت محنت و مشقت کے ساتھ پل پر چلیں گے۔ اس وقت دوزخ میں سے بڑے بڑے آنکس نکلیں گے جو ان میں سے بعض کو تو چھوڑ دیں گے بعض کو کچھ کچھ کاٹیں گے اور بعض کو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ اسی طرح سے رشتہ امانت بھی لوگوں کے ساتھ ہو جائیں گی۔ پس جنہوں نے ان کی رعایت نہ کی ہو ان کو دوزخ میں کھینچ کر ڈال دیں گے۔ اس وقت اعمال صالحہ مثلاً نماز روزہ و ورد و ظائف وغیرہ لوگوں کے کام آئیں گے اور خیرات آگ کے اور ان کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ بخاری شریف میں ہے:

اتقوا النار ولو بشق تمرة

جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑا صدقہ کرو۔

قربانی سواری کا کام دے گی اور اس مقام کے ہول کی وجہ سے کسی کی آواز تک نہ نکلے گی مگر پیغمبر علیہ السلام اپنے امتوں کے حق میں (رب سلم سلم) کہیں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

جب منافقین پل صراط پر ہوں گے

جب مسلمان پل صراط پر چڑھ جائیں گے تو منافقین اندھیرے میں گرفتار ہو کر فریاد کریں گے، بھائیو! ذرا ٹھہرنا کہ تمہارے نور کے طفیل سے ہم بھی چلے چلیں۔ وہ جواب دیں گے ذرا پیچھے چلے جاؤ۔ جہاں سے ہم نور لائے ہیں تم بھی وہیں سے لے آؤ۔ پس جب پیچھے جائیں گے تو وہاں بے انتہا تاریکی اور ہول دیکھیں گے۔ آخر کار نہایت بے قرار ہو کر واپس لوٹیں گے اور دیکھیں گے کہ پل صراط کے سرے پر ایک بہت بڑی دیوار قائم ہے اور دروازہ بند ہو گیا ہے پس نہایت ہی گڑگڑا کر مسلمانوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جواب ہمیں چھوڑے چلے جاتے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ بے شک تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن بظاہر اور دل میں شک وشبہ کرتے ہوئے ہمارے حق میں برائیاں اور کدورکی بھلائیاں چاہتے تھے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ جن کا ساتھ دیتے تھے انہیں سے جاملو۔ اللہ تعالیٰ کے جس ارشاد عالی کا یہ مفہوم اوپر بیان کیا ہے، اس کے مبارک الفاظ یہ ہیں:

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ (الآیۃ سورۃ الحدید)

ابھی وہ حیران وسرگرداں ہو رہے ہوں گے کہ کہاں جائیں تو اسی اثناء میں آگ کے شعلے ان کو گھیر کر انہیں جہنم کے سب سے نیچے درجے میں پہنچا آئیں گے۔

(اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آج بھی قرآن کریم میں ہے تاکہ لوگ منافقوں والی عادات سے بچ کر سچے مسلمان بن جائیں۔) فرمایا۔

قولہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
ترجمہ: منافق (مسلمانوں کے بدخواہ، کافروں کے خیرخواہ)
دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے۔

ادھر منافقوں کا یہ حال ہوگا اور ادھر وہ مسلمان جو بجلی وہوا کی رفتار کے موافق پل صراط پر سے گزریں گے وہ پل کو عبور کر کے کہیں گے کہ ہم نے تو سنا تھا کہ رستہ میں دوزخ آئے گی لیکن ہم نے تو دیکھا بھی نہیں اور وہ لوگ جو سلامتی کے ساتھ گزریں گے وہ بھی پل صراط سے اتر کر میدان میں ان سے جا ملیں گے۔ دنیا میں جو ایک دوسرے سے شکایت رکھتے تھے وہ سب ایک ہو جائیں گے۔

جنت کے مناظر کا بیان

محمد عربی جنت کھولیں گے اور امت کی سفارش کریں گے

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے جنت کا قفل کھول کر لوگوں کو داخل فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

المفاتيح يومئذ بيدي

جنت کی چابیاں اس دن میرے پاس ہوں گی۔ (ترمذی)

یہاں پہنچ کر آپ اپنی امت کی تحقیق حال کریں گے اس وقت آپ کی امت تمام اہل جنت کا چوتھا حصہ ہوں گی۔ دریافت حال کے بعد جب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ابھی میری امت میں سے ہزارہا آدمی دوزخ میں پڑے ہیں تو بے چین ہو جائیں گے۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں مضطرب ہو کر درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ "اے خدا میری امت کو دوزخ سے خلاصی دے" یہ شفاعت بھی شفاعت کبریٰ کے مانند ہو جو آنجناب نے کی تھی ہوگی۔ یعنی سات روز تک سربسجود رہ کر ترتیب وار حمد و ثنا بیان فرمائیں گے تب بارگاہ الٰہی سے حکم ہو گا کہ جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔

اہل جنت کو اجازت سفارش ہوگی

آپ کو دیکھ کر دوسرے پیغمبر بھی اپنی اپنی امتوں کی شفاعت کریں گے۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام الٰہی فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر بقیہ امت دوزخ کے کنارے پہنچ کر فرمائیں گے کہ اپنے اپنے رشتہ داروں اور واقف کاروں کو پہچان کر ان کی نشانی بتاؤ۔ یہ فرشتے ان کو دوزخ سے نکالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا۔

علاوہ ازیں شہداء و حجاج، حافظوں کو بھی علماء کو حسب مراتب لوگوں کی شفاعت

کا حق ہوگا۔ جب آپ ان کو لے کر جنت میں تشریف لائیں گے تو آپ کی اُمت اس وقت تمام اہلِ جنت کا تیسرا حصہ ہوگی۔

پھر پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تفتیش فرمائیں گے کہ اب میری اُمت میں سے کس قدر دوزخ میں باقی ہیں؟ جواب ہوگا۔ حضورؐ ابھی تو ہزارہا دوزخ میں موجود ہیں۔ آپ پھر بدستور سابق بارگاہِ ایزدی میں شفاعت کریں گے۔ حکم ہوگا کہ جس کسی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔

(بخاری)

پس آپ بدستور سابق علماء، اولیاء، شہداء وغیرہ کو دوزخ کے کنارے لے جا کر فرمائیں گے کہ اپنے اپنے رشتہ داروں، واقف کاروں وغیرہ کو یاد کرو اور پہچان کر کے دوزخ سے نکلوا لاؤ۔ اس وقت بھی ہزارہا آدمی دوزخ سے رہا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اب آپ کی اُمت تمام اہلِ جنت کا نصف حصہ ہوگی۔ اس شفاعت کے بعد آپ پھر دریافت فرما کر بدستور ہائے سابق شفاعت کریں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا کہ جس کے دل میں آدھے ذرے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ (بخاری و مسلم)

پس بدستور سابق ایک بہت بڑی تعداد جہنم سے برآمد ہو کر جنت میں داخل ہوگی اس وقت آپ کی امت تمام اہلِ جنت سے دو چند ہو جائے گی۔

صرف موحدین جنت میں

موحدین میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں رہے گا۔ مگر وہ موحدین جن کو انبیاء علیہم السلام کا توسل حاصل نہ ہو یعنی ان کو پیغمبروں کے آنے کا علم نہیں ہوا ہو وہ جو پیغمبروں کو معلوم کر کے منحرف ہو گئے ہوں، ان کے حق میں بھی حضور اقدس صلعم شفاعت کریں گے مگر خداوند کریم فرمائے گا کہ ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کو میں خود بخشوں گا۔

مشرکوں اور موحدوں کا نزاع

اسی اثنا میں مشرکین اور ان موحدین میں نزاع ہوگا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ مشرکین بطور طعنہ کہیں گے کہ تم تو توحید کے متعلق دنیا میں ہم سے جھگڑتے تھے اور اپنے آپ کو سچے بتاتے تھے مگر معلوم ہوا کہ تمہارا خیال غلط تھا دیکھو ہم اور تم یکساں ایک ہی بلا میں مبتلا ہیں۔ پس اس وقت خدائے قدوس فرمائے گا۔ کیا انہوں نے شرک و توحید کو یکساں سمجھ لیا ہے۔ قسم ہے عزت و جلال کی کہ میں کسی موحد کو مشرک کے برابر نہ کروں گا۔

آخر میں جنت جانے والے

پس ان تمام موحدین کو اس روز کے آخر میں۔ جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے دوزخ سے اپنے دست قدرت سے نجات دے گا۔ اس وقت اُن لوگوں کے جسم کوئلہ کی طرح سیاہ ہوں گے۔ لہٰذا آب حیات کی نہر میں (جو جنت کے دروازوں کے سامنے ہے) غوطہ لگا دیں گے جس سے ان کے بدن صحیح وسالم ہو کر تروتازہ ہو جائیں گے اور ایک مدت کے بعد جنت میں داخل ہوں گے مگر ان کی گردنوں پر ایک سیاہ داغ رہے گا اور اہل جنت میں ان کا لقب جہنمی ہوگا۔ پس وہ ایک مدت کے بعد درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے "خداوندا! جب تو نے دوزخ سے ہم کو نجات دی تو اس نشان ولقب کو بھی اپنے فضل و کرم سے ہم سے دور کر دے" پس خدا کی مہربانی سے وہ نشان اور لقب بھی ان سے دور ہو جائے گا۔

بخاری و مسلم میں ہے سب سے آخری شخص جو دوزخ سے برآمد ہو کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا کہ اس کو دوزخ سے نکال کر کنارہ پر بٹھا دیا جائے گا تھوڑی دیر کے بعد جب اس کو ہوش آئے گا تو کہے گا کہ میرے منہ کو اس طرف سے پھیر دو۔ پس اس سے عہد لیا جائے گا کہ اس کے سوا اور کچھ تو نہ مانگے گا، جب وہ پختہ عہد کر لے گا تو اس کا منہ پھیر دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کی جانب نظر کرے گا تو

اس کو نہایت تروتازہ درخت دکھائی دیں گے۔ پس وہ شور مچائے گا۔ الٰہی مجھ کو وہاں
پہنچا دے۔ پھر اس سے حسب سابق وعدہ لے کر وہاں پہنچا دیا جائے گا اور اسی
ترتیب سے خوشنما درخت وعمدہ مکانات کو دیکھ کر وعدہ توڑ بیٹھے گا۔ جنت کے پاس پہنچ
جائے گا اور جب وہ جنت کی تروتازگی و رونق دیکھے گا تو تمام وعدوں کو توڑ کر نہایت
گڑگڑا کر جنت میں داخل ہونے کا خواستگار ہوگا۔

لیکن جب اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی تو اب خیال
میں پڑ جائے گا کہ جنت تو بھر چکی ہے اب میرے لئے اس میں مکان کی گنجائش
کہاں ہوگی۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ جا وہاں جگہ کی کمی نہیں ہے۔ عرض کرے گا کہ
خداوندا شاید تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے۔ حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ خداوند کریم
فرمائے گا کہ جس قدر تجھے مانگنا ہو مانگ لے میں تیرے مانگنے سے دو چند عطا
کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور یہ اہل جنت میں سے ادنیٰ مرتبہ کا جنتی ہے اعلیٰ کا
حال کیا ہوگا۔

اہل جنت کی باہمی محبت کی باتیں اور اندرونی مسرتوں کے احوال

جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو کبھی کبھی وہ آپس میں
سوال وجواب کریں گے۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا
مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا
عَلَى الْكَافِرِينَ (سورۃ اعراف)

حاصل کلام جب تمام اہل جنت اپنے اپنے مقامات پر برقرار ہو جائیں گے تو
ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے کہیں گے۔ فلاں روز ہم سے حق پر قول پر
جھگڑتا تھا۔ معلوم اب وہ کس حالت میں ہے؟ پس ایک نظر کی اجازت دی جانے کی

اور بینائی میں قوت عطا کی جائے گی کہ جس سے وہ دوزخی بہت آہ و زاری کر کے جنت کے کھانے اور پانی طلب کرے گا۔ یہ جواب دیں گے کہ جنت کی نعمتوں کو خدا نے تم پر حرام کر دیا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو کہاں تک سچا پایا؟ کیونکہ ہم نے تو تمام وعدوں کو بے کم و کاست بجا اور درست پایا۔ وہ نہایت ہی پشیمانی اور عاجزی ظاہر کرے گا، اس کے بعد اہل جنت کھڑکی بند کر لیں گے۔

اہل جنت اپنے اہل و عیال کو یاد کریں گے

پھر اہل جنت اپنے اہل و عیال کی حالت دریافت کریں گے۔ فرشتے جواب دیں گے کہ وہ سب حسب اعمال جنت میں اپنے اپنے مکانوں میں موجود ہیں۔ اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو بغیر ان کے کچھ لطف نہیں رہا۔ انہیں ہم تک پہنچاؤ۔ ملائکہ جواب دیں گے کہ یہاں ہر شخص اپنے عمل کے موافق رہ سکتا ہے اس سے تجاوز کا حکم نہیں۔

پس وہ خدائے قدوس کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ خداوند تجھ پر روشن ہے کہ ہم جب تک دنیا میں تھے تو کسب معاش کرتے تھے اور اس سے اپنے اہل و عیال کی پرورش ہوتی تھی اور وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتے تھے اب جب تو نے بلا مشقت ایسی ایسی نعمتیں عنایت فرمائیں تو ہم ان کو کیوں کر محروم کر سکتے ہیں، اُمیدوار ہیں کہ ان کو ہم سے ملا دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ "ان کی اولادوں کو ان تک پہنچا دو تا کہ ان کو کسی کی بات کی تنگی نہ ہو۔" پس اہل و عیال کو اُن سے ملا دیا جائے گا اور ان کو اصلی اعمال کی جزا کے علاوہ والدین کے طفیل سے بہت کچھ عطا ہوگا۔ اسی عنایت کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے:

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (سورہ طور)

ہم اہل جنت سے ان کی اولاد کو ملا دیں گے۔

اندرونِ جنت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو درجاتِ عالیہ کے لئے

شفاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا اور لوگ جتنی زیادہ حضورؐ سے محبت رکھتے ہوں گے اتنے ہی مراتب اپنے استحقاق سے زیادہ حاصل کریں گے۔

موت کو موت آ جائے گی

جب تمام لوگ دوزخ و جنت میں داخل ہو چکیں گے تو جنت و دوزخ کے درمیان منادی ہوگی کہ اے اہل جنت! جنت کے کناروں پر آ جاؤ اور اے اہل دوزخ! دوزخ کے کناروں پر آ جاؤ۔ اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو تو ابدالآباد کا وعدہ دلا کر جنت میں داخل کیا ہے۔ اب کیوں طلب کرتے ہو؟ اور اہل دوزخ نہایت خوش ہوکر کناروں کی طرف دوڑیں گے اور کہیں گے کہ شاید ہماری مغفرت کا حکم ہوگا۔ پس جس وقت سب کناروں پر آ جائیں گے تو ان کے مابین موت کو چت کبرے مینڈھے کی شکل میں حاضر کر دیا جائے گا اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ "کیا اس کو پہچانتے ہو؟" سب کہیں گے "ہاں" جانتے ہیں کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہو۔ اس کے بعد اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اس کو حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کریں گے۔ پھر وہ منادی آواز دے گا اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں اور اے اہل دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں۔ اہل جنت اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ خوشی میں مر جاتے اور اہل دوزخ اس قدر رنجیدہ ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ غم کے مارے مر جاتے۔ اس کے بعد حکم ہوگا کہ دوزخ کے دروازوں کو بند کر کے اس کے پیچھے بڑے بڑے آتشی شہتیر بطور چٹخنیاں لگا دو تاکہ دوزخیوں کے نکلنے کا خیال بھی نہ رہے اور اہل جنت کو جنت میں ابدالآباد تک رہنے کا یقین و اطمینان ہو جائے۔
(صحیح بخاری و مسلم)

قرآن کریم میں جنت کی صفات

احمد و دارمی میں ہے کہ جنت کی دیواریں سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک و زعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔ اس کی سڑکیں اور چٹریاں زمرد یاقوت اور

بلور سے بنے۔ اس کے باغیچے نہایت پاکیزہ ہیں، جن میں بجائے بجری، زمرد، یاقوت اور موتی وغیرہ پڑے ہیں، اس کے درختوں کی چھالیں طلائی ونقرئی ہیں، شاخیں بے خار و بے خزاں، اس کے میووں میں دنیا کی نعمتوں کی گوناگوں لذتیں ہیں، ان کے نیچے ایسی نہریں ہیں جن کے کنارے پاکیزہ اور جواہرات سے مرصع ہیں، ان نہروں کی چار چار قسمیں ہیں، جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے:

فِيهَآ أَنْهَارٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ.

وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ.

وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ.

وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى

قوله تعالٰی إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا.

قوله تعالٰی وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا

عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا

قوله تعالٰی وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ. (سورۃ المطففین)

قوله تعالٰی يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ (سورۃ المطففین)

قوله تعالٰی وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا. (سورۃ الدھر)

حاصل کلام: ایک نہر وہ کہ جس کا پانی نہایت شیریں وخنک ہے۔ دوسری وہ جو ایسے دودھ سے لبریز ہیں جس کا مزہ نہیں بگڑتا۔ تیسری ایسی شراب کی ہیں جو نہایت فرحت افزا وخوش رنگ ہے۔ چوتھی نہایت صاف وشفاف شہد کی ہیں۔

علاوہ ان کے تین قسم کے چشمے ہیں، ایک کا نام "کافور" ہے جس کی خاصیت خنکی ہے۔ دوسرے کا نام "زنجبیل" ہے جس کو "سلسبیل" بھی کہتے ہیں۔ اس کی خاصیت گرم ہے مثل چائے وقہوہ۔ تیسرے کا نام تسنیم ہے جو نہایت لطافت کے ساتھ ہوا میں معلق جاری ہے۔ ان تینوں چشموں کا پانی مقربین کے لئے مخصوص ہے

لیکن اصحاب یمین کو بھی جو اُن سے کمتر ہیں ان میں سے سربمہر گلاس مرحمت ہوں گے جو پانی پینے کے وقت گلاب اور کیوڑہ کی طرح اس میں سے تھوڑا تھوڑا ملا کر پیا کریں گے اور دیدار الٰہی کے وقت ایک اور چیز عنایت ہوگی جس کا نام شراب طہور ہے جو ان تمام چیزوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

جنت کے درخت، لباس اور زیور

باوجود نہایت بلند و بزرگ و سایہ دار ہونے کے جنت کے درخت اس قدر باشعور ہیں کہ جس وقت کوئی جنتی کسی میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے گا تو اس کی شاخ اس قدر نیچے کو جھک جائے گی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ اس کو توڑ لیا کرے گا۔

جنت کے فرش و فروش ولباس وغیرہ نہایت عمدہ و پاکیزہ ہیں اور ہر شخص کو وہی لباس عطا کئے جائیں گے جو اس کو مرغوب ہوں گے اور مختلف اقسام کے لباس ہوں گے۔ سندس استبرق، اطلس، زربفت وغیرہ اور بعض ان میں سے ایسے نازک و باریک ہوں گے کہ ستر تہوں میں بھی بدن نظر آئے گا۔ جنت میں نہ سردی ہوگی نہ گرمی نہ آفتاب کی شعاعیں نہ تاریکی، بلکہ ایسی حالت ہے جیسے طلوع آفتاب سے کچھ پیشتر ہے مگر روشنی میں ہزار ہا درجے اس سے بڑھ کر ہوگی جو عرش کے نور کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر وہاں کا لباس و زیور زمین پر لایا جائے تو اپنی چمک دمک سے جہان کو اس قدر روشن کر دے گا کہ آفتاب کی روشنی اس کے سامنے ماند ہو جائے گی۔

جنت میں ظاہری کثافت و غلاظت وغیرہ نہ ہوگی یعنی پیشاب پاخانہ، حدث، تھوک، بلغم، ناک کا ریزش، پسینہ و میل بدن وغیرہ بالکل نہ ہوں گے، صرف سر پر بال ہوں گے اور داڑھی مونچھ و دیگر قسم کے بال جو جوانی میں پیدا ہوتے ہیں بالکل نہ ہوں گے اور نہ کوئی بیماری ہوگی اور باطنی کثافتوں یعنی کینہ، بغض، حسد، تکبر، عیب جوئی اور غیبت وغیرہ سے دل صاف ہوں گے۔ سونے کی حاجت نہ ہوگی اور خلوت و استراحت کے لئے پردہ والے مکانوں میں رہا کریں گے۔ ملاقات اور ترتیب مجلس

کے وقت صحن اور میدانوں میں آیا کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ازدواجی زندگی، سواریاں اور مکانات

"مسلم" میں ہے کہ ان کی غذاؤں کا فضلہ خوشبودار ڈکاروں اور معطر پسینے سے دفع ہوا کرے گا، جس قدر کھائیں گے ہضم ہو جایا کرے گا۔ بدہضمی اور گرانی شکم کا نام تک نہ ہوگا۔ جماع میں نہایت لطف حاصل ہوگا اور انزال ایک نہایت فرحت بخش ہوا کے نکلنے سے ہوا کرے گا نہ کہ منی سے۔ جماع کے بعد عورتیں پھر باکرہ ہو جایا کریں گی مگر بکارت کے ازالہ کی تکلیف اور خون وغیرہ کے نکلنے سے پاک ہوں گی۔ سیر و تفریح کے واسطے ہوائی سواریاں اور تخت ہوں گے جو ایک گھنٹے میں ایک مہینے کا راستہ طے کرتے ہوں گے۔

جنت میں ایسے قیمتی برج اور بنگلے ہوں گے جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد و دیگر جواہرات سے رنگ برنگ بنے ہوں گے جن کی بلندیاں و عرض ساٹھ ساٹھ گز ہوں گی، کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی مکان کی بلندی و عرض یکساں نہ ہو تو مکان ناموزوں ہوتا ہے۔ اہل جنت کی خدمت، راحت، آسائش و آرام وغیرہ کے لئے حور و غلمان و ازواج موجود ہوں گے۔

جنت کے پیارے پیارے نام

جنت آٹھ ہیں جن میں سے سات تو سکونت کے لئے مخصوص ہیں اور آٹھویں دیدار الٰہی کے لئے جس کو بارگاہ الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جنتوں کے نام حسب ذیل ہیں:

جنت الماویٰ، دار المقام، دار السلام، دار الخلد،

جنت النعیم، جنت الفردوس، جنت العدن۔

جنت الفردوس تمام جنتوں سے برتر و اعلیٰ ہے اور ان میں سب سے بہترین حقیقۃ جنت العدن ہے جہاں تجلیات الٰہی نمودار ہوتی ہیں اور گوناگوں بے اندازہ نعمتیں

عطا فرمائی جاتی ہیں۔ مگر آٹھویں جنت کے نام میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ علیین ہے لیکن قرآن مجید میں یہ آیا ہے کہ علیین اہل جنت کا دفتر اور مقرب فرشتوں اور نیک آدمی کی حاضری کا مقام ہے نہ کہ طبقہ جنت۔ ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا اَدْرٰکَ مَا عِلِّیُّوْنَ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ

آپ کیا جانے علیین کیا ہے وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔

بعض علماء نے اس کو جنت الکثیف کہا ہے اور اس کی تائید ترمذی و ابن ماجہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ "مسلمان مشک کے ٹیلوں پر جمع ہوں گے پس ایک ہوا چلے گی کہ جس سے مشک اڑ کر ان کے کپڑوں اور چہروں پر پڑے گا اور ان کی معطری پہلے سے دوگنی ہو جائے گی۔ اسی اثنا میں خدائے قدوس کی تجلیات کا ظہور ہوگا جس سے ہر شخص کو بقدر استعداد انوار و برکات مرحمت ہوں گے اور کلام بھی ہوگا۔ اس فقیر کے خیال میں اس کا نام مقعد صدق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس آیت کریمہ

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (سورۃ القمر)

جو پرہیزگار رہوں گے وہ بہشت کے باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ سچی عزت کی جگہ بادشاہ (دو جہاں) قادر مطلق کے مقرب ہوں گے۔

یہی مفہوم ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے درجے عدد میں اتنے ہیں جتنی کلام مجید کی آیتیں اور تمام درجوں سے برتر و بالا بخاری و مسلم کے مطابق وہ درجہ ہے کہ جس کا نام وسیلہ ہے اور یہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ اس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کا رہنے والا وزیر کا حکم رکھتا ہے کیوں کہ اہل جنت میں سے کسی کو کوئی نعمت بغیر اس کے طفیل کے نہ پہنچے گا اور یہ طبقے اس طرح ایک دوسرے پر حائل نہیں ہیں جیسے مکانوں کی چھتیں بلکہ ان تمام کی چھت عرش الٰہی ہے اور یہ اس طریقہ پر ہیں جیسے باغ کے نیچے کا حصہ اوپر کا حصہ اور ان

درجات کی وسعت پر سوائے رب العزت کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اور نیچے کے درجے والوں کو اوپر کے درجے والے اس طرح نظر آئیں گے گویا آسمان کے ستاروں پر ستارے ہیں۔ اس قدر معلوم رہے کہ جنت الماویٰ سب سے نیچے، جنت عدن وسط میں اور جنت الفردوس سب سے اوپر ہے۔ (بخاری، مسلم)

اہل جنت میں سے ادنیٰ شخص کو دنیاوی آرزوؤں سے دس گنا زیادہ مرحمت ہوگا اور بعض روایتوں میں ہے کہ ادنیٰ اہل جنت کی ملک حشم و خدم اسباب لذت وغیرہ وغیرہ اسی سال کی مسافت کے برابر پھیلاؤ میں ہوں گے اور جنت کے بعض بڑے بڑے میوے ایسے ہوں گے کہ جس وقت اس کو جنتی توڑے گا تو اس میں سے نہایت خوبصورت پاکیزہ عورت مع لباس فاخرہ و زیور کے برآمد ہوگی اور اپنے مالک کی ہم نشین و خدمت گزار ہوگی۔

اہل جنت کے قد و قامت اور خوبصورتی

بخاری و مسلم میں ہے اہل جنت کے قد حضرت آدمؑ کی طرح ساٹھ ساٹھ ہاتھ ہوں گے اور دیگر اعضاء بھی انہیں قد و قامت کی مناسبت سے ہوں گے۔ بلحاظ صورت نہایت حسین و جمیل ہوں گے اور ہر ایک عین شباب کی حالت میں ہوگا۔ ذکر الٰہی اس طرح بے تکلف دل اور زبانوں پر جاری ہوگا جیسے کہ دنیا میں سانس اور جیسا کہ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت حاصل ہوگی اسی طرح سے باطنی لذات یعنی انوار و تجلیات الٰہی بھی حاصل ہوتی رہیں گی۔ مثلاً جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سبحان اللہ ہے۔ جیسا کہ ذائقہ میں لذت دیتا ہے اسی طرح خدا کی تنزیہ و تسبیح کی لذات سے آگاہ کرتا ہے۔ جنت کی سب سے بہتر و افضل نعمت "دیدار الٰہی" ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا دربار عالی شان

اس مضمون کو بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، امام احمد اور ترمذی سے نقل کیا گیا ہے۔

دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی چار قسمیں ہوں گی۔
ایک تو وہ جو سال بھر میں ایک مرتبہ، دوسرے وہ جو ہر جمعہ کو، تیسرے وہ جو دن میں دو مرتبہ مشرف ہوں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبح وعصر کی نماز نہایت خضوع وخشوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چوتھی جماعت اخص الخاص بمنزلہ غلمان وخدام ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضر رہیں گے۔ طریقہ دیدار یہ ہوگا کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقہ میں ایک کشادہ وسیع میدان زیر عرش موجود ہے۔ وہاں نور، زمرد، یاقوت، موتی، چاندی اور سونے وغیرہ کی کرسیاں حسب مراتب رکھی جائیں گی اور جن لوگوں کے لئے کرسیاں نہیں ہیں ان کو مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھائیں گے۔

ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش وخرم ہوگا دوسروں کے مراتب کی افزونی کی وجہ سے اس کو کسی طرح کا خیال نہ ہوگا اور اسی اثنا میں ایک نہایت فرحت افزا ہوا چل کر ان پر ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دے گی جو انہوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ جنت میں دیکھی ہوں گی۔ اس وقت خداوند کریم ان پر اس طور سے جلوہ افروز ہوگا کہ کوئی شخص ایک دوسرے کے درمیان حائل نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس قدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کرے گا کہ دوسرے کو خبر نہ ہوگی اور خدائے قدوس کے مطابق سرفرو جواب دے گا اسی اثنا میں حکم ہوگا کہ شراب طہور اور نہایت لذیذ نعمتوں سے ان کو سرفراز کرو۔ دیدار الٰہی دیکھنے والوں کو اس قدر استغراق ہوگا کہ لذت دیدار کے سوا تمام چیزوں کو بھول جائیں گے جب یہاں سے رخصت ہوں گے تو راستہ میں ایک بازار دیکھیں گے کہ جس میں ایسے ایسے تحفے وتحائف مہیا ہوں گے جو کسی آنکھ نے دیکھے ہوں گے نہ کان نے سنے ہوں گے۔ جو شخص جس کا طالب ہوگا مرحمت کی جائے گی۔

کانوں کی لذت کا سامان

جنت میں تین قسم کے راگ ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی تو

درخت طوبیٰ کے ہر پتے و شاخ سے خوش الحانی سے ایسی ستائی دیں گی کہ جس سے سامعین محو ہو جایا کریں گے، اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس میں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہو۔

دوم یہ کہ جس طرح شادی بیاہ وغیرہ میں باترتیب اجتماع و سماع کرتے ہیں اسی طرح جنت میں حوریں اپنی خوش الحانیوں سے ہر روز اپنے شوہروں کو محظوظ کریں گی۔

تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی کے وقت بعض مطرب خوش الحان بندوں کو جیسے حضرت اسرافیل و حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ خدا کی پاکی بیان کرو۔ اس وقت ایک ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا کہ تمام سامعین پر وجد طاری ہو جائے گا۔ (ترمذی شریف)

جنت میں خدمت گزار کیسے ہوں گے؟

خدام اہل بہشت تین قسم کے ہوں گے۔ ایک ملائک جو خدا کے قدوس اور ان کے مابین بطور قاصد ہوں گے۔ دوم غلمان جو حوروں کی طرح ایک جدا مخلوق ہیں، وہ ہمیشہ ایک عمر کے رہیں گے اور مثل بکھرے ہوئے موتیوں کے چاروں طرف خدمت کرتے پھریں گے۔ یہ اس ارشاد الٰہی کا مفہوم ہے:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۝ (الطور)

تیسرے اولاد مشرکین جو قبل از بلوغ انتقال کر چکی ہوگی، بطور خدام رہیں گے۔ بعض لوگ بوجہ اس کے کہ ان کی نیکیاں و بدیاں برابر ہوں گی نہ تو جنت کے مستحق ہوں گے نہ دوزخ کے بلکہ پل صراط سے اترتے ہی جہنم کے کنارے پر روک دیئے جائیں گے۔ نیز وہ لوگ جن تک دعوت پیغمبران نہ پہنچی ہوگی اور انہوں نے نہ تو نیک اعمال کیے ہوں گے نہ کوئی بدی و شرک کیا ہو بلکہ چوپایوں کی طرح سے کھانے پینے اور جماع وغیرہ میں عمر بسر کرتے رہیں ہوں گے اور وہ لوگ بھی جو قصور عقل و جنون کی وجہ سے حق اور باطل میں امتیاز کرنے سے قاصر رہے ہوں، اس مقام میں جس کا نام اعراف ہے تا اختتام روز حشر کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، رہیں

گے اور دخولِ جنت کی توقع رکھتے ہوں گے پھر ایک عرصہ کے بعد محض فضل الٰہی سے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور بمنزلہ خدام رہیں گے اور جنوں میں جو کافر ہوں گے وہ دوزخ میں رہیں گے اور جو صالحین ہوں گے وہ دائمی راحت میں رہیں گے۔ کیوں کہ جن و انس دونوں مکلف بالشرع ہیں جیسا کہ سورۂ رحمٰن میں بار بار ذکر آیا ہے۔ اس سورۃ میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو تثنیہ کے صیغہ سے مخاطب فرمایا ہے:

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ o سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ o فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ o یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ o (سورۃ الرحمٰن)

اور پرندوں اور چوپایوں کا بھی حشر ہوگا اسی طرح پر کہ مظلوم ظالم سے بدلہ لے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ o

جب ایک دوسرے سے بدلہ لے چکیں گے تو ان کو خاک کر دیا جائے گا مگر حسب ذیل چند اشیاء کو فنا نہ ہوگی۔ مثلاً جانوروں میں سے حضرت اسماعیلؑ کا دنبہ، حضرت صالحؑ کی اونٹنی، اصحاب کہف کا کتا، نباتات میں سے اسطوانہ حنانہ (یعنی وہ ستون کہ منبر بننے سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اس کے سہارے سے وعظ فرمایا کرتے تھے) مکانات میں سے خانہ کعبہ، کوہ طور، صخرۂ بیت المقدس اور وہ جگہ جو حضور انور صلعم کے روضۂ مقدسہ اور مابین منبر واقع ہے۔ ان کو مناسب صورتوں کے ساتھ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اہل جہنم اپنے اعمال بد کا نتیجہ بھگتنے کے لئے ہمیشہ تکلیف اور عذاب میں گرفتار رہیں گے اور اہل جنت اپنی نیکیوں کے صلہ ہمیشہ جنت میں عیش

کریں گے اور جنت تو نعمتوں سے بھری پڑی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ

ان نعمتوں کی توصیف تو یہ ہے کہ آج تک انہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور نہ ہی کسی کان نے سنا۔ فرمایا:

وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

اور نہ ہی کسی دل انسانی پر یہ بات گزری ہے کہ وہ حیثیت کس طرح کی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ سب مسلمانوں کا خاتمہ ایمان پر کرے اور قبر و حشر کے خوف سے نجات دے کر جنت میں پہنچا دے اور ہمیشہ اپنی خوشی اور رضامندی کے کاموں میں مصروف رکھے۔

☆☆☆☆☆☆

آثار قیامت

(حصہ دوم)

فتنہ دجال کی حقیقت

﴿قرآن و حدیث کی روشنی میں﴾

جس میں دجال کی حقیقت کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق تحقیقی مضامین شامل ہیں۔ اور ساتھ ساتھ منکرین حدیث کے پیدا کئے ہوئے شبہات کا ازالہ بھی کیا گیا ہے۔

تحریر و ترتیب

مولانا حافظ محمد اسلم زاہد

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم نے گزشتہ صفحات میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم مستند اور انتہائی جامع فارسی کتاب کا ترجمہ جدید قارئین کیلئے پیش کیا ہے۔ اس تحریر میں حضرت شاہ صاحب کی محدث یگانہ شخصیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام اور دجال فتنہ کا تذکرہ اور ثبوت زیرِ قلم لے آنا ہی ایک مسلمان کے لئے کافی ہے لیکن ان سب ٹھوس دلائل و براہین کے با وجود امت کے ان اجماعی مسائل میں کچھ لوگ شکوک و شبہات میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان مسائل پر کچھ مزید روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں ہمیں یہ صفحات بڑھانے پر ایک ایسی تحریروں نے مجبور کیا ہے جو انکارِ حدیث کا ایک نیا روپ پیش کرتی ہے۔ خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ زمین پر آمد، قتلِ دجال اور نفاذِ شریعت کا انکار۔

حدیث مبارکہ کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے ہمیں ان کی بے شمار باتوں سے اختلاف ہے۔ جبکہ وہ تو بیک وقت بخاری و مسلم تک بھی بے اعتمادی کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ انہیں مشورے بھی دیتے ہیں کہ ان حضرات کو احادیث نزولِ عیسیٰ، قتلِ دجال اور قیامت کی دیگر بڑی بڑی نشانیوں کے بیان والی تمام احادیث نہ لکھنی چاہئیں ساتھ ان احادیث میں تناقض ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جس سے حدیثِ رسول کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی متاثر نہیں ہو سکتا ہے۔ البتہ دجال کی چال بازیوں میں جو لوگ آج بھی ملوث ہو رہے ہیں وہ اپنے تنصریوں کی تحریروں کو بڑی تحقیق کا درجہ دے رہے ہیں اور اپنے نفس کو مطمئن کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے ساتھ ہیں جو حق والوں سے ملے گا اسے بچائیں گے اور جو امت کے عقائد کو خیرباد کہے گا اس سے اللہ تعالیٰ خود نپٹ لیں گے۔

آگے صفحات میں قربِ قیامت کے اہم عقائد نزولِ عیسیٰ، ظہورِ مہدی اور قتلِ دجال و فتنۂ دجال کے متعلق ایک "تحقیقی کاوش" کا مطالعہ کیجئے۔

یہ کتاب کیوں لکھی گئی ۔۔۔

قرب قیامت میں کیا کچھ ہوگا؟ اس سوال کے جواب کیلئے بہت سی کتابیں لکھی اور پڑھی جارہی ہیں اور ممکن ہے بڑی نشانیوں (ظہور امام مہدی علیہ السلام خروج دجال اور نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) تک یہ سلسلہ تحریر جاری رہے۔ آج جب ہم اسلامی کتب خانوں کی خوبصورت الماریوں یا لائبریریوں کے ایوانوں میں مطالعاتی دورہ کرتے ہیں تو ہمیں کتب بینی اور اپنے گردوپیش کے حالات کو سامنے رکھنے کے بعد یوں لگتا ہے کہ دجال آچکا ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی آنے والے ہیں کچھ لوگ پورے شدومد کے ساتھ احادیث دجال کو غیر معتبر قرار دینے کی سعی لاحاصل میں مصروف ہیں، تو کچھ اس کے تمام تر خدوخال کتاب وسنت سے واضح کر کے اُمت کو اس کے فتنوں سے بچارہے ہیں اور کچھ سرے سے اس کے وجود کے ہی منکر ہیں اور اُمید ہے وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی معاف کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے ان کی قبر کشمیر میں ہے کوئی کہیں اور کوئی جعفری نقشے اٹھائے پھر رہا ہے کہ قبر یہاں ہے۔ اور اس تحقیق کی آڑ میں وہ نزول عیسیٰ کے متعلق لوگوں کا عقیدہ متزلزل کر رہا ہے، انکی دجالی فتنوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو وہ راویوں کی چھان پھٹک کے "تحقیقی کام" کو قوم کے سامنے لے آتے ہیں اور ان سب حشر سامانیوں کو ایک حادثہ قرار دیتے ہیں، ادھر قرآن کریم کی آیات پڑھ پڑھ کر وہ تشریحات کی جارہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی آمد کا کوئی تصور ہی ختم ہے۔ یہ سب کچھ سلف صالحین سے بے اعتنائی کی وجہ سے ہے۔

اپنے اور اہل خانہ کے ایمان کو بچانے کیلئے جو لوگ فکرمند ہیں وہ دجال کے فتنوں سے بچنے کی دعائیں خود بھی پڑھ رہے ہیں، دوسروں تک بھی وہ دعائیں پہنچا رہے ہیں۔ سورہ کہف ہر مسجد اور ہر گھر کی زینت بن رہی ہے، تو کچھ افراد ان سب باتوں کو مولوی کی بڑ، دقیانوسی کی ہٹ دھرمی اور بنیاد پرست کا جنون شمار کر رہے ہیں۔ [illegible] خیر باد کہہ رکھا ہے، انہیں تو صرف اچھے کپڑوں اعلیٰ سواریوں اور

محلات سے غرض ہے اس کے لئے انہیں جو بھی کرنا پڑے اور یہ اسباب دنیا وجدلی نظریات والوں کیلئے آج آسانی سے مہیا ہو رہے ہیں۔

تصور کیجئے! یہ سب کچھ وجود میں آ گیا ہے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے۔ اہل ایمان کی جان میں جان آ ئی۔ اب بھی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ان کی تائید نصیب ہے۔ زیر نظر تحریری کاوش ان خوش نصیبوں میں شامل افراد کی تائید ہے۔ ادھر اہل ایمان کو ایسا لٹریچر مفت مہیا کیا جا رہا ہے کہ جس میں قرب قیامت کی علامات کو عقیدے سے نکال دیا گیا ہے۔ اور اب بڑی شدومد سے تحریری کوششیں شروع ہیں، اس چالبازی کو سمجھنے کیلئے جب ان کتب کا مطالعہ کیا گیا اور ان فتنہ پروازوں کے مضامین کو دیکھا گیا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آج فتنۂ انکار حدیث اپنے نئے چولے میں ہے اور اسے سمجھنے کی اشد ضرورت ہے قارئین کو ہم پہلے مولانا عبداللہ طارق صاحب کی تحریر کے ذریعہ اس نئے لباس کا تعارف ضروری سمجھتے ہیں جو انہوں نے مدارس کے ترجمان "وفاق المدارس" کے لئے لکھا ہے۔

قارئین! انسانوں کی طبیعتیں اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی بنائی ہیں، ایک اطاعت وعبادت اور فرماں برداری کا ایسا شوق فراواں ہے کہ وہ ایک حکم کی تعمیل کر کے اگلے حکم کا منتظر ومشتاق رہتا ہے کہ اب کیا حکم ملتا ہے کہ اس کی بھی تعمیل کروں؟ ابھی فرض نماز پڑھی ہے اب منتظر ہے کہ اب فلاں نفل نماز کا وقت ہوا جاتا ہے، وہ بھی پڑھ لوں، جس کو علامہ اقبالؒ نے اپنے فارسی کلام میں کہا ہے کہ:

جب وتاب یکے اللہ اکبر نہ گنجد در نماز پنجگانہ

(ایک بندہ خدا کی حرارت وبے قراری کا عالم اللہ اکبر یہ ہے کہ وہ صرف پانچ نمازوں میں نہیں سماتا) یعنی اس کے جذبہ مناجات اور ذوق سجود کو مزید کچھ نفل نمازوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

جب کہ دوسری طرف ایک سست وکاہل شخص ہے کہ اس کو لازمی احکام اور ضروری اور کم سے کم فرائض کا انجام دینا بھی دشوار اور بار گراں ہے۔ یہ ذمہ داریوں سے فرار کا مزاج کچھ دین ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ مزاج ہر جگہ

کام کرتا ہے کہ جو کام بہت ضروری ہوبس وہ کریں ، جتنی کم سے کم مشقت سے کام چل سکے، بس اتنی ہی اٹھائیں۔ جتنا کم سے کم خرچ کرنا پڑے ، بس اتنا ہی کرلیں وغیرہ۔

اسی کمزوری کے تحت کچھ عرصہ قبل بعض لوگوں نے حدیث نبویؐ کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ حدیث کو دین میں کوئی تشریعی اہمیت حاصل نہیں ، وہ دین کا حصہ نہیں ، بس قرآن مجید میں جو کچھ ہے وہ دین ہے، قرآن مجید کا فہم ہی لائق تسلیم ہے، حدیث سے جو کچھ ثابت ہو وہ دین و شریعت نہیں ہے۔ اس طرح وہ دین کی بے شمار باتوں سے دامن جھٹک کر آزاد ہوگئے۔ اس فتنے کا سنواد اسلام نے بھرپور مقابلہ کیا اور متعدد کتابوں اور مضامین مضبوط دلائل کے ساتھ لکھے گئے۔

اب وہ ''فتنہ انکار حدیث'' اس شکل میں تو تقریباً ختم ہے یا دب گیا ہے کہ لوگ برملا حدیث نبویؐ کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوں، لیکن اس فتنے نے اب ایک نئے روپ اور تبدیل شدہ چولے میں دوبارہ جنم لیا ہے۔ شعر

بدل کے بھیس زمانے میں پھر سے آتے ہیں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات ومنات

اب یہ فتنہ ایک خوب صورت نام کے ساتھ آیا ہے۔ پہلے اس کی شکل رد و جحود اور اباء وانکار کی تھی، اب حدیث ہی کے الفاظ و تعبیرات استعمال کر کے اور محدثین ہی کی اصطلاحات بول کر اور بظاہر حدیث آپؐ اور آپ کے صحابہ ہی کے حامی بن کر حدیث کے انکار کی مہم چلائی جارہی ہے۔

یہ فتنہ ہے ''ضعیف حدیث کے قبول کرنے سے انکار'' کا۔ اس میں آدمی بظاہر یہ گستاخی و بے ادبی تو نہیں کرتا کہ وہ صاف صاف ارشاد نبوی ﷺ کو رد کر رہا ہے۔ اس لئے کہ ضعیف حدیث بھی بلاشک وشبہ ارشاد نبوی ﷺ ہی ہے۔

حدیث کی اصطلاح میں ضعیف حدیث وہ کہلاتی ہے جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی تمام صفتیں نہ پائی جارہی ہوں، یعنی حدیث کا بیان کرنے والا راوی اچھے حافظے ، اپنے دین و دیانت اور اپنی فہم وبصیرت کے لحاظ سے اگر ہر طرح یکا نہ

درست اور قابل اعتماد ہے اور اس کی بیان کردہ روایت دیگر قابل اعتماد لوگوں کی بیان کردہ حدیثوں کے خلاف بھی نہیں ہے نہ کوئی علت خفیہ قادحہ اس میں پائی جاتی ہے تو روایت (دیگر قابل اعتماد) صحیح ہے اور اگر یہ تمام باتیں یا ان میں سے کچھ باتیں اس حدیث کی سند میں نہیں پائی جائیں تو وہ ضعیف ہے اور ان دونوں کے درمیانی حیثیت ''حسن'' کی ہے۔ (دیکھئے مقدمہ مشکوٰۃ مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مختصراً)

پھر اس میں بھی یہ ہے کہ ایک حدیث خود اپنی سند کے لحاظ سے ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ لیکن دیگر متعدد سندوں سے وہی الفاظ یا اس کا مفہوم ثابت ہوتا ہے۔ ایسی حدیث حسن لغیرہ یا صحیح لغیرہ کہلاتی ہے یعنی اپنی سند سے نہ سہی دیگر اسباب سے یہ صحیح حدیث یا حسن حدیث کا درجہ رکھتی ہے۔ (حوالہ بالا)

اس مختصر مضمون میں حدیث کی فنی بحثیں نہیں لکھی جا سکتیں، لیکن یہ بہر حال طے ہے کہ حدیث ضعیف بھی ارشادِ نبوی اور ثابت من السنۃ حدیث ہی ہوتی ہے اور لفظ ضعیف یہاں کمزور اور بے ثبوت بات کے معنی میں ہرگز نہیں ہے۔

جو لوگ حدیث نبوی کا تھوڑا سا بھی فنی ذوق رکھتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ حدیث ضعیف تاریخ کے مقابلہ میں سوگنا مستند و معتبر ہے اس لئے کہ حدیث ضعیف کا راوی بہر حال مومن ہے، سچا ہے، بددین نہیں ہے، صرف اتنی بات ہے کہ راوی حدیث میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ اس معاملے میں کم درجے کا آدمی ہے، جب کہ ہم لوگ تاریخ کو بے جھجک قبول کرتے ہیں اور ضعیف حدیث پر ناک منہ بناتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے امت کے ائمہ حدیث امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر معروف محدثین حدیث، ضعیف حدیث کو بلا تکلیف قبول کرتے آئے ہیں، مسند احمد اور صحاح ستہ وغیرہ میں بے شمار حدیثیں ضعیف ہیں، خود بخاری شریف بھی ضعیف حدیثوں سے بالکل خالی نہیں ہے، جیسا کہ اہل فن سے مخفی نہیں ہے۔

فرق یہ ہے کہ حلال کے فیصلے کیلئے یا عقائد اور صفات الٰہی کے ثبوت کیلئے ضعیف حدیث معتبر نہیں۔ لیکن مواعظ و قصص اور اعمال خیر کی فضیلت یا عتاب وغیرہ

کے بارے میں ہمیشہ ائمہ حدیث، ضعیف حدیث قبول کرتے آئے ہیں۔ اس میں کبھی اختلاف نہیں رہا۔

آج حال یہ ہے کہ دور حاضر کے بعض علماء نے ضعیف حدیثوں کو متقدمین کے حدیثی ذخیروں میں سے الگ کر کے ان کے مستقل الگ مجموعے تیار کر دیئے ہیں کہ فلاں کتاب کی صحیح حدیثیں یہ ہیں اور اسی کتاب کی ضعیف حدیثیں یہ ہیں کہ ان ذہن کے لوگوں کے سامنے جب کسی دینی مضمون پر کوئی ضعیف حدیث پیش کی جاتی ہے تو وہ اس حقارت سے اس کو رد کرتے ہیں کہ "یہ تو ضعیف حدیث ہے" گویا نا قابل التفات چیز ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

جب کہ یہ مشاہدہ ہے کہ خود ان کے معتمد علماء کا قول اگر کسی بات کی تائید میں پیش کر دیا جائے تو وہ اس کو بخوشی قبول کر لیتے ہیں، گویا ضعیف حدیث ان کے معتمد عالم کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

فالی اللہ المشتکی

یہ ایسی دیدہ دلیری اور ایسی سنگین (بے احتیاطی) ذہنیت ہے کہ امت مسلمہ میں آج تک کوئی اسکی جرأت نہیں کر سکا تھا۔

دوسری انتہا: اس کے ساتھ دوسری طرف یہ سنگین بے احتیاطی بھی ہمارے ہاں پائی جاتی ہے کہ فضائل کے نام پر موضوع و منکر روایات کو بھی درج کر لیا گیا ہے، جبکہ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حدیث موضوع کا ذکر کرنا قطعاً حرام ہے۔ الا یہ کہ اس کی حقیقت بیان کرنے اور اس کا موضوع و من گھڑت ہونا واضح کرنے کے لئے لکھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے محدثینؒ نے احادیث موضوعہ کے مستقل مجموعے تحریر کئے ہیں۔

صحیح طریقہ: صحیح طریقہ اور مسلک اعتدال یہ ہے کہ عقائد، صفات الٰہی، احکام حلال و حرام کے بارے میں تو جیسا کہ ہمیشہ سے اسلاف کا عمل رہا ہے کتاب اللہ یا صرف حدیث صحیح یا حسن کو دلیل بنایا جائے اور وعظ و تذکیر، اعمال کے فضائل و اجر و ثواب وغیرہ کے لئے حدیث ضعیف کو بھی قبول کیا جائے، لیکن کبھی بھی ضعیف

حدیث جب شدید درجے کی ضعیف ہو یعنی اس کے کسی راوی پر تہمت قسم کی جرح ہو تو اس کی روایت قبول کرنے میں احتیاط کی جائے اس لئے کہ وہ ضعیف کی حد سے گزر کر موضوع کے قریب پہنچ گئی ہے اور جہاں تک موضوع و من گھڑت حدیث کا تعلق ہے تو اس معاملے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

لیکن صرف ضعیف ہونا کسی حدیث کے رد کر دینے کیلئے کافی نہیں ہے۔ مطلقاً کسی حدیث کو اس کے ضعیف کی وجہ سے رد کر دینا رفتہ رفتہ فرار عن الدین کی راہ ہموار کرتا ہے، امید ہے کہ ملت کے باشعور حضرات اس مذکورہ خدشہ کو محسوس کریں گے اور ضعیف حدیث کو رد کر دینے اور پھر اس کے پس پردہ رفتہ رفتہ حدیث نبوی سے بغاوت کے چور دروازوں سے محفوظ ہونے کی کوشش کریں گے۔ جس طرح موضوع و من گھڑت بات اور غیر حدیث کو حدیث کہنا جرم ہے اور ہمیں اس معاملے میں احساس ہونا چاہیئے اسی طرح حدیث نبوی کو غیر حدیث کہہ کر رد کر دینا بھی بڑی سنگین بات ہے۔ ہمیں دونوں پہلوؤں پر نظر رکھنی چاہیے۔ (وفاق المدارس جنوری ۲۰۰۵)

یہی تلخ غلطی ہمارے ان محققین کی طرف سے ہوئی ہے جنہوں نے احادیث کو ضعیف قرار دے کر حیات عیسیٰ و نزول عیسیٰ علیہ السلام، خروج دجال و ظہور امام مہدی علیہ السلام کا انکار کر دیا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام متعلقہ احادیث ضعیف ہی نہیں ہیں بالفرض ضعیف بھی ہوں تو مسلمہ اصولوں کی روشنی میں وہ تواتر امت اور اجماع امت جیسے عظیم مؤیدات کی موجودگی میں ان کا ضعف برقرار نہیں رہتا۔

آپ پڑھیں گے کہ ہر دور میں ائمہ حدیث اور ائمہ فقہ و تاریخ نے ان عقائد کو شریعت و ایمانیات کا حصہ قرار دیا ہے۔ دعا ہے کہ ہماری یہ کاوش کسی مسلمان کے ایمان کے برقرار رہنے کا ذریعہ بن جائے۔ آمین

۱۵ شعبان ۱۴۲۶ھ
[illegible] ذیشان منزل
کوٹ لکھپت لاہور

آپ کا بھائی
محمد اسلم زاہد
مدرس، بیت العلوم لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔ اس نے ہمیں اپنی بندگی اور خدمت دین کیلئے پیدا کیا ہے۔ وہ ہم سے چاہتا ہے کہ اس کے سچے اور نیک بندے جو کچھ لے کر آئے اس پر ہمارا ایمان ہو اور دل سے یقین ہو۔ دل میں جن باتوں کو یقین سے جما لینے سے اعمال وجود میں آتے ہیں۔ انہی پختہ باتوں کو ایمان اور عقیدہ کہا جاتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے توحید و رسالت اور دیگر اہم امور کے ساتھ ساتھ امور آخرت کا یقین بھی ہے۔ جن میں قیامت اور قرب قیامت کی اہم علامات بھی شامل ہیں۔

"دجال" جس کی فتنہ انگیزیوں سے آنحضرت ﷺ نے خود بھی پناہ مانگی ہے حضرت نوح علیہ السلام کی زبان پر اس سے پناہ مانگنے کے الفاظ تھے۔ ہمارے نبی علیہ السلام نے امت کو بھی تعلیم دی ہے وہ اس سے بچنے کی دعا کرتی رہے اور اس کی چال بازیوں کے تمام راستوں سے روکا ہے، وہ کوئی افسانہ نہیں، حقیقت ہے۔ جس کے وجود اور اسلامی عقیدے کا حصہ ہونے پر ہم یہ مفصل بحث کریں گے اور ان سوالات کے جوابات ساتھ ساتھ دیتے رہیں گے جو مختلف مصنفین نے اٹھا کر مسلمانوں کے اس اہم عقیدے کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے اپنی اس کاوش کو اصول دین متین کے بیان کے ساتھ شروع کیا ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان کا فرض منصبی ہے کہ عقیدہ توحید و رسالت کو صحیح معنی و مفہوم کے ساتھ اپنائے رہے۔ نیز زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق اسلامی تعلیمات سیکھے اور اپنی زندگی کو اس نظام الٰہی کے مطابق گزارے، دوسروں کو اس کی دعوت دے اور اس نظام کے عملی قیام اور

غلبہ کیلئے انفرادی و اجتماعی کوشش کرتا رہے، تفہیم دین اسلام کے اصول و ضوابط کے بیان کے اس سلسلے میں ہم نے اپنے مادر علمی مدینہ منورہ کی عظیم یونیورسٹی کے فاضل اور عظیم مصنف، ڈاکٹر محمد الیاس فیصل کی کتاب سے چند اصولی باتیں کی ہیں کیونکہ ہم نے اپنے تمام دعووں (عقیدہ مہدی، خروج دجال، نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو ثابت کرنے کے لئے ان ہی اصول کو سامنے رکھا ہے۔ اس لئے پہلے ان کی قدرے تفصیل لکھی جا رہی ہے وہ لکھتے ہیں۔

یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ مسلمان کی یہ پوری زندگی کن اصولوں کی پابند ہو۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے اہل اختیار کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم میں باہم اختلاف ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا لیا کرو، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی خوشتر ہے۔

فقہ اسلامی کے چار اصول

اس آیت کے ذیل میں امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ دین کی سمجھ رکھنے والے حضرات کا کہنا ہے کہ شریعت کی چار بنیادیں ہیں:

(۱) قرآن کریم (۲) سنت مطہرہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔

أَطِيعُوا اللَّهَ سے مراد قرآن کریم ہے۔ أَطِيعُوا الرَّسُولَ سے سنت مطہرہ ہے۔ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ سے معلوم ہوا کہ اجماع امت حجت ہے اور

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

سے معلوم ہوا کہ قیاس حجت شرعیہ ہے۔ (تفسیر احمدی ج ۱ ص ۱۰۱ ص ۱۴۳ تا ص ۱۴۷)

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

وَاتَّفَقَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اَنَّ هٰذِهٖ هِیَ اُصُوْلُ الْاَدِلَّةِ وَاِنْ

خَالَفَ بَعْضُهُمْ فِی الْاِجْمَاعِ وَالْقِیَاسِ اِلَّا اَنَّهٗ شَذَّ

(ابن خلدون مقدمہ ص ۳۰۳ طبع دار البیان)

جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ بنیادی دلائل یہی چار ہیں گو کہ اجماع و قیاس میں بعض کو اختلاف ہے لیکن اس اختلاف کی حیثیت شذوذ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

(۱) قرآن:

یہ وہ ضابطہ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی دنیوی و اخروی کامیابی کیلئے پیغمبر اسلام ﷺ پر اتارا۔ جن لوگوں نے اس سے قاعدہ اٹھایا اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کو اس کے مطابق گزارا انہیں متقین کا لقب دیا گیا۔

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ ۲)

یہ کتاب کہ جس میں کوئی شبہ نہیں۔ متقین کیلئے ہدایت ہے۔

مسلمان کی زندگی کے تمام معاملات میں قرآن کریم کو اولین اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُکْمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ (شوریٰ ۱۰)

اور جس چیز میں تم اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے۔

(۲) حدیث شریف:

حدیث سے مراد رسول اکرم ﷺ کے ارشادات و معمولات ہیں۔ نیز حضرات صحابہؓ کے وہ افعال جو آپ ﷺ کی موجودگی میں ہوئے ہوں اور آپ نے اس پر کسی قسم کا انکار نہ کیا ہو اس عمل مفہوم میں حدیث کا تعلق وحی الٰہی سے ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم ۳،۴)

اور وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں نہیں کرتے۔ ان کا تو تمام تر
کلام وحی ہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

وحی قرآن اور وحی حدیث میں یہ فرق ہے کہ قرآن کریم کے مفاہیم و الفاظ اللہ تعالٰی کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ جب کہ حدیث میں صرف مفہوم و معنی کی وحی ہوتی تھی جس کا اظہار آنحضرت ﷺ کے ارشادات و معمولات سے ہوتا تھا۔ مختصر الفاظ میں قرآن کو وحی جلی اور حدیث کو وحی خفی کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں بعض مسائل کا ذکر مفصلاً ہے۔ بعض کا اجمالاً اور بعض مسائل وضاحت سے بیان ہوئے ہیں۔ جبکہ بعض کا اشارات میں ہوا ہے تو حدیث میں قرآنی علوم و معارف کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ (نحل ۴۴)

اور ہم نے آپ پر یہ نصیحت نامہ اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو
کھول کر ظاہر کر دیں جو ان کے پاس بھیجا گیا ہے۔

قرآن کریم میں حدیث شریف کے دلیل و حجت ہونے کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر ۷)

اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ
تمہیں روک دیں رک جایا کرو۔

الغرض معلوم ہوا کہ قرآن و سنت ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان قرآن کے ساتھ سنت کو بھی دلیل مانتے ہیں کہ اسی عقیدہ میں ان کی ہدایت و نجات کا راز ہے اور قرآن و سنت میں سے کسی ایک کی حجیت کا انکار گمراہی اور تباہی کا باعث ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَھُمَا
کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّتِیْ (مؤطا)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، جن کو تھامے رکھنے کے بعد

تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری سنت۔

۳۔ اجماعِ امت:

علماء وفقہاء امت کا کسی مسئلہ میں متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے۔ واضح رہے اجماع کا مرتبہ قرآن وسنت کے بعد ہے۔ اجماع کا تعلق ایسے نئے مسائل سے ہے جن کے اصول وقواعد قرآن وسنت میں ذکر ہوں لیکن تفصیلات اور کیفیت کا تعین نہ ہو یا پھر ایک ہی مسئلہ کی کیفیت میں مختلف قسم کے نصوص وارد ہوں اور ناسخ منسوخ کا تعین نہ ہو تو شواہد وقرائن کی روشنی میں علماء اُمت ایک جانب کو متعین کر دیتے ہیں، جیسے تکبیراتِ جنازہ کی تعداد میں اختلاف تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں چار تکبیروں پر حضرات صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔

الف: اجماع کی حجیت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ (النساء:۱۱۵)

اور جو کوئی بعد اس کے کہ اس پر ہدایت کی راہ کھل چکی ہے، رسولؐ کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے رستے کے علاوہ کسی اور رستے کی پیروی کرے گا، ہم اسے کرنے دیں گے، جو کچھ وہ کرتا ہے اور پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

ب: ارشادِ نبویؐ ہے۔

عن ابن عمرؓ انّ اللّٰہ لا یَجْمَعُ اُمَّتِی عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا اور اللہ رب العزت کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے جو جماعت سے

نکل گیا۔ وہ جہنم میں ڈال دیا گیا۔

ج: ابن قیم فرماتے ہیں:

وَلَمْ یَزَلْ اَئِمَّۃُ الْاِسْلَامِ عَلٰی تَقْدِیْمِ الْکِتَابِ عَلَی السُّنَّۃِ وَالسُّنَّۃُ عَلَی الْاِجْمَاعِ، وَجَعَلَ الْاِجْمَاعِ فِی الْمَرْتَبَۃِ الثَّالِثَۃِ. (ابن قیم اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۴۸ مطابق الاسلام)

ہمیشہ سے تمام ائمہ اسلام کا یہی مذہب رہا ہے کہ قرآن کا درجہ سنت سے پہلے ہے اور سنت کا مقام اجماع پر مقدم ہے اور اجماع تیسرے نمبر پر ہے۔

د: خود علامہ وحید الزمانؒ لکھتے ہیں:

وَالْاِجْمَاعُ الْقَطْعِیُّ حُجَّۃٌ وَمُنْکِرُہٗ کَافِرٌ

وحید الزمان نزول الابرار ج ۱ ص ۲ / کہ اجماع حجت اور دلیل ہے اور جو شخص اس کو حجت نہ مانے وہ کافر ہے۔ (الفاظ بتغییر)

چوتھی دلیل قیاس ہے جس سے ہم نے اس کتاب میں دلائل نہیں لئے اس لئے اس کی تفصیل کو چھوڑا جاتا ہے۔

قارئین! ان بنیادی شرعی اصولوں کا بیان اس لئے ضروری تھا کہ آج امت محمدیہ میں جتنے فتنے پھیلے ہیں، وہ غیر اصولی مطالعہ کتاب و سنت کی بنیاد پر وجود میں آئے ہیں۔ جبکہ دوں ائمہ اہل سنت والجماعت ان ہی ضابطوں کی روشنی میں راہ ہدایت پر ہیں اور امت کے لئے آفتاب و ماہتاب ہیں۔

دین اسلام کے خلاف ہر فرقہ ان اصولوں سے ہٹ جانے کی وجہ سے وجود میں آیا ہے۔ ہم نے یہ قواعد اس لئے لکھ دیے ہیں کہ قارئین ہر فتنے کی جڑ کو سمجھ سکیں۔ ہم نے جس کتابوں کے جواب کا ساتھ ساتھ تذکرہ کیا ہے، اس کے مصنف سرے سے اجماع امت کو ہی نا قابل اعتبار سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ احادیث دجال کی تحقیق میں پٹڑی سے اتر گئے ہیں۔

ان کے برخلاف ہم نے علی الترتیب تینوں دلائل کو سامنے رکھا ہے۔ قارئین محسوس کریں گے کہ دلائل اربعہ سے ہی سارا دین ثابت ہو جاتا ہے۔

اگرچہ ہمارا موضوع دجال کی آمد ہے لیکن احادیث جن میں دجال کا ذکر ہے ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر عام ہے۔ اس لئے ہم پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق قرآنی شواہد پیش کرتے ہیں جنہیں منکرین نے اپنی کتابوں میں بہت ہی غیر ذمہ دارانہ طریقے سے پیش کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا انکار کیا ہے۔

دجال سے پناہ مانگنے کی دعا

آنحضرت ﷺ کی دعا، جس میں آپ نے دجال سے پناہ مانگی:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نماز میں (تشہد کے بعد) یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ (بخاری شریف)

اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور کانے دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ زندگی کے فتنوں اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ اے پروردگار!

میں گناہوں سے اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ کی یہ دعا سن کر کسی کہنے والے نے کہا کہ "آپ کا قرض سے پناہ مانگنا بڑے تعجب کی بات ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "جب آدمی قرضدار ہوتا ہے تو باتیں بناتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔" (بخاری؛ مسلم)

دجال آخر زمانہ میں قیامت کے قریب پیدا ہوگا جو خدائی کا دعویٰ کرے گا اور لوگوں کو اپنے مکر و فریب اور شعبدہ بازیوں سے گمراہ کرے گا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے امت کو یہ دعا تلقین فرمائی جو کہ نماز میں پڑھی جاتی ہے اور ہر نماز میں یا نماز کے بعد اس عقیدے کی پختگی کے لئے مسلمان سے یہ الفاظ کہلوائے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ اور دجال کو مسیح کیوں کہتے ہیں؟

مظاہر حق شرح مشکوۃ میں ہے کہ دجال کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ ملی ہوئی ہوگی یعنی وہ کانا ہوگا یا کہ وہ ممسوح ہوگا۔ اس لئے اس مناسبت سے اسے "مسیح" کہا جاتا ہے۔ ممسوح کا مطلب ہے "تمام بھلائیوں نیکیوں اور خیر و برکت کی باتوں سے بالکل بعید، نا آشنا اور ایسا کہ جیسے اس پر کبھی ان چیزوں کا سایہ بھی نہ پڑا ہو" اور ظاہر ہے اتنی بری خصلتوں کا حامل "دجال" کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "مسیح" کہنے کی وجہ

اسی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب بھی مسیح ہے۔ جس کی اصل "مسیحا" ہے اور مسیحا عبرانی زبان میں "مبارک" کو کہتے ہیں یا یہ کہ مسیح کے معنی ہیں "بہت سیر کرنے والا" چونکہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں آسمان سے اتارے جائیں گے اور دنیا سے گمراہی ضلالت اور لڑائیوں کی جڑ

آچکا ہوگا اور پھر تمام عالم پر خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے حکمرانی کرنے پر مامور فرمائے جائیں گے اور اس سلسلہ میں آپ کو امورِ مملکت کی دیکھ بھال کرنے اور خدا کے دین کو عالم میں پھیلانے اور کانے دجال کو موت کے گھاٹ اتارنے کیلئے تقریباً پوری ہی دنیا میں پھرنا پڑے گا۔ اس لئے اس مناسبت سے مسیح (سیر کرنے والا) آپ کا لقب قرار پایا ہے۔

بہرحال لفظ مسیح کا اطلاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال ملعون دونوں پر ہوتا ہے اور دونوں کے درمیان امتیازی فرق یہ ہے کہ جب صرف ''مسیح'' لکھا اور بولا جاتا ہے تو اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی مراد لی جاتی ہے اور جب دجال ملعون مراد ہوتا ہے تو لفظ مسیح کو دجال کے ساتھ مقید کر دیتے ہیں یعنی ''مسیح دجال'' لکھتے اور بولتے ہیں۔ بعض عوام سے سننے میں آیا ہے دجال مسیح ہوگا کیونکہ اوپر والی دعا میں اسے مسیح کہا گیا ہے یہ غلط ہے ''مسیح'' کہنے کی وجہ بتا دی گئی ہے آگے حدیث میں آرہا ہے کہ وہ یہودی ہوگا۔

زمانۂ نبوت میں دجال کا عام تذکرہ

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے دجال یاد آ گیا خوف کی وجہ سے مجھے نیند نہ آئی۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں تسلی دی۔ (الفتح الربانی ص ۱۴۱)

اسی طرح حضرت حفصہؓ نے حضرت ابن عمرؓ کو بہت نصیحت کی کہ دجال سے بچے رہنا۔ (مسلم شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ دجال کا ذکر اور اس سے بچنے کی فکر عام تھی۔ اور اوپر متفق علیہ روایت گذری ہے اس میں آنحضرت ﷺ نے دعا میں چھ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی ہے۔ (۱) عذابِ قبر۔ (۲) فتنہ دجال۔ (۳) فتنۂ زندگی۔ (۴) فتنہ موت۔ (۵) گناہ۔ (۶) قرض۔

یہ چھ چیزیں اپنی ہیبت و ہلاکت اور دینی و دنیاوی خسران و نقصان کے باعث بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان چیزوں سے اگر خداوند تعالیٰ نے نجات دی اور اپنا فضل و

کرم فرمادیا تو دینی و دنیاوی دونوں زندگیاں کامیابی و کامرانی اور رحمت و سعادت کی ہم آغوش ہوں گی۔ اور خدانخواستہ کہیں کسی بدنصیب کو ان میں سے کسی ایک سے بھی پالا پڑ گیا، تو جانئے کہ اس کی دنیا بھی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت کی تمام سہولتیں اور آسانیاں اور وہاں کی رحمتیں اور سعادتیں بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گی اور وہ عذاب خداوندی کا مستحق ہوگا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے خود ان چیزوں سے پناہ مانگ کر اُمت کیلئے تعلیم کا دروازہ کھولا ہے کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے پروردگار سے ان سخت و ہیبت ناک چیزوں سے پناہ مانگتا رہے، تاکہ پروردگار اس کو ان سے محفوظ و مامون رکھے۔

عذاب قبر اور فتنۂ دجال یہ تو بالکل ظاہر ہیں۔ (ان میں سے فتنۂ دجال کی تشریح و توضیح آگے آرہی ہے)

زندگی کا فتنہ

البتہ "فتنۂ زندگی" یہ ہے کہ صبر و رضا کے فقدان کی وجہ سے زندگی کی مصیبتوں اور بلاؤں میں گرفتار ہو اور نفس ان چیزوں میں مشغول و مستغرق ہو جائے جو راہِ ہدایت اور راہِ حق سے ہٹا دیتی ہوں اور زندگی کو گمراہیوں و ضلالتوں کی کھائی میں پھینک دیتی ہوں۔ "فتنۂ موت" کا مطلب یہ ہے کہ "شیطان لعین حالت نزع میں اپنے مکر و فریب کا جال پھینکے اور مرنے والے کے دل پر وسوسوں و شبہات کے بیج بو کر اس کے آخری لمحوں کو جس پر دائمی نجات و عذاب کا دارومدار ہے برائی و گمراہی کی بھینٹ چڑھا دے، تاکہ اس دنیا سے رخصت ہوتے والا نعوذ باللہ ایمان و یقین سے نہیں بلکہ کفر و تشکیک کے ساتھ فوت ہو جائے۔ (العیاذ باللہ) اس طرح منکر نکیر کے سوالات کی سختی، عذاب قبر کی شدت اور عذاب عقبیٰ میں گرفتاری بھی موت کے فتنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے ہر مسلمان کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

لفظ "ماثم" یا تو مصدر ہے یعنی گناہ کا باعث ہے۔ بہرحال اس کا مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں سے خدا کی پناہ، جس کے نتیجے میں بندہ عذاب آخرت اور خدا کی

ناراضگی مول لیتا ہے یا ان چیزوں سے خدا کی پناہ، جو گناہ صادر ہو جانے کا ذریعہ ہیں یا جن کو اختیار کر کے بندہ راہِ راست سے ہٹ جاتا ہے اور ضلالت و گمراہی کی راہ پر پڑ جاتا ہے۔ (مظاہر حق ج ا ص ۱۲۶)

اس ارشادِ عالی میں آپ ﷺ نے جو دعا تلقین فرمائی ہے، وہ آج ہر مسلمان کی زبان پر ہونی چاہیے، تاکہ بڑے دجال سے پہلے چھوٹے دجالوں سے بھی اللہ کی پناہ مل جائے۔ دجال (بہت بڑا دھوکے باز) اپنے لغوی معنی میں یہ لفظ ان متشککین پر بھی صادق ہے جو امت کے اجماعی عقیدوں کو مشکوک پیدا کر کے انہیں راہِ حق سے ہٹا کر موت کے فتنے میں مبتلا کر رہے ہیں۔ اس لئے اس دعا میں ان عناصر سے پناہ مانگنے کی نیت بھی کر لینی چاہئے، جو فریب دے کر امت کو "دجال" سے بے خوف کر رہے ہیں۔

آنحضرت نے فرمایا سورہ کہف جو شخص جمعہ کے دن پڑھتا ہے اسے بھی ہر دجالی فتنہ سے بچا لیا جاتا ہے۔

قرآن کریم اور دجال کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بہت سی چیزیں بیان کی ہیں جن کی حضور ﷺ نے تصدیق فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا:

1. لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ (سورۃ انعام ۱۵۸)

اس دن کسی شخص کو ایمان نفع نہ دے گا، جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا نیکی نہ کی ہو۔

اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا:

2. طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا۔ وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ (صحیح مسلم حدیث ۲۹۸)

تین چیزیں ظاہر ہوں گی تو ایمان معتبر نہ ہوگا۔

(۱) سورج مغرب سے نکلنا۔

(۲) دجال کا خروج۔

(۳) دابۃ الارض۔ (بولنے والے جانوروں کا نکلنا)

۳۔ پہلی اور تیسری علامت کا بیان ہو چکا ہے، دوسری علامت قیامت دجال پر تفصیل آرہی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ

اور اہل کتاب میں ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے مسلمان ہو جائے گا۔ (النساء ۱۵۹)

ابن کثیر میں ہے، یہود کا ایمان قتل دجال کے بعد ہوگا۔

(ابن کثیر ج ۱ ص ۱۵۷)

اگرچہ اس آیت میں متعدد اقوال ہیں لیکن یہی راجح ہے۔۔۔۔

اور ابن کثیر نے اس کی تصدیق میں متعدد دلائل دیے ہیں۔

(مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے معارف القرآن ج ۲ ص ۲۵۸)

۴۔ تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۰۱ پر علامہ بغویؒ نے اس آیت کے ذیل میں دجال کے مذکور فی القرآن ہونے پر روشنی ڈالی ہے۔

والغرض بہت سے مفسرین نے اس آیت کے نزدیک میں دجال کی آمد کی خبر دی جا رہی ہے۔

اس کے بعد وہ آیات لکھی جا رہی ہیں جن میں ضمناً دجال کی آمد کا ذکر ہے۔ اور ان احادیث کا ذکر ہوگا جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور قتل دجال کا ذکر ہے۔

۵۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ

عَزِيزًا حَكِيمًا ○ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ○ (النساء)

اور ان کے قول کے سبب کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ انہوں نے اسے سولی پر چڑھایا بلکہ ان پر شبہ ڈال دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرنے والے بلاشبہ ان کے بارے میں شک میں ہیں اور ان کے پاس اس کا کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ مگر صرف گمان کی پیروی ہے۔ انہوں نے آپ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اللہ بڑا زبردست اور بڑا ہی حکمت والا ہے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں بچے گا جو ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے گا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جب دنیا میں نزول ہوگا تو اس وقت کے تمام لوگ ان کو اللہ کا رسول مان لیں گے اور قیامت کے دن آپ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے)۔

آیات بالا میں درج ذیل حقائق واضح ہیں:

(۱) عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

(۲) انہیں نہ کسی نے خود قتل کیا اور نہ ہی انہیں سولی پر چڑھا کر ختم کیا گیا۔

(۳) وہ لوگ جو ان کے متعلق قیاس آرائیاں کرتے ہیں، شک میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو ہر چیز پر قادر و غالب ہے، جس کی قدرتیں انسانوں کی فہم و فراست اور عقل و فکر سے بالاتر ہیں اور جس کی حکمت کی تہ تک پہنچنے میں ہر فرد بشر قاصر و عاجز ہے۔ اس نے اپنی کامل حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ ہی اٹھا لیا اور دشمنوں کیلئے شبہ ڈال دیا گیا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ہم شکل شخص کو قتل کر دیا اور انہیں اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ پروردگار نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بلا لیا اور وہ زندہ ہیں اور آسمانوں پر باقی ہیں۔ قیامت کے قریب اتریں گے۔

(ابن کثیر)

دجال کا ذکر قرآن کریم میں صراحتاً کیوں نہیں ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ اس سے شدید نفرت کی وجہ سے اللہ نے اس کا نام نہیں لیا۔ ہاں! اپنے نبیوں کے ذریعے بنی آدم کو مطلع فرمایا ہے فرعون کا ذکر اس لئے ہے کہ اس کا واقعہ گزر چکا ہے اب کوئی دعویٰ الوہیت کرے، تو اس سے نفرت کرنا ہوگی۔ یہی جواب حافظ ابن حجرؒ نے اور یہی امام بلقینیؒ نے دیا ہے۔

اور مثال یاجوج ماجوج کی دی ہے۔ (تلخیص البیان فی القرآن ،الاسلام، ص ۱۳۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر غلط استدلال

قارئین کرام! پوری تفصیل کے ساتھ پڑھیں گے کہ قرآن کریم احادیث متواترہ اور اجماع اُمت کے قطعی اور یقینی دلائل اور براہین سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء ان کی حیات اور نزول الی الارض یعنی زندہ آسمانوں پر جانا اور اب قیامت میں زمین پر واپس آنا ثابت ہے۔ اب اس باب میں آپ بعض کم فہم کج بحث ضدی اور نہایت ہی سطحی ذہن رکھنے والے ملاحدہ اور زنادقہ کا استدلال اور اس کا رد بھی ملاحظہ کر لیں۔ آپ پڑھیں گے کہ کس کمال استدلال سے قرآنی مفہوم کو ہمارے استاذ مکرم مدظلہ نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ دجال (دھوکا باز لوگوں کا یہ طریقۂ واردات ہے) کہ وہ کتاب کتاب وحقت کا ترجمہ کرتے وقت دیگر آیات واحادیث کو نظر انداز کرتے ہیں۔

کیونکہ تقابل سے ہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ بے دین جب کہتے ہیں کہ آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے بلکہ وہ فوت ہو گئے اور اسی زمین میں دفن ہیں اور نہ ہی قیامت سے پہلے دیگر مردوں کی طرح اٹھ سکیں گے۔ اس ضمن میں وہ خروج دجال اس کی فتنہ خیزیوں اور ان سے بچنے والی دعاؤں، قتل دجال اور تنفیذ ارضی ؟ عیسیٰ کے بعد نفاذ اسلام کا انکار بھی کرتے ہیں اور مذاق بھی اڑاتے ہیں ایسے ہی لوگوں کی تحریروں سے مرزائیت کو تقویت ملتی ہے اور وہ خلاف اسلام عقائد کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔

الغرض نزول عیسیٰ کا عقیدہ متزلزل ہو جائے تو قرب قیامت کی بہت سی علامات سے ایمان ہٹ جاتا ہے جو اہل کفر کا اصل مقصود ہے کہ مسلمان غفلت والی زندگی میں پڑ جائے۔

قرآن کریم کی رہنمائی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (پ ۳ آل عمران ۵۵)

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (علیہ السلام) میں تجھے
پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف (آسمان پر) اٹھانے والا
ہوں۔

مفسر قرآن امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:
ملحد یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس نص قطعی میں مُتَوَفِّيكَ کا جملہ ہے اور اس کا معنی وفات ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے وفات دیتا ہوں اور تجھے (یعنی تیری روح کو) اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں اور یہ ملحدین کہتے ہیں کہ اس کا معنی ترجمان القرآن حضرت عبداللہؓ بن عباس نے کیا ہے۔ چنانچہ بخاری جلد ۲ ص ۶۶۵ میں ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مُتَوَفِّيكَ اي مُمِيتُكَ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے۔

صرفی ولغوی تحقیق

الجواب: ان ملحدین کا یہ استدلال قطعاً باطل اور یقیناً مردود ہے۔ اولاً اس لئے کہ متوفیک کا مجرد مادہ وفات نہیں بلکہ وفی ہے اس کے معنی عربی لغت میں پورا پورا دینے اور لینے کے ہیں۔ وفاء ایفاء اور استیفاء اس معنی کیلئے بولے جاتے ہیں اور الکریم اذا وعد وفی مشہور محاورہ ہے تمام کتب عربی زبان کی اس پر شاہد ہیں اور چونکہ موت کے وقت بھی انسان اپنی اجل اور مقدر عمر پوری کر لیتا ہے اور اس کی روح واپس لے لی جاتی ہے، اس مناسبت سے یہ لفظ بطور مجاز کے موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے نیند کیلئے یہ لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ
(۷ پ ۷ الانعام ۷)

اور وہی ہے کہ (سلا کر) قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں اور

جاتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو دن میں۔

اس آیت کریمہ میں توفّی کا لفظ مجازاً نیند پر اطلاق ہوا ہے اور مشہور ہے۔ المجاز قنطرة الحقيقة کہ مجاز حقیقت کا پل ہے جب راستہ بالکل ہموار اور سڑک بالکل سیدھی ہو تو اس پر پل بنانا اور پھر اس کو عبور کرنا صرف احمقوں اور دیوانوں کا کام ہے۔ عقلمندوں کا نہیں اور جب یہ مزید کے ابواب میں استعمال ہوتا ہے تو مجرد کے معنی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ نظر انداز نہیں کیا جاتا مثلاً جب یہ باب افعال میں آتا ہے۔ او فانی فلان دراهمی تو معنی یہ ہوتا ہے کہ فلاں نے میرے درہم مجھے پورے پورے دے دیئے اور جب باب تفعیل میں آتا ہے وفی یوفی توفیة تو اس کا معنی پورا پورا دینے کا ہوتا ہے اور قرآن کریم میں متعدد مقامات میں اس باب (تفعیل) میں یہ استعمال ہوا ہے۔ (توضیح المرام)

دیگر آیات میں توفّی کے معنی

لغوی اور صرفی تحقیق کے بعد استاذ محترم نے انہیں الفاظ قرآنی کے دیگر آیات میں استعمال کو اپنا مستدل بنایا ہے۔ اور اہل سنت والجماعت کے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے امت کے متفقہ اصول پر چلتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) جس رکوع میں متوفیک کا جملہ موجود ہے، اسی رکوع میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں فيوفيهم اجورهم (آل عمران ۶، پ ۳ آل عمران ۶) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا بدلہ اور حق دے گا اور دوسرے مقامات میں ہے۔

(۲) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ (زمر ۸، پ ۲۴، ز ۸)

اور ہر نفس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(۳) فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ (پ ۱۸، النور ۵)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا پورا حساب پہنچا دیا۔

(۴) وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ (پ ۲۶، الاحقاف)

اور تاکہ ان کے اعمال کا ان کو پورا پورا بدلہ دے۔

(۵) وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (پ ۴، آل عمران ۱۹)

اور پختہ بات ہے کہ تم کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔

(۶) فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ (آیت پ ۶، النساء ۱۷۳)

پس ان کو ان کا پورا پورا بدلہ اور ثواب دے گا۔

قرآن کریم کے ان تمام مقامات پر یہ لفظ باب تفعیل میں استعمال ہوا ہے اور اس میں "پورا پورا دینے کا مفہوم" اور معنی شامل ہے اور یہ لفظ جب باب تفعل میں آئے تو اس کا مصدر تَوَفِّي آتا ہے اور اس کا معنی پورا پورا قبض کرنا اور پورا پورا وصول کرنا اور پورا پورا لینا ہوتا ہے۔

اس کے بعد استاذ مکرم نے ایمانداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلف صالحین، مفسرین کے اقوال اہل سنت کی تائید میں لائے ہیں، فرماتے ہیں، اسی حقیقی معنی کو ملحوظ رکھ کر مفسرین کرام یہ معنی کرتے ہیں۔

اقوال مفسرین رحمہم اللہ

(۱) امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (المتوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ

ان التوفي هو القبض يقال وفاني فلان دراهمي و اوفاني و توفيتها منه الخ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

توفی کا معنی وصول کرنا ہے۔ محاورہ ہے کہ فلاں نے مجھے میرے درہم پورے پورے دے دیئے۔

ہم نے استاذ مکرم مدظلہ کے ایک حوالہ تفسیر پر اکتفا کیا ہے۔ حضرت نے امام رازی، علامہ آلوسی، ابوحیان اندلسی، امام فراء، امام قرطبی، حضرت قتادہ، امام جریر طبری اور دیگر مفسرین کے اقوال اپنی تائید میں لکھے ہیں شائقین ان کی کتاب "توضیح المرام" کا مطالعہ کریں۔

قارئین نے ملاحظہ کر لیا کہ قرآن کریم حدیث شریف۔ لغت عربی، اجماع

امت اور امت مسلمہ کا ہر علمی طبقہ وہ حضرات محدثین ہوں یا فقہائے حضرات متکلمین ہوں یا صوفیائے وغیرہم سب کے سب اس معنی پر متفق ہیں۔

جملہ اہل اسلام اس کو بخوبی جانتے ہیں کہ ختم نبوت کے عقیدہ کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء، ان کی حیات اور پھر نزول الی الارض بھی قطعی اور محکم دلائل سے ثابت ہے جو کسی تاویل کا محتاج نہیں۔ لہٰذا جو طبقہ اور گروہ ایسے بنیادی عقیدوں کا انکار یا تاویل کر کے کافروں میں شامل ہونا چاہتا ہے تو بڑے شوق سے ایسا کرے اسے کون روک سکتا ہے؟

اور اس مسئلے پر بے شمار کتابیں آ چکی ہیں لیکن ہٹ دھرمی کا کیا علاج؟

ان سب دلائل کے مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو ایسے نام نہاد محققین اور ان پر یقین رکھنے والوں کے ایمان کا کیا بنے گا؟ اور وہ جب ان کی آمد کے منتظر ہیں۔

جبکہ قرآن و سنت اجماع امت سے یہ بات بالکل عیاں ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء، ان کی حیات اور قیامت سے پہلے ان کا زمین پر نازل ہونا نصوص قطعیہ و قرآنی آیت سے ثابت ہے جس کا انکار کافر ملحد اور زندیق کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ باطل پرستوں پر براہین قطعیہ اور دلائل ساطعہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا وہ اپنی انا اور ضد پر قائم رہتے ہیں بھلا شیطان کی ہدایت کس کے بس میں ہے؟

بدلنا ہے تو مے بدلو طریق مے کشی بدلو
وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہوگا؟

حدیث رسول ﷺ میں قتل دجال کا ذکر

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء، ان کی حیات اور نزول الی الارض اور قتل دجال کے سلسلہ میں اس سے پہلے کتب تفسیر وغیرہ سے مضبوط اور صریح حوالے قارئین کرام پڑھ چکے ہیں اور قرآن کریم کی آیت کریمہ اور اس کی تفسیر بھی

ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب اس باب میں چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے اور آپ حضرات زیر نظر کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء، حیات اور نزول الی الارض کی احادیث متواتر ہیں سب کا استیعاب واحصاء مطلوب نہیں صرف بعض احادیث کا بطور نمونہ ذکر کرنا مقصود ہے۔ جن سے معلوم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کر کے اس کے برپا کئے ہوئے فتنوں سے امت کو نجات دیں گے۔

پہلی حدیث:

حضرت ابوہریرہؓ (عبدالرحمٰن بن صخر المتوفی ۵۸ھ) روایت کرتے ہیں کہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی
نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا
عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب
ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد وحتی تکون
السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول
ابوھریرۃ واقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا
لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شھیداً

(بخاری جلد ۱ ص ۴۹۰ والالفاظ لہ وابن ماجہ ص ۳۰۹ ومسند احمد جلد ۲ ص ۲۴۰ ومسلم جلد ۱ ص ۸۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور بضرور تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے، حاکم اور عادل ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی کو موقوف کریں گے اور مال بکثرت تقسیم کریں گے۔ یہاں تک کہ مال قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو تو اس کی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔ یہ پڑھو (جس کا ترجمہ ہے)

اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا ضرور بضرور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لائے گا اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر گواہ ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ اگر بغیر قسم اٹھائے بھی فرما دیتے تو اس میں کوئی شک و شبہ نہ ہوتا مگر اس حدیث میں آپ ﷺ نے قادر مطلق ذات کی قسم اٹھا کر اور پھر لیوشکن کے جملہ میں لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ سے اس کو نہایت ہی مؤکد کر کے فرمایا ہے کہ لامحالہ اور ضرور تم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے اتنی اور ایسی تاکیدات کے علی بیان میں کون عقلمند نبی معصوم ﷺ کے ارشاد میں شک کر سکتا ہے؟ صرف وہی کرے گا جو ایمان اور عقل و بصیرت سے کلیۃً محروم ہوگا۔

عمل ان سے ہوا رخصت عقیدوں میں خلل آیا
کوئی پوچھے کہ ان کے ہاتھ کیا نعم البدل آیا

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۶ ص ۳۹۱ ص ۴۹۲)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہو کر حقیقۃً صلیب توڑیں گے اور نصاریٰ پر یہ واضح کریں گے کہ تم صلیب کی تعظیم کرتے رہے اور میں اس کو توڑ کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ تعظیم کے قابل نہیں بلکہ نیست و نابود کرنے کے لائق ہے اور اسی طرح نازل ہونے کے بعد خنزیر کو قتل کر کے عیسائیوں پر یہ ظاہر کریں گے کہ تم اس کو حلال سمجھتے رہے اور اس سے محبت کرتے رہے اور میں اس کے وجود کو ہی ختم کر رہا ہوں اور جب کافر ہی نہ رہے تو قتال اور جہاد کس سے کیا جائے گا؟ اور جب اہل کتاب اور دیگر ذمی کفار ہی نہ رہے تو جزیہ کس سے وصول کیا جائے گا؟ اس لئے ان کی آمد کے بعد جو لڑائی اور جزیہ موقوف ہو جائے گا اور ظلم و جبر مٹ

جائے گا اور عدل و انصاف کے نفاذ اور زمین کی برکات کی وجہ سے کوئی غریب اور محتاج نظر ہی نہ آئے گا تا کہ اس کو مال دیا جائے اور وہ مال قبول کرے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول بڑی برکت ہوگی گویا وہ یوں گویا ہوں گے۔

نے جو اس کو اسے تحیر، جو اس کو برتے اسے تردد

ہماری نیکی اور ان کو برکت، عمل ہمارا، نجات ان کی

(توضیح المرام)

ہم نے ایک حدیث کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے اس کے علاوہ حضرت شیخ مدظلہ نے مسلم ج ۱ ص ۸۷۔ مسند احمد ج ۳ ص ۳۴۵، تیسری حدیث مسلم ج ۲، ص ۴۰۱، ترمذی ج ۲، ص ۴۷۔ ابن ماجہ ص ۳۰ و مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۴۹۳ پر ہے اور چوتھی حدیث مسلم جلد ۲ ص ۴۰۳ و مسند احمد ج ۴ ص ۱۶۶ و مستدرک ج ۴ ص ۵۴۳ و کنز العمال ج ۷ ص ۲۵۸ پر ہے۔ ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو زرد کپڑوں میں ملبوس اور فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق میں سفید مینار پر حضرت عروہ بن مسعود کی شکل میں اتریں گے۔ دجال جو چالیس دن رہ کر گمراہی پھیلا چکا ہوگا۔ اسے طلب کر کے قتل کریں گے۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور اجماعِ امت

منکرین حدیث نے قربِ قیامت کے متعلق مسلمانوں کے مرکزی عقیدے کو بے بنیاد قرار دے کر بہت بڑی زیادتی کی ہے کہ امت مسلمہ میں اول سے آخر تک ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ اہل السنت والجماعت نے نزولِ عیسیٰؑ کے عقیدہ کو کبھی بھی عقائد سے خارج کیا ہو۔ ظلم یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے ہیں اور علم و عمل کی پہچان بننے کے لئے علماء راسخین علم سے بھی اپنے آپ کو منسوب کرتے باز نہیں آتے، ایک صاحب تو لکھتے ہیں کہ اجماعِ امت کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔

ان کی زہر افشانی کے مسموم اثرات سے امت کو بچانے کیلئے پہلے ہم نے اجماعِ امت کا قابل دلیل ہونا تحقیقا ہے اور اب ہم قرآن و حدیث کے بعد اجماع

امت کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں۔

مولانا محمد سرفراز صفدر لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول من السماء کا عقیدہ ضروریات دین میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات ائمہ مجتہدینؒ حضرات فقہاء اسلامؒ حضرات محدثینؒ حضرات مفسرین کرامؒ اور حضرات صوفیاء عظامؒ وغیرھم بھی ان بزرگان دین اس عقیدہ کو عقائد اور ایمانیات میں شامل کرتے ہیں اور صریح اور واضح الفاظ میں اس کو حق اور ایمان کہتے ہیں چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت امام ابو حنیفہ (الامام الاعظم نعمان بن ثابتؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں:

ونزول عیسی علیہ الصلوۃ والسلام من السماء
حق کائن۔ (الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی القاری ص ۱۲۵ طبع کانپور)

کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا حق اور یقیناً ہونے والی چیز ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اپنی مختصر کتاب "الفقہ الاکبر" میں جس میں انہوں نے مختصر طور پر اصولی اور بنیادی عقائد اور فقہی اصول کا ذکر کیا ہے یہ بھی واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا حق اور ضروری ہے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ الفقہ الاکبر حضرت امام ابو حنیفہؒ ہی کی تالیف و تصنیف ہے (ملاحظہ ہو فہرست لابن ندیم ص ۲۹۸ اور مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ لطاش کبری زادہؒ جلد ۲ ص ۲۹) معتزلہ وغیرہم نے الفقہ الاکبر کے امام ابو حنیفہؒ کی تالیف ہونے کا انکار کیا ہے مگر ان کا قول تاریخی طور پر مردود ہے۔ (دیکھئے مفتاح السعادۃ جلد ۲ ص ۲۹)

(۲) امام ابو جعفر الطحاویؒ (احمد بن محمد بن سلامۃ الازدی المتوفی ۳۲۱ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

ونؤمن بخروج الدجال ونزول عیسی بن مریم

علیہما السلام من السماء الخ

(عقیدۃ الطحاویۃ ص ۸ ومع الشرح ص ۲۲۴)

ہم دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔

چونکہ قرآن کریم کے قطعی اولہ احادیث متواترہ اور اجماع امت سے دجال کا خروج اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نزول ثابت ہے۔ اس لئے امام اہل السنت والجماعت اور فقہ میں وکیل احناف امام طحاویؒ نومن کے الفاظ سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا تسلیم کرنا عقیدہ اور ایمان میں داخل ہے۔

(۳) مشہور اور نامور محدث قاضی عیاضؒ (ابوالفضل عیاض بن موسیٰ المتوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ

نزول عیسٰی علیہ السلام وقتله الدجال حق وصحیح عند اهل السنة للاحادیث الصحیحة فی ذلک ولیس فی العقل والشرع ما یبطله فوجب اثباته۔ اھ

(بحوالہ نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۴۰۳)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نازل ہونا اور ان کا دجال کو قتل کرنا اہل السنت والجماعت کے نزدیک اس سلسلہ میں وارد احادیث صحیحہ کی بنا پر حق اور صحیح ہے اور عقل وشرع میں اس کے باطل کرنے کیلئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا اثبات واجب اور ضروری ہے۔ (ہم مودودی صاحب اور نذیر میرٹھی صاحب کے علم کے لئے وضاحت کررہے ہیں کہ فقہاء اسلام جب بھی اہل السنت کا لفظ لکھتے ہیں تو اس سے مراد ائمہ اربعہؒ اور ان کے متبعین ہوتے ہیں)

علامہ موصوفؒ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کو اہل السنت والجماعت کا عقیدہ بتاتے اور حق کہتے ہیں۔

(۴) امام اہل السنت والجماعت الشیخ ابوالحسن الاشعریؒ (علی بن اسماعیل اسحاق بن

علامہ اشعری المتوفی ۳۳۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ

واجمعت الامة علی ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ
علیہ السلام الی السماء

(کتاب الابانہ عن اصول الدیانۃ ص ۴۶)

وہ کتابیں جو نزولِ عیسیٰ و قتلِ دجال پر لکھی گئیں

ان کے علاوہ بے شمار محققین اہلِ سنت نے اجماعِ امت اور تواتر کے دلائل سے کتابیں لکھی ہیں۔ جو تمام نہاد مصنفین کے ہاتھوں میں ضرور آئی ہوں گی لیکن جب ارادہ ہی کفر کی وکالت کا ہو تو کوئی کیا کرے؟ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) عقیدۃ اھل الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام (للشیخ العلامۃ المحدث عبداللہ الصدیق الغماری)

(۲) ازالۃ الشبہات العظام فی الرد علی منکر نزول عیسیٰ علیہ السلام (الشیخ محمد علی اعظم)

(۳) اعتقاد اھل الایمان بالقرآن بنزول المسیح علیہ السلام فی نزول آخر الزمان (للشیخ العلامۃ محمد العربی التبانی المغربی)

(۴) التوضیح فی ما تواتر فی المنتظر والدجال والمسیح (للقاضی الشوکانی)

(۵) الجواب المقنع المحرر فی الرد علی من طغی وتجبر بدعوی انہ عیسیٰ او المہدی المنتظر (للعلامۃ الشیخ حبیب اللہ الشنقیطی)

(۶) نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرۃ (للعلامۃ محمد زاھد الکوثری)

(۷) الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی و المسیح

(لحکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی)

(۸) عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام

(للعلامہ المحدث السید محمد انور شاہ الکشمیری)

(۹) تحیۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام

(للعلامۃ المحدث السید محمد انور شاہ الکشمیری)

(۱۰) توضیح المرام (مولانا محمد سرفراز صفدر)

یہ دونوں آخری کتابیں خالص علمی اور دقیق کتابیں ہیں۔ جن میں کتابوں کے حوالوں کا انبار لگا دیا گیا ہے اور دونوں عربی میں ہیں۔ ان سے استفادہ صرف جید اور کہنہ مشق مدرس قسم کے علماء ہی کر سکتے ہیں۔ دوسرے حضرات کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہ حضرت کے رفع درجات کی دعا ہی کریں کہ انہوں نے بہت بڑا علمی خزانہ جمع کر دیا ہے۔ ذرا بھی عقل و شعور رکھنے والا گمراہ نہ ہوا اور قیامت تک بھی کوئی جھوٹا دعویٰ مسیحیت کرے یا مہدویت یا دجال ہی بن کر آ جائے بہرحال پہچانا جائے گا۔

قتل دجال سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کے اترنے کی جگہ

حضرت حذیفہؓ کو آنحضرتؐ نے بہت سے فتنوں کی خبر دی تھی۔ ان سے مروی احادیث متواترہ ہیں اور ان میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور مکان نزول کی واضح دلالت ہے کہ شام بلکہ دمشق میں مشرقی مینار پر صبح کی نماز کے وقت ان کی تشریف آوری ہوگی اور یہ سفید مینار تراشے ہوئے پتھروں سے اس دور میں ۱۱ء۷۴ھ میں جامع اموی میں بنایا گیا ہے۔ اس سے قبل وہ مینار تھا جو آگ لگنے کی وجہ سے مسمار کر دیا گیا تھا اور یہ آگ نصاریٰ (جن پر تا قیامت اللہ تعالیٰ کی لگاتار لعنتیں برستی رہیں گی) بدکرداری اور خبث باطن کی طرف منسوب ہے (کہ انہوں نے اسلام کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے آگ لگائی)

میرے استاذ مولانا محمد سرفراز مدظلہ فرماتے ہیں کہ بحمد اللہ تعالیٰ راقم الحروف نے ۵ محرم ۱۳۹۴ھ میں حج سے واپسی کے سفر میں دمشق کے سوق حمیدیہ میں جامع اموی

کے مشرقی طرف اپنی آنکھوں سے یہ سفید مینار دیکھا ہے۔

اور حافظ ابن کثیرؒ ہی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسٰی بن مریم علیہما السلام قبل یوم القیٰمۃ اماماً عادلاً وحکماً مقسطاً

(تفسیر ابن کثیر جلد۳ ص ۱۳۲، ۱۳۳)

بلاشبہ آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے امام عادل اور منصف حاکم ہو کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔ معلوم ہوا کہ قتل دجال کے بعد وہ مکمل حکومت اسلامی کا نفاذ کریں گے اور اس سے پہلے قرآنی آیت کی روشنی میں گذر چکا ہے کہ یہود جیسی عیار قوم بھی ان پر ایمان لے آئے گی۔

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے:

حضرت نواسؓ بن سمعان الکلابی (المتوفی ھ) کی طویل حدیث (مسلم جلد۲ ص ۴۰۱ و ترمذی جلد۲ ص ۴۷ رقیہ ۱۵ عہد بدل از بعث وابن ماجہ ص ۲۹۷ و مستدرک جلد۴ ص ۴۹۲ وقال الحاکم والذہبی علی شرطہما)

اسی حالت میں (کہ ایک نوجوان دجال سے برسرِ پیکار ہوگا) یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو (آسمان سے) بھیجے گا اور وہ دو زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس اور دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق میں سفید مینار پر نازل ہوں گے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ سفید مینار آج بھی دمشق میں مشرقی سمت میں موجود ہے۔
(شرح مسلم جلد۲ ص ۴۰۱)

یہاں تک دلائل سے معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت عیسٰی علیہ السلام اتریں گے۔ کس طرح کہاں یہ واقعہ ہوگا سوالوں کا جواب ہو چکا اب سب سے پہلے فریضہ نماز ادا فرمائیں گے، تو اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نماز کے امام ہوں گے آگے

اس کی وضاحت ہے۔

نزولِ عیسیٰ کے وقت امام مہدی کی امامت

حضرت ابو امامۃ الباہلیؓ (صدی بن عجلان الباہلی ۸۶ھ) کی طویل حدیث میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کے خروج اور قربِ قیامت کی علامت بیان فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ

فبینما امامهم قد تقدم یصلی بهم الصبح اذ نزل
علیهم عیسی بن مریم الصبح فرجع ذالک الامام
ینکص یمشی القهقری لیقدم عیسی علیه السلام
یصلی فیضع عیسی علیه السلام یده بین کتفیه ثم
یقول له تقدم فصل فانها لک اقیمت فیصلی بهم
امامهم الحدیث۔

(ابن ماجہ ص ۳۰۸ واسنادہ قوی التصریح بما تواتر فی نزول المسیح علیہ السلام ص ۱۵۶ اور حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو استدلال کے طور پر پیش کیا ہے فتح الباری جلد ۶ ص ۳۹۴)

لوگ اس حالت میں ہوں گے کہ ان کا امام صبح کی نماز کیلئے آگے کھڑا ہوگا اور صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے وہ امام اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹنا شروع کرے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھانے کیلئے آگے کرے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امام کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھیں گے اور پھر فرمائیں گے تو ہی آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھا، کیونکہ یہ نماز تیرے لئے قائم کی گئی ہے۔ تو وہ امام ان کو نماز پڑھائیں گے۔

حافظ ابن حجرؒ نقل کرتے ہیں کہ

تواترت الاخبار بان المهدی من هذه الامة وان عیسی علیه السلام یصلی خلفه الخ۔ (فتح الباری جلد ۶ ص ۳۹۴)

متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اسی اُمت میں سے

ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

وہ نماز فجر کے وقت اتریں گے

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص (المتوفی ۵۱ھ) سے مرفوع روایت ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وینزل عیسیٰ بن مریم علیہما السلام عند صلوٰۃ الفجر فیقول امیرھم یاروح اللہ تقدم صل فیقول ھذہ الامۃ امراء بعضھم علی بعض فیقدم امیرھم فیصلی الحدیث۔

(مسند احمد جلد ۴ ص ۲۱۶ مستدرک جلد ۴ ص ۴۷۸ و مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۳۴۲)

اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز کے وقت نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کے امیر (جو حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے) ان سے فرمائیں گے اے روح اللہ آگے بڑھیے اور نماز پڑھائیے۔ وہ ارشاد فرمائیں گے کہ اس امت (محمد یہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کے لوگ بعض بعض پر امراء ہیں تو ان کے امیر آگے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔

یہ حدیث بھی امام حاکمؒ اور علامہ ہیثمیؒ وغیرہ محدثین کی تصریح کے مطابق صحیح ہے اور اس سے بھی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا واضح الفاظ میں نزول اور وقت نزول مذکور ہے کہ فجر کا وقت ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے مسلمانوں کا حال کیا ہوگا۔۔۔؟

ہم یہ ثابت کر آئے ہیں امام مہدی علیہ السلام کفار سے برسرپیکار ہوں گے اور مسلمان ان کا ساتھ دے رہے ہوں گے دجال آ چکا ہوگا۔

حضرت سمرۃؓ بن جندب (المتوفی ۵۹ھ) کی طویل اور مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دجال لعین کے خروج کے وقت خراب حالات اور مسلمانوں کی پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

فیتزلزلون زلزالاً شدیداً فیصبح فیهم عیسی بن مریم علیهما السلام فیهزمه الله تعالیٰ و جنوده الحدیث.

(مستدرک جلد ۴ ص ۵۴۳ قال الحاکم والذہبی علی شرطہما و مسند احمد جلد ۵ ص ۱۲)

اس وقت لوگوں کے اندر شدید قسم کے زلزلہ کی سی کیفیت ہوگی اور صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے، سو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا۔

خروج دجال کے وقت مسلمانوں کی خوراک

حضرت عائشہؓ کی مرفوع روایت میں ہے کہ دجال کے خروج کے وقت بہترین مال اور ذخیرہ وہ قوی جوان ہوگا جو اہل خانہ کو پانی مہیا کر کے پلائے۔

واما الطعام فلیس قالوا فما طعام المؤمنین یومئذ قال التسبیح والتکبیر والتهلیل الحدیث رواه احمدؒ وابو یعلیٰؒ ورجاله رجال الصحیح. (مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۳۳۵)

خوراک تو بہرحال نہیں ہوگی صحابہؓ نے کہا کہ اس وقت مومنوں کی خوراک کیا

ہوگی؟ فرمایا کہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ (یہی تسبیحات ان کی خوراک ہوگی) یہ تسبیحات مومنین کے ایمان کو بھی قائم رکھیں گی اور ان کے ذریعے وہ اپنی جسمانی بھوک کو بھی مٹائیں گے لیکن دجال کے فریب میں نہیں آئیں گے آج بھی اہل ایمان ان تسبیحات کو پڑھتے ہیں اور منکرین ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے بھی ہیں اور لکھتے بھی ہیں کہ تسبیحات سے کیا ہوتا ہے؟ خود مودودی صاحب نے اپنی تحریروں میں خانقاہی نظام تسبیح و تقدیس کو نشانہ بنایا ہے۔

مسلمان مسلسل اپنے اہل علم امراء کی نگرانی میں دین اسلام کو پھیلانے اور کفر کو مٹانے پر ڈٹے رہیں گے۔ حتیٰ کہ ادھر حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا ادھر مسلمان ہند کے بڑے بڑے گروں کو بیڑیوں میں جکڑ کر خود شام میں حضرت کے پاس حاضر ہو جائیں گے اور عہد وفا کریں گے۔

مجاہدین کی جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں

مولانا صفدر مدظلہ لکھتے ہیں:

ایک وقت آئے گا کہ مجاہدین اسلام کا لشکر وہ ہندیا کے حکمرانوں کو ہتھکڑیوں اور زنجیروں میں طوق ڈال کر اور جکڑ کر لائے گا اور اللہ تعالیٰ اس لشکر کے سارے گناہ معاف فرما دے گا، جس وقت وہ لشکر کامیابی کے ساتھ واپس لوٹے گا تو اس وقت وہ لشکر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ملک شام میں دیکھے گا اور حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی ایک حدیث یوں ہے کہ

قال رسول اللہ ﷺ لا تزال عصابة من امتی علی الحق ظاهرين على الناس لا يبالون من خالفهم حتى ينزل عيسى بن مريم۔

(تاریخ ابن عساکر جلد ا ص ۵۲۸ و کنز العمال جلد ۷ ص ۲۶۸)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم اور لوگوں پر غالب رہے گا اور مخالفت کرنے والوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے۔

یہ وہی گروہ ہوگا، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور نزول تک علم و عمل اور جہاد کے ذریعہ حق پر ڈٹا رہے گا اور یہی گروہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ دے گا اور اسی گروہ کے افراد بفضلِ تعالیٰ ہر ہر مقام پر کفار سے جہاد کریں گے اور اسی گروہ کے افراد اندیا سے ٹکر لیں گے۔

کیا جہاد کا آغاز ہو چکا ہے؟

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ

قال وعدنا رسول الله ﷺ غزوة الهند فان ادركتها انفق فيها نفسي ومالي وان قتلت كنت افضل الشهداء وان رجعت فانا ابو هريرة المحرر.

(نسائی جلد ۲ ص ۵۲)

آنحضرت ﷺ نے ہم سے انڈیا کے خلاف جہاد کرنے کا وعدہ کیا ہے اگر میں نے وہ موقع پایا تو میں اپنی جان و مال اس میں خرچ کروں گا۔ اگر میں شہید ہو گیا تو (اس وقت کے) افضل شہداء میں سے ہوں گا اور اگر غازی ہو کر لوٹا تو میں دوزخ کے عذاب سے رہا کیا ہوا ابو ہریرہؓ ہوں گا۔

بفضلِ تعالیٰ اس جہاد کا آغاز ہو چکا ہے اور بظاہر اس میں شدت اس وقت آئے گی جب انڈیا کی فوجیں مسلمانوں کے حملوں اور جھڑپوں سے تنگ آ کر سندھ کے علاقہ پر حملہ کریں گی تا کہ کراچی سے لاہور اور پشاور کا رابطہ کٹ جائے اور سندھ کے علاقہ میں انڈیا کی ایجنسیاں اور ایجنٹ وافر مقدار میں موجود ہیں۔

امام قرطبیؒ (الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۷۱ھ) نے تذکرۃ میں حضرت حذیفہؓ بن الیمانؓ (المتوفی ۳۵ھ) صاحب سر النبی ﷺ سے طویل بحث نقل

کی ہے جو یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

عن النبی ﷺ تعالی علیہ وسلم انہ قال یبدأ
الخراب فی اطراف الارض الی قولہ وخراب السند
بالھند وخراب الھند بالصین الحدیث
(تذکرۃ القرطبی ص ۷۰ ۹ مختصر تذکرۃ لعبدالوہاب الشعرانی ص ۱۵۸ طبع مصر)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے اطراف میں خرابی اور بربادی نمودار ہوگی پھر آگے فرمایا سندھ ہندوستان کے ہاتھ سے برباد ہوگا اور ہندوستان کی خرابی اور بربادی چین کے ہاتھوں سے ہوگی۔

اور اسی جہاد ہند کے سلسلے میں انشاءاللہ العزیز بالآ خر انڈیا کے حکمران جرنیل اور کمانڈر شکست فاش کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوں گے۔ ادھر یہ کارروائی ہو رہی ہوگی اور ادھر شام کے علاقہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے اور وہاں بغیر اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہ رہے گا اور کفار اور بے دینوں کی تمام شرارتیں اور تخریب کاریاں کافور ہو جائیں گی اور تمام مظالم ختم ہو جائیں گے۔

ظلمت شب ہی نہیں صبح کی تنویر بھی ہے
زندگی خواب بھی ہے خواب کی تعبیر بھی ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور قتل دجال

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے شہر میں مشرق کی طرف سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ انہوں نے زرد رنگ کا جوڑا پہنا ہوگا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکا دیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب وہ اپنا سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح بوندیں ٹپکیں گی۔

جس کافر کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے ان کو ان کے سانس کی

چھوا لگے گی تو وہ مر جائے گا اور ان کے سانس کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک وہ اسے "باب لد" پر پائیں گے (لد شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے) تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا پھر وہ ان پر شفقت سے کریں گے اور ان کے درجات کے متعلق جو ان کیلئے جنت میں (رکھے) ہیں بات چیت کریں گے، وہ بھی اسی حالت میں ہوں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی طرف وحی بھیجے گا کہ تو میرے ان (مسلمان) بندوں کو کوہ طور کی طرف پناہ کیلئے لے جا۔ (مسلم ص ۴۰۰ ج ۲)

عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کے ساتھ سوال اور قتل کرنا

زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے مسلمانوں کی جماعت! تم اپنے پروردگار کو واحد تسلیم کرو اور اس کی پاکیزگی بیان کرو تو وہ اچانک نصف گھنٹے میں "باب لد" پر ہوں گے جو شام میں ہے۔ وہ مومنین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وفاداری کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (دجال کو) دیکھ کر فرمائیں گے تو نماز قائم کر۔ تو دجال کہے گا "اے اللہ کے نبی! نماز قائم ہو چکی ہے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "اے اللہ کے دشمن! تو تو خود گمان کرتا ہے کہ تو جہانوں کا پروردگار ہے تو کس کیلئے نماز پڑھتا ہے؟" پس عیسیٰ علیہ السلام اس (دجال) کو تیشہ مار کر قتل کریں گے۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو بھی ہوگا وہ یہی پکارے گا۔

"اے مومن! یہ دجال کا ساتھی ہے۔ دجال کو ماننے والا ہے تو اسے قتل کر دے۔"

حتیٰ کہ آپ فرمائیں گے اب تم خوب فائدہ اُٹھاؤ۔ چالیس سال تک نہ تم میں سے کوئی موت سے دوچار ہوگا اور نہ ہی کوئی بیمار ہوگا۔ (کتاب النہایہ ص ۱۴۲ ج ۱)

دجال صرف چالیس روز رہ سکے گا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ (المتوفی ۷۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ ﷺ یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری یوما او اربعین شهرا او اربعین عاما فیبعث اللہ تعالٰی عیسٰی بن مریم علیہما السلام کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیہلکہ الحدیث. (مسلم جلد ۲ ص ۴۰۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۶، مستدرک جلد ۴ ص ۵۴۳، کنز العمال جلد ۷ ص ۲۵۸)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں دجال نکلے گا اور چالیس دن تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن ہوں گے یا مہینے یا سال اسی دور میں اللہ تعالٰی حضرت عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا ان کا حلیہ جیسا کہ حضرت عروۃؓ بن مسعود کا ہوگا اور وہ دجال لعین کو طلب کریں گے اور اس کو ہلاک کریں گے۔

دوسری روایت (جس سے پہلی کی تشریح وتعیین بھی ہے) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال چالیس دن تک زمین میں رہے گا پہلا دن سال جتنا لمبا اور دوسرا مہینے جتنا اور تیسرا ایک ہفتے جتنا لمبا ہوگا۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ مثلاً سال اور مہینہ اور ہفتہ جیسے لمبے دن میں صرف ایک ہی دن کی نمازیں پڑھنا ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ ان دنوں میں سال اور ماہ اور ہفتہ کی نمازیں اوقات کا اندازہ لگا کر پڑھنا ہوں گی۔ (مسلم جلد ۲ ص ۴۰۱)

امام نوویؒ بعض محدثین کرامؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ اس وقت شریعت کا یہی حکم ہوگا اور قیاس واجتہاد کا اس میں کوئی دخل نہیں (محصلہ نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۴۰۱) اوقات صلوات اگرچہ نمازوں کیلئے اسباب ہیں مگر ظاہری اسباب ہیں حقیقی سبب صرف اللہ تعالٰی کا حکم اور امر ہے۔

دجال کہاں قتل ہوگا؟

حضرت مجمع بن جاریۃ الانصاری (المتوفی فی خلافت معاویۃ تقریباً ۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ یَقْتُلُ ابْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ. (ترمذی جلد ۲ ص ۴۸ ، مسند احمد جلد ۳ ص ۴۲۰)

میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام دجال کو لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔

بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام لد ہے۔ اور یہ بستی اس نام سے اس پہاڑ کی وجہ سے ہی معروف ہے جس کا نام لد ہے۔ اسی وجہ سے بعض نے "لد" پہاڑ کا نام لکھا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل دجال کیلئے تیار ہونا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کے قتل کیلئے تیار ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر کو آپ کے سانس کی ہوا لگ جائے گی وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک جائے گا جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ وہ دجال کا تعاقب کریں گے اور باب لد کے پاس اسے گھیر لیں گے اور اسے نیزہ سے قتل کر کے اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔

وہ اس طرح پگھلنا شروع ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اس کے قتل میں جلدی نہ کرتے تو وہ کافر نمک کی طرح خود بخود پگھل جاتا۔ پھر لشکر اسلام دجال کے لشکر کو جو اکثر یہودی ہوں گے، کثرت سے قتل کرے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام ملک کی سیر کریں گے اور جن لوگوں کو دجال کی مصیبت پہنچی تھی، انہیں تسلی دیں گے اور ان کے نقصانات کا تدارک کریں گے اور الطاف و

عنایات سے ان کی تلافی کریں گے۔ خنزیر قتل کر دیے جائیں گے اور صلیب جس کو نصاریٰ پوجتے ہیں، توڑ دی جائے گی اور کسی کافر سے جزیہ نہ لیا جائے گا بلکہ وہ اس وقت ایمان لائے گا۔ پس اس وقت تمام روئے زمین پر اسلام پھیل جائے گا۔ کفر مٹ جائے گا اور ظلم و ستم دنیا سے ناپید ہو جائے گا۔ (عمدۃ القاری)(حاشیہ مولانا عزیز گل ہیں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰی ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَی بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ بِهٖ شَبْهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِیْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبْهًا دِحْيَةُ (مسلم ص ۹۵ ج۱)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے سامنے انبیاء علیہم السلام لائے گئے تو موسیٰ علیہ السلام درمیانے قد کے آدمی تھے (نہ بہت موٹے اور نہ ہی بہت دبلے) جیسے شنوء (قبیلہ) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ عروہ بن مسعودؓ کو پاتا ہوں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (یہ آپ نے اپنے متعلق فرمایا) میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا (آدمی کی صورت میں) ان سے سب سے زیادہ مشابہ دحیہؓ ہیں۔

ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا میں نے عیسیٰ ابن مریمؑ کو دیکھا۔ وہ

میانہ قد تھے۔ ان کا رنگ سرخ اور سفید تھا۔ بال ان کے سیدھے اور صاف تھے۔
(مسلم ص ۹۵ ج ۱)

سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے ایک رات دکھائی دیا کہ میں کعبہ شریف کے پاس ہوں۔ میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا۔ جیسے تم نے بہت اچھی گندمی رنگ کے آدمی دیکھے ہوں گے۔ اس کے کندھوں تک بال دیکھے۔ جیسے تم نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں گے اور بالوں میں کنگھی کی ہوئی۔ ان میں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ وہ ٹیک کئے ہوئے دو آدمیوں پر یا دو آدمیوں کے کندھوں پر اور کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ (مسلم ص ۹۵ ج ۱)

قتلِ دجال کے بعد خلیفہ عیسیٰ کون ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''دجال میری امت میں نکلے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات برس تک اس طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان بھی کسی قسم کی دشمنی نہ ہوگی''۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا شام کی طرف سے بھیجے گا تو روئے زمین پر کوئی ایسا شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی بھلائی یا ایمان ہو نہ رہے گا مگر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی تم میں پہاڑ کے جگر میں بھی گھس جائے گا تو وہاں بھی پہنچ کر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی۔ (مسلم ص ۴۰۳ ج ۲)

ختمِ نبوت کا سلسلہ برقرار رہے گا

میرے حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے نبوت کے ختم ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

الا انّ عیسی بن مریم علیہما السّلام لیس بینی و بینہ

نبیٌّ ولا رَسُولٌ اَلاَ انہ خلیفتی فی امتی من بعدی

(الحدیث مجمع الزوائد جلد ۸ص ۲۰۵)

خبردار! بے شک میرے اور عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان اور کوئی نبی اور رسول نہیں آیا واضح ہو کہ بے شک وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔ اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور خلیفہ کے آئیں گے ہمارے حضورؐ کی نبوت کو تو ان کے آنے سے کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن منکرین حدیث کو بڑا فکر ہے کہ لانَبِیَّ بَعْدِی کی سچائی متاثر ہو جائے گی۔ انہیں یہ خطرہ نہیں لاحق رہنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کا دعویٰ کر گزریں گے۔ ان تحریروں میں بظاہر منکرین حدیث ختم نبوت کے چوکیدار نظر آ رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں مرزا قادیانی کے دوش بدوش بھی چل رہے ہیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کی آمد کی

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ

کے مبارک الفاظ سے بشارت دی تھی اور مخلوق کو آپ کی تصدیق اور اتباع کی دعوت بھی دی تھی۔ اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ ﷺ کا گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا ان کا آنا اور آسمان سے نازل ہونا اور آپ کا خلیفہ اور نائب ہونا ضروری ہے۔ (ملخصاً تفسیر باش الصرح بما تواتر فی نزول المسیح ص ۹۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیؐ کے علمبردار

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُقْسِطًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلُهٗ اَحَدٌ۔

(مسلم ص ۸۷ ج ا، ترمذی ص ۴۲ ج ۲، ابن ماجہ ص ۳۰۹)

روایت کا مفہوم پہلے وضاحت سے بیان ہو چکا ہے کہ وہ کفر کی جڑ ختم کریں گے اور اسلام نافذ کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ (مسلم ص ۸۷ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس وقت کیونکر ہو گے جبکہ مریم کا بیٹا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) تم لوگوں میں اترے گا اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

دوسری روایت ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کا بیٹا تم میں اترے گا تمہاری امامت (سنت کے مطابق) کرے گا۔

وہ مجتہد ہوں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و حدیث کی پیروی کرتے ہوئے شریعت محمدی کی پیروی کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہیں مگر ان کی پیغمبری کا دور سرور کائنات ﷺ کی رسالت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔ جب وہ دنیا میں آئیں گے تو آپ ﷺ کی امت میں شریک ہو کر قرآن و حدیث کے موافق عمل کریں گے۔ یعنی وہ خود مجتہد مطلق ہوں گے اور قرآن و حدیث سے احکام نکالیں گے اور کسی مجتہد

کے تابع نہ ہوں گے۔ یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر کسی مجتہد کے تابع ہو۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ لڑتا رہے گا (کافروں اور منافقوں سے) حق پر قیامت کے دن تک اور وہ غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ ابن مریمؑ اتریں گے۔ پھر اس گروہ کا امیر کہے گا آپ آئیے اور نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے نہیں تم ہی ایک دوسرے پر حاکم رہو۔ یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ اس امت کو عنایت فرمائے گا۔ (مسلم بحوالہ ...)

اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ، کلمۃ اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرمائیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور ہمارے پیغمبر کی پیروی کریں گے۔ آپ ﷺ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی اور ثابت فرمایا کہ اب سلسلہ نبوت ختم ہے۔ اس زمانے کے امام مہدی علیہ السلام ہوں گے اور آپ ﷺ کے قدم بقدم ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ ان کے پیچھے نماز پڑھ کر ثابت کریں گے کہ میں نبی بن کر نہیں آیا حضور ﷺ ہی آخری نبی ہیں وہ بڑی فضیلت اور بزرگی والے ہوں گے۔

چالیس سال حکومت کریں گے اور وفات پا جائیں گے

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد چالیس سال تک عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور حج وعمرہ بھی کریں گے اس کے بعد پھر ان کی وفات ہوگی اور اہلِ اسلام ان کا جنازہ پڑھیں گے اور پھر مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔ (احادیث باحوالہ پڑھئے)

حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

وانہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویفیض المال
حتی یہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا غیر الاسلام
وحتی یہلک اللہ فی زمانہ المسیح الضلال الاعور

الکذاب وتقع الامنۃ فی الارض حتی ترعی الاسد مع الابل والنمر مع البقر والذیاب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات ولا بعضہ بعضا ثم یبقی فی الارض اربعین سنۃ ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون ویدفنونہ

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸، مسند احمد کی جلد ۲ ص ۴۹۵ میں بھی یہ حدیث ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد ۶ ص ۳۵۷ اور ابن کثیر نے تفسیر جلد ۱ ص ۵۸۴ میں نزول ابن مریم کی احادیث کو صحیح قرار دیا ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (آسمان سے نازل ہونے کے بعد) صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور مال وافر طور پر تقسیم کریں گے۔ یہاں تک کہ اسلام کے بغیر ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمام مذاہب کو ختم کرے گا۔ حدیث کی روشنی میں ان کی وفات، جنازہ اور دفن کے احوال گذر چکے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے بھی یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابھی تک وفات نہیں ہوئی اور نہ مسلمانوں نے ان کا جنازہ پڑھا ہے اور نہ دفن کیے گئے ہیں۔ تاریخ مدینہ کی تمام مستند کتابوں میں ان کی قبر کی جگہ کے متعلق وضاحت ہے کہ روضہ رسول میں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حج اور عمرہ کریں گے

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد حج اور عمرہ کریں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

ان رسول اللہ ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او لیثنیھما (مسلم ج ۱ ص ۴۰۸)

بے شک آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ضرور فج روحاء کے مقام پر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے احرام باندھیں گے۔

روضۂ رسول پر سلام کریں گے منکرین حیات کیا کریں گے؟

فج روحاء مدینہ طیبہ سے تقریباً چھ میل دور ایک مقام ہے جسے ذوالحلیفہ اور آج کل بئر علی کہتے ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے۔

یقول قال رسول اللہ ﷺ لیھبطن عیسی بن مریم
حکما عدلا حاجا او بنیتھما ولیاتین قبری حتی
یسلم علی ولاردن علیہ یقول ابو ہریرۃ ای بنی
اخی ان رایتموہ فقولوا ابو ہریرۃ یقرئک السلام۔

(مستدرک جلد ۲ ص ۵۹۵ و تلخیص للذہبی)

وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضرور بالضرور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاکم عادل اور منصف امام ہو کر نازل ہوں گے اور البتہ ضرور میری قبر پر آئیں گے اور مجھے سلام کریں گے اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب لوٹاؤں گا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے (شاگردوں سے) فرمایا اے میرے بھتیجو! اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو تو کہنا کہ ابوہریرہؓ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔

منکرین حیات النبی روضۂ رسول سے سلام کے جواب کے قائل نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سماع کے قائل کو مشرک کہتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وہ کون سے الفاظ استعمال کریں گے کیونکہ حدیث ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی حیات نبوی کے قائل ہیں۔

ان روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حج اور عمرہ کرنا اور جس میقات (حج) سے احرام باندھیں گے اس کا پھر آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر پر سلام کہنے اور پھر آپ ﷺ کے جواب دینے کا نہایت ہی تاکیدی الفاظ سے بیان ہوا ہے۔ مزید برآں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو اور ان سے شرف ملاقات حاصل کرو تو میری طرف سے میرا سلام ان سے عرض کرنا کہ ابوہریرہؓ نے ہماری وساطت سے آپ سے سلام عرض کیا ہے یہ تمام امور واضح ہیں۔ منکرین حیات تو ممکن ہے ان کی

آمد پر بھی ان کے خلاف ہو جائیں کیونکہ وہ دوسرے سے ان کی زندگی کے ہی قائل نہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی بھی قیامت تک زندہ نہ ہوگا۔ ہماری دعوت ہے کہ وہ آج بھی یہ عقیدہ چھوڑ دیں تاکہ لشکرِ عیسیٰ کی مخالفت میں واصلِ جہنم نہ ہونا پڑے۔

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق روایات کا خلاصہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم زمین میں نازل ہوں گے۔ پھر وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی وہ پینتالیس سال تک زمین میں ٹھہریں گے۔ پھر وہ وفات پائیں گے تو میرے ساتھ میری قبر میں دفن کیے جائیں گے میں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک ہی قبر سے اٹھیں گے۔

حدیث بالا سے درج ذیل حقائق معلوم ہوئے۔

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہو کر شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔

۲۔ وہ پینتالیس برس تک زمین پر زندگی بسر کریں گے۔

۳۔ آپؑ کی وفات ہوگی۔ آپ سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں دفن کیے جائیں گے۔

ایک دوسری حدیث میں اس کے متعلق یوں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ روایت کرتے ہیں:

مَکْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ، قَالَ فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تورات میں محمد ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کی صفت لکھی ہوئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ؐ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابو مردود کہتے ہیں کہ آپ ؐ کے گھر (یعنی حجرہ مبارک) میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے)

ہمارا اصل موضوع احادیث دجال کے متعلق شبہات کا ازالہ ہے اس ضمن میں منکرین حدیث ہمارے مصنفین نے حضرت مہدی کے متعلق بھی اچھے خیالات کا اظہار نہیں کیا ہے اس لئے ہم اس اہم عقیدے کی صفائی میں کچھ دلائل دیا چاہتے ہیں ہم نے اس مقصد کے لئے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی مختصر اور جامع تحریر کا انتخاب کیا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد

اس موضوع سے متعلق جو احادیث و روایات کسی درجہ میں قابلِ اعتبار روایات ہیں۔ ان کا حاصل یہ ہے کہ اس دنیا کے خاتمہ اور قیامت سے پہلے آخری زمانہ میں اُمتِ مسلمہ پر اس دور کے ارباب حکومت کی طرف سے ایسے شدید و سنگین مظالم ہوں گے کہ اللہ کی وسیع زمین ان کیلئے تنگ ہو جائے گی اور ہر طرف ظلم و ستم کا دور دورہ ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس اُمت میں سے (بعض روایات کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی نسل سے) ایک مردِ مجاہد کو کھڑا کرے گا اس کی جدوجہد کے نتیجہ میں ایسا انقلاب برپا ہوگا کہ دنیا سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہر طرف عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت غیر معمولی برکات کا ظہور ہوگا۔ آسمان سے ضروریات کے مطابق بھرپور بارشیں ہوں گی اور زمین سے غیر معمولی اور خارقِ عادت پیداوار ہوگی جس مردِ مجاہد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یہ انقلاب برپا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے بندوں کی ہدایت کا کام کرے گا۔

اس مختصر تمہید کے بعد ناظرین کرام اس سلسلے کے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا مطالعہ فرمائیں۔

مہدی کا نام اور مدت خلافت

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ بِأُمَّتِيْ بَلَاءٌ شَدِيْدٌ مِنْ سُلْطَانِهِمْ حَتّٰى يَضِيْقَ الْاَرْضُ عَنْهُمْ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ عِتْرَتِيْ فَيَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا، يَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْاَرْضِ لَا تَدَّخِرُ الْاَرْضُ شَيْئًا مِنْ بَذْرِهَا اِلَّا اَخْرَجَتْهُ وَلَا السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا اِلَّا صَبَّتْهُ وَيَعِيْشُ سَبْعَ سِنِيْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْ تِسْعًا.

(... والی کی ق امیدی ب)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

(آخری زمانے میں) میری اُمت پر ان کے ارباب حکومت کی طرف سے سخت مصیبتیں آئیں گی۔ یہاں تک کہ اللہ کی وسیع زمین ان کیلئے تنگ ہو جائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ میری نسل میں سے ایک شخص کو کھڑا کرے گا۔ اس کی جدو جہد سے ایسا انقلاب برپا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین جس طرح ظلم و ستم سے بھر گئی تھی اسی طرح عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔ آسمان والے بھی اس سے راضی ہوں گے اور زمین کے رہنے والے بھی۔ زمین میں جو بیج ڈالیں گے اس کو زمین اپنے پاس روک کر نہیں رکھے گی، بلکہ اس سے جو پودا برآمد ہونا چاہیے وہ برآمد ہوگا۔ (بیج کا ایک دانہ بھی ضائع نہ ہوگا) اور اسی طرح آسمان بارش کے قطرے ذخیرہ بنا کر نہیں رکھے گا، بلکہ ان کو برسادے گا (یعنی ضرورت کے مطابق بھرپور بارشیں ہوں گی) اور یہ مرد مجاہد لوگوں کے درمیان سات سال یا آٹھ سال یا نو سال زندگی گزارے گا" (مستدرک حاکم)

قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ "اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمُ اَبِيْ" (اس شخص کا نام میرا والا نام (یعنی محمد) ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے والد کا نام (عبداللہ) ہوگا۔

یہ حدیث طبرانی کی معجم کبیر اور مسند بزار کے حوالے سے کنز العمال میں نقل کی گئی ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں مہدی کا لفظ نہیں ہے لیکن دوسری روایت کی روشنی میں یہ متعین ہو جاتا ہے کہ مراد حضرت مہدی ہی ہیں۔ ان کا نام محمد اور مہدی لقب ہوگا۔ اس حدیث میں حضرت مہدی کا زمانہ حکومت سات یا آٹھ یا نو سال بیان

فرمایا گیا ہے لیکن حضرت ابوسعید خدری ہی کی ایک دوسری روایت میں جو سنن ابی داؤد کے حوالے سے آگے ذکر کی جائے گی ان کا زمانۂ حکومت صرف سات سال بیان کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مندرجہ ذیل بالا روایت میں جو سات یا آٹھ یا نو سال ہیں۔ وہ راوی کا شک ہو۔ واللہ اعلم

وہ پوری دنیا کے حکمراں ہوں گے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک یہ نہ ہوگا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک اور فرمانروا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام کے مطابق (یعنی محمد) ہوگا۔

اس حدیث میں بھی مہدی کا لفظ نہیں ہے۔ لیکن مراد حضرت مہدی ہی ہے اور سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ان کے باپ کا نام (عبداللہ) ہوگا۔ نیز یہ بھی اضافہ ہے

یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا

وہ اللہ کی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم و ناانصافی سے بھری ہوئی تھی۔

سنن ابی داؤد کی اس روایت سے اور حضرت مہدی علیہ السلام سے متعلق دوسری بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حکومت پوری دنیا میں ہوگی لیکن جامع ترمذی کی زیر تشریح روایت میں جو عرب پر حکومت کا ذکر کیا گیا ہے وہ غالباً اس بنیاد پر ہے کہ ان کی حکومت کا اصل مرکز عرب ہی ہوگا۔ دوسری توجیہ اس کی یہ بھی ہو

سکتی ہے کہ ابتدا میں ان کی حکومت عرب پر ہوگی بعد میں پوری دنیا ان کے دائرہ حکومت میں آ جائے گی۔ واللہ اعلم

وہ کشادہ اور روشن پیشانی والے ہوں گے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِیُّ مِنِّیْ اَجْلَی الْجَبْهَةِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> امام مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔ روشن اور کشادہ پیشانی، بلند بینی، وہ بھر دے گا روئے زمین کو عدل وانصاف سے جس طرح وہ بھری گئی تھی ظلم وستم سے وہ سات سال حکومت کرے گا۔
>
> (سنن ابی داؤد)

اس حدیث میں آنکھوں سے نظر آنے والی دو جسمانی نشانیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے، ایک یہ کہ وہ روشن اور کشادہ پیشانی ہوں گے اور دوسری یہ کہ بلند بینی (یعنی کھڑی ناک والے) ہوں گے ان دونوں چیزوں کو انسان کی خوبصورتی اور حسن و جمال میں خاص دخل ہوتا ہے۔ اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ حدیثوں میں خود رسول اللہ ﷺ کا جو حلیہ مبارک اور سراپا بیان کیا گیا ہے اس میں بھی ان دونوں چیزوں کا ذکر آتا ہے۔ ان دو نشانیوں کے ذکر کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ حسین وجمیل بھی ہوں گے، لیکن ان کی اصل نشانی اور پہچان ان کا یہ کارنامہ ہوگا کہ دنیا سے ظلم وعدوان کا خاتمہ ہو جائے گا اور ہماری یہ دنیا عدل وانصاف کی دنیا ہو جائے گی۔

وہ سخی ہوں گے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ
(رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک خلیفہ (یعنی سلطان برحق) ہوگا جو (مستحقین کو) مال تقسیم کرے گا اور گن گن کر نہیں رکھے گا۔ (صحیح مسلم)

ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب و مدعا صرف یہ ہے کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں ایک ایسا حاکم اور فرماں روا ہوگا، جس کے دور حکومت میں اللہ کی طرف سے بڑی برکت اور مال و دولت کی کثرت اور بہتات ہوگی اور خود اس میں سخاوت ہوگی۔ وہ مال و دولت کو ذخیرہ بنا کر نہیں رکھے گا بلکہ گنتی شمار کے بغیر مستحقین کو تقسیم کرے گا۔ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا

جس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر مستحقین کو دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔

حدیث کے بعض شارحین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اس حدیث میں جس خلیفہ کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ غالباً مہدی ہی ہیں۔ کیونکہ دوسری احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی برکات کا ظہور ہوگا اور مال و دولت کی فراوانی ہوگی۔ واللہ اعلم

وہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمَہْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَۃَ۔ (رواہ ابوداؤد)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مہدی میری نسل سے یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔ (سنن ابی داؤد)

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَنَظَرَ اِلٰی اِبْنِہِ الْحَسَنِ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ کَمَا سَمَّاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَیَخْرُجُ مِنْ صُلْبِہٖ رَجُلٌ یُسَمّٰی بِاسْمِ نَبِیِّکُمْ یُشْبِہُہٗ فِی الْخُلُقِ وَلَا یُشْبِہُہٗ فِی الْخَلْقِ ثُمَّ ذَکَرَ قِصَّۃَ یَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا۔ (رواہ ابوداؤد)

ابواسحاق تابعی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ نام (سید) دیا ہے۔ ضرور ایسا ہوگا کہ اس کی نسل سے ایک مرد خدا پیدا ہوگا، جس کا نام تمہارے نبی والا نام (یعنی محمد) ہوگا، وہ اخلاق و سیرت میں رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ ہوگا اور جسمانی بناوٹ میں وہ آپ ﷺ کے مشابہ نہ ہوگا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا یہ واقعہ کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا۔

(سنن ابی داؤد)

اس روایت میں ابو اسحاق سبیعیؒ نے (جو تابعی ہیں) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے پیدا ہونے والے جس مرد خدا کے بارے میں حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے چونکہ وہ امور غیب سے ہے اور سینکڑوں یا ہزاروں برس بعد ہونے والے واقعہ کی خبر ہے، اس لئے ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے یہ بات صاحب (وحی رسول اللہ ﷺ) سے سن کر ہی فرمائی ہوگی۔

صحابہؓ کے ایسے بیانات محدثین کے نزدیک حدیث مرفوع (یعنی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات) ہی کے حکم میں ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ ہی سے سنا ہوگا۔ اس روایت میں حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں یہ جو فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے۔ جیسا کہ رسول ﷺ نے ان کا یہ نام (سید) تھا، بظاہر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی طرف ہے جو آپ ؐ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں فرمایا تھا:

اِبْنِی هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے متحارب (برسر جنگ) گروہوں کے درمیان مصالحت کراوے گا۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں سید کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

روایات میں مطابقت

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدیؓ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے، لیکن بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ بعض شارحین نے ان دونوں میں اس طرح تطبیق

دی ہے کہ وہ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہوں گے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو خوشخبری دی کہ مہدی ان کی اولاد میں سے ہوں گے لیکن یہ روایتیں بہت ہی ضعیف درجہ کی ہیں۔

جو روایتیں کسی درجہ قابل اعتبار ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی نسل سے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔

ایک ضروری انتباہ

حضرت امام مہدیؓ سے متعلق احادیث کی تشریح کے سلسلے میں یہ بھی ضروری معلوم ہوا کہ ان کے بارے میں اہل سنت کے مسلک و تصور اور شیعی عقیدہ کا فرق و اختلاف بھی بیان کر دیا جائے۔ کیونکہ بعض شیعہ صاحبان ناواقفوں کے سامنے اس طرح بات کرتے ہیں گویا ظہور مہدی کے مسئلہ پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہے۔ حالانکہ یہ سراسر فریب اور دھوکہ ہے۔ اہل سنت کی کتب احادیث میں حضرت امام مہدیؓ سے متعلق جو روایات ہیں (جن میں سے چند ان صفحات میں بھی درج کی گئی ہیں) ان کی بنیاد پر اہل سنت کا تصور ان کے بارے میں یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایک وقت آئے گا جب دنیا میں کفر و شیطنت اور ظلم و طغیان کا ایسا غلبہ ہو جائے گا کہ اہل ایمان کیلئے اللہ کی وسیع زمین تنگ ہو جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ ہی میں سے ایک مرد مجاہد کو کھڑا کرے گا (ان کی خاص علامات اور صفات و خصوصیات بھی احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ان کے ساتھ خاص ہوگی۔ ان کی جدوجہد سے کفر و شیطنت اور ظلم و عدوان کا غلبہ دنیا سے ختم ہو جائے گا۔ پورے عالم میں ایمان و اسلام اور عدل و انصاف کی فضا قائم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی طریقہ پر آسمانی اور زمینی برکات کا ظہور ہوگا۔

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں دجال کا خروج ہوگا۔ جو ہماری اس دنیا کا سب سے بڑا اور آخری فتنہ اور اہل ایمان کیلئے سخت ترین امتحان ہوگا۔ اس وقت خیر و شر کی طاقتوں میں آخری درجہ کی کشمکش ہوگی اور خیر و ہدایت کے قائد و

علمبردار حضرت مہدی ہوں گے اور شر اور کفر وطغیان کا علمبردار دجال ہوگا، پھر اسی زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور انہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے فتنے کو ختم کروائے گا۔

الغرض حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں اہل سنت کا مسلک اور تصور یہی ہے، جو ان سطور میں ذکر کیا گیا ہے لیکن شیعی عقیدہ ان سے بالکل مختلف ہے اور دنیا سے عجائبات میں سے ہے اور تنہا یہی عقیدہ جو ان کے نزدیک جزو ایمان ہے، ارباب دانش کو اثنا عشری مذہب کے بارے میں رائے قائم کرنے کیلئے کافی ہے۔ یہاں تو صرف اہل سنت کی واقفیت کیلئے اجمال واختصار ہی کے ساتھ ان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس کی کسی قدر تفصیل شیعہ مذہب کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ اس عاجز کی کتاب "ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مہدی کے بارے میں شیعی عقیدہ

شیعوں کا عقیدہ ہے، جو ان کے نزدیک جزو ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سے قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے بارہ امام نامزد کر دیئے ہیں، ان سب کا درجہ رسول اللہ ﷺ کے برابر اور دوسرے تمام نبیوں و رسولوں سے برتر و بالا ہے۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی طرح معصوم ہیں اور ان کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی طرح فرض ہے۔ ان سب کو وہ تمام صفات وکمالات حاصل ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے۔ بس یہ فرق ہے کہ ان کو نبی یا رسول نہیں کہا جائے گا بلکہ امام کہا جائے گا اور امامت کا درجہ نبوت ورسالت سے بالاتر ہے۔ ان کی امامت پر ایمان لانا اسی طرح نجات کی شرط ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا شرط نجات ہے۔ ان بارہ میں سب سے پہلے امیر المومنین حضرت علیؓ، ان کے بعد ان کے بڑے بیٹے علی بن الحسین (امام زین العابدین) ان کے بعد اسی طرح ہر امام کا ایک بیٹا امام ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ گیارہویں امام حسن عسکری تھے جن کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی۔

وہ فرنگی کنیز کے بیٹے اور سامانِ امامت کے ساتھ غائب ہو گئے

شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ ان کی وفات سے چار پانچ سال پہلے (باختلاف روایت ۲۵۵ھ میں یا ۲۵۶ میں) ان کی فرنگی کنیز (نرگس) کے بطن سے ایک بیٹے پیدا ہوئے تھے جس کو لوگوں سے چھپا کر رکھا جاتا تھا، کوئی ان کو دیکھ نہیں پاتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کو (خاندان والوں کو بھی ان کی پیدائش اور ان کے وجود کا علم نہ تھا) یہ صاحب زادے اپنے والد حسن عسکریؒ کی وفات سے صرف دس دن پہلے (یعنی ۴ یا ۵ سال کی عمر میں) امامت سے متعلق وہ سارے سامان ساتھ لے کر (جو امیر المومنین حضرت علیؓ سے لے کر، گیارھویں امام ان کے والد حسن عسکریؒ تک ہر امام کے پاس رہے تھے) معجزانہ طور پر غائب اور اپنے شہر "سرمن رائی" کے ایک غار میں روپوش ہو گئے۔ اس وقت سے وہ اسی غار میں روپوش ہیں۔ ان کی غیوبیت اور روپوشی پر ساڑھے گیارہ سو برس سے بھی زیادہ زمانہ گزر چکا ہے، شیعہ صاحبان کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ وہی بارھویں اور آخری امام مہدیؑ ہیں۔ وہی کسی وقت غار سے برآمد ہوں گے۔

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور عائشہؓ کو سزا دیں گے

دوسری بے شمار معجزانہ اور محیر العقول کارناموں کے علاوہ وہ مردوں کو بھی زندہ کریں گے اور (معاذ اللہ) حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جو شیعوں کے نزدیک ساری دنیا کے کفاروں، مجرموں، فرعون و نمرود وغیرہ سے بھی بدتر درجہ کے کفار و مجرمین ہیں، ان کی قبروں سے نکال کر اور زندہ کر کے ان کو سزا دیں گے۔ سولی پر چڑھائیں گے اور ہزاروں بار زندہ کر کے سولی پر چڑھائیں گے اور اسی طرح ان کا ساتھ دینے والے تمام صحابہ کرامؓ اور ان سے محبت و عقیدت رکھنے والے

تمام سنیوں کو بھی سزا دی جائے گی۔ اور رسول اللہ ﷺ اور امیر المومنین حضرت علی اور تمام آئمہ معصومین اور خاص شیعہ مخلصین بھی زندہ ہوں گے اور (معاذ اللہ) اپنے ان دشمنوں کی سزا اور تعذیب کا تماشہ دیکھیں گے۔ گویا کہ شیعوں کے نزدیک یہ جناب امام مہدی علیہ السلام قیامت سے پہلے ایک قیامت برپا کریں گے۔ شیعہ حضرات کی خاص مذہبی اصطلاح میں ان کا نام "رجعت" ہے اور اس پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ بھی ان سے بیعت ہوں گے

رجعت کے سلسلہ میں شیعی روایات میں یہ بھی ہے کہ جب رجعت ہوگی تو ان جناب مہدیؑ کے ہاتھ پر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیعت کریں گے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کریں گے اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے حضراتؓ بیعت کریں گے۔

یہ ہیں شیعہ حضرات کے امام مہدی جن کو وہ القائم، الحجۃ اور المنتظر کے ناموں سے یاد کرتے ہیں اور غار سے ان کے برآمد ہونے کے منتظر ہیں اور جب ان کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں اور لکھتے ہیں عجل اللّٰہ فرجہٗ (اللہ جلدی ان کو باہر لے آئے) اہل سنت کے نزدیک اول سے آخر یہ صرف خرافاتی داستان ہے۔ جو اس وجہ سے گھڑی گئی ہے کہ فی الحقیقت شیعوں کے گیارہویں امام حسن عسکری ۲۶۰ھ میں لاولد فوت ہوئے تھے۔ ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا اور ان سے اثنا عشریہ کا یہ عقیدہ باطل ہوتا ہے کہ امام کا بیٹا ہی امام ہوتا ہے اور بارہواں امام آخری امام ہوگا اور اس کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ الغرض صرف اس غلط عقیدہ کی مجبوری سے یہ بے تکی داستان گھڑی گئی جو غور و فکر کی صلاحیت رکھنے والے شیعہ حضرات کیلئے آزمائش کا سامان بنی ہوئی ہے۔

افسوس ہے کہ اختصار کے ارادے کے باوجود مہدیؑ سے متعلق شیعہ عقیدہ کے بیان میں اتنی طوالت ہوگئی لیکن امام مہدیؑ سے متعلق اہل سنت کا تصور و مسلک اور

تفصیلی عقیدہ کے فرق و اختلاف کو واضح کرنے کیلئے یہ سب لکھنا ضروری سمجھا گیا۔
حضرت امام مہدیؑ سے متعلق احادیث کی تشریح کے سلسلے میں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ ۸ویں صدی ہجری کے محقق اور ناقد و بصیر عالم و مصنف ابن خلدون مغربی نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "مقدمہ" میں امام مہدیؑ سے متعلق قریب ان سب ہی روایات کی سندوں پر مفصل کلام کیا ہے جو اہل سنت کی کتب حدیث میں روایت کی گئی ہیں اور قریباً سبھی کو مجروح اور ضعیف قرار دیا ہے۔(۱) اگرچہ بعد میں آنے والے محدثین نے ان کی جرح و تنقید سے پورا اتفاق نہیں کیا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ابن خلدون کی اس جرح و تنقید نے مسئلہ کو قابل بحث و تحقیق بنا دیا ہے۔

والمسئول من اللہ تعالیٰ ہدایۃ الحق والصواب

(صفحہ نمبر ۱۷ تا ۱۲۵) (معارف الحدیث جلد نمبر ۸ ص ۱۲۳ تا ۱۲۵، تالیف مولانا محمد منظور احمد نعمانی)

دجال کے تفصیلی حالات

(۱) لفظ دجال دجل (جھوٹ، دھوکا) سے بنا ہے۔ اس کے معانی ہیں "بہت بڑا دھوکا باز جھوٹا" قرب قیامت میں یہ سب سے بڑا دھوکا باز ہوگا کہ لوگ اس کے بہکاوے میں آ جائیں گے اور اسے خدا تصور کریں گے۔ آنحضرتؐ نے قیامت سے پہلے اور بھی بڑے دھوکا بازوں کا تذکرہ فرمایا ہے، جن میں سے بہت سے ظاہر ہو چکے ہیں اور دھوکا دینے میں کامیاب رہے ہیں۔

(۲) دجل کے معنی "طے کرنا" وہ کیونکہ پوری زمین کی مسافت طے کرے گا، اس لئے اسے دجال کہتے ہیں۔

(۳) دجال کے معنی "پھیل پڑنا" زمین پر اپنے لشکروں سے پھیل جائے گا۔

(۴) دجال کے معنی "سونے کا پانی چڑھانا" یہ بھی دھوکے سے اپنے اوپر خدائی کا لیبل لگائے ہوگا۔ دجال کو مسیح کہنے کی وجہ پہلے لکھی جا چکی ہے
اللہ تعالیٰ انہیں ہی ان کے فراڈ سے محفوظ رکھتا ہے، جو اہل علم و عمل سے وابستہ تھے یا خود اللہ نے انہیں علم و شعور اور عقل سلیم سے نوازا تھا۔

ابن صیاد کون تھا۔۔۔؟

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہی مدینہ منورہ میں ایک بچہ پیدا ہوا اس کے اندر بہت سی وہ علامات پائی جاتی تھیں جو دجال میں پائی جائیں گی مثلاً وہ بچے ماں باپ کے ہاں تیس سال بعد پیدا ہوا۔ وہ سوتا تھا لیکن دل جاگتا تھا، ابن صیاد یا ابن صائد اس کا نام تھا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس بھی لایا گیا اور بہت سی نشانیاں اس میں دیکھیں گئیں کتب احادیث میں اس کے متعلق طویل بحثیں ہیں کیونکہ اس میں دجال کی کئی نشانیاں تھیں۔ ہم اسے اس لئے چھوڑتے ہیں کہ عقیدہ سے ابن صیاد کا کوئی

تعلق نہیں، وہ دجال جس کے خروج اور عقیدہ کو اسلام میں جگہ دی گئی ہے وہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ اس کے متعلق ہم پوری وضاحت کریں گے۔

قیامت سے پہلے تیس دجال پیدا ہوں گے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِنْ ثَلَاثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

(مسلم ص ۳۹۶ ج ۲، ابوداؤد ص ۲۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ (دجال کے معنی ہیں مکار، فریبی اور دھوکے باز) ان میں سے ہر ایک یہی گمان (ظاہر) کرے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

انہیں کذابوں میں سے ایک "مسیلمہ کذاب" صاحب یمامہ تھا۔ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں وحشی (جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا) کے ہاتھوں مارا گیا اور جہنم میں پہنچا۔ یہ ملعون اپنے کلام سے قرآن مجید کا مقابلہ کرتا تھا۔ اس کی ایک عبارت یوں ہے۔

اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ لَهٗ خُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِیْلِ.

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے دجال نکلیں گے، ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھے گا۔

(ابوداؤد ص ۲۳۸ ج ۲)

الغرض یہ جھوٹے دجال، فریبی اور دھوکے باز، سفید جھوٹ بولیں گے اور

قرآن کے مقابلے میں آیات گھڑ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول ظاہر کریں گے۔ سب سے بڑا دجال جس کا فتنہ عالمگیر ہوگا۔ قیامت کے قریب ظاہر ہوگا۔

ہمارے اس زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی بہت بڑا دجل کیا ہے۔ یعنی دعویٰ نبوت کیا اور بہت سے جھوٹے دعوے کیے، اس کے پیروکار آج بھی دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں اور پوری دنیا نے اہل اسلام انہیں کافر تسلیم کرلی ہے۔

ملاحظہ: اسی وجہ سے امت کو ہدایت کی گئی ہے کہ ہر دعا میں دجال سے پناہ مانگیں کیونکہ دجال کا خطرہ ہر دور میں ہے۔

دجال سے پہلے تین سال

جب یہ فتنہ ظہور پذیر ہوگا ہر شخص ہی پہچان لے گا کہ یہ دجال ہے۔ بشرطیکہ اسے پیارے پیغمبر علیہ السلام کی باتوں پر یقین ہو۔ اگر منکرین حدیث کی کتب کا مطالعہ کسی خالی الذہن نے کیا ہوگا تو اسے ہرگز یقین نہ آئے گا اور وہ راویوں کی بحث میں پڑا رہے گا۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس فتنہ سے پہلے کیا ہوگا؟ تاکہ مومنین اس کی آمد سے پہلے اس کی چال بازیوں کے مقابلے کیلئے تیار رہیں۔ اس ارشاد حبیبؐ میں کچھ علامات ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔

حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس کے ظہور سے پیشتر تین سال ہوں گے۔ پہلے سال آسمان ایک تہائی بارش روک لے گا اور زمین ایک تہائی نباتات بند کر دے گی۔ دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش اور زمین اپنی دو تہائی نباتات بند رکھے گی اور تیسرے سال آسمان اپنی پوری

بارش اور زمین اپنی پوری روئیدگی روک لے گی۔ چارپاؤں میں سے ہر کھری والا اور دانت والا جانور ہلاک ہو جائے گا۔

(مختصر)

ملاحظہ: دجال کا فتنہ ضروریات زندگی کی قلت و کثرت کی بنا پر کامیاب ہوگا اس لئے غالباً بارش و نباتات روکنا پھر جاری کرنا دجال کی آمد سے پہلے اس نے ہوگا کہ لوگ پھر سمجھ لیں کہ یہ چیزیں اللہ کے حکم سے ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کہیں سے کچھ کا ہونا محسوس ہو تو درحقیقت اس کے پیچھے اللہ ہی کا حکم ہوتا ہے۔

ہر نبی نے دجال سے ڈرایا ہے

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ فَذَکَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاُنْذِرُکُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ وَلٰکِنِّیْ سَاَقُوْلُ لَکُمْ فِیْهِ قَوْلًا لَمْ یَقُلْهُ نَبِیٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ.

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۹)

سالم نے اپنے باپ ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی جیسا کہ وہ اس کے لائق ہے۔ پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ لیکن میں تم سے ایسی بات اس کے متعلق کہہ رہا ہوں، جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں کہی۔ تم جان رکھو کہ دجال کانا ہوگا اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔

(تذکرہ دجال نوح علیہ السلام سے چلا آرہا ہے اور اس سے

مسلسل ڈرایا جا رہا ہے۔ وہ کیونکہ شیطانی وساوس کے سہارے
اپنے کارناموں میں کامیاب ہوگا اس لئے شیطان اپنے اہم
ترین فتنے کی راہ ہموار کرنے کے لئے ایسے لوگوں سے ایسی
باتیں لکھوا رہا ہے کہ اس کا نمائندہ آئے تو مسلمان بھی اسے
گمراہ نہ کریں اور نہ ہی اس سے پناہ مانگیں بلکہ تحقیقات کے
نام سے شکوک میں مبتلا رہیں اور اسے اپنے فتنے کو پھیلانے کا
خوب موقع مل جائے۔)

آپ ؐ نے دجال کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ممکن ہے کہ دجال کو وہ شخص پائے گا جس نے مجھے دیکھا ہے اور میری گفتگو سنی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ اس دن ہمارے دل کیسے ہوں گے کیا ایسے ہی ہوں گے جیسے آج ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے بہتر (کیونکہ باوجود فتنہ کے ایمان قائم رہے گا)۔

(ابوداؤد ص ۲۰۶)

آپ ﷺ نے فرمایا میرا ایک صحابیؓ دجال کو دیکھ لے گا اسے مراد تمیم داریؓ ہیں۔ جو دجال کو دیکھ کر آئے تھے اور آپ ﷺ سے اس کا حال بیان کیا تھا۔ اس سے اگلی حدیث میں اس ملاقات کا بیان آرہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے میں دجال نکلے گا اس زمانے تک مسلمان موجود ہوں گے۔

اس حدیث مبارکہ کے بعد ہم پیارے رسول اکرم ﷺ کی وہ حدیث طیب لکھنے لگے ہیں جو ایک طویل واقعہ ہے جو ہم مسلم ابو داؤد ابن ماجہ تحفۃ الاخیار جیسی معتبر کتابوں کے مشترکہ بیانات سے ترتیب دیا ہے۔ اس حدیث شریف پر یہ شبہ ہرگز نہ کیا جائے کہ یہ سارا بیان ایک نومسلم کا ہے بلکہ اس نقطۂ نظر سے اسے دیکھنا چاہیے کہ اس سارے واقعے کو بیان کرنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے اس کے سچے ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ سارا مشاہدۂ صحابیؓ اسی کے مطابق ہے جو میں اپنے صحابہؓ کو وحی الٰہی کی روشنی میں دجال کے متعلق بتاتا رہا ہوں۔ اس ارشاد میں دجال کے بہت سے پہلو واضح ہو رہے ہیں۔

ایک صحابی رسول ﷺ کا دجال سے انٹرویو

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تمیم داری ایک نصرانی تھا، وہ آیا، اس نے بیعت کی اور مسلمان ہو گیا۔ اس نے ایک واقعہ بیان کیا جو اس واقعہ کے موافق ہوا جو میں تمہارے پاس ''مسیح الدجال'' کے متعلق بیان کیا کرتا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ وہ (یعنی تمیم داریؓ) تیس آدمیوں کے ساتھ بحری جہاز میں سوار ہوا جو لخم اور جذام کی قوم میں سے تھے۔ مہینہ بھر ان سے سمندر کی لہریں کھیلتی رہیں۔ پھر وہ سمندر میں ایک جزیرہ کی طرف جہاں سورج غروب ہوتا ہے جا لگے۔ پھر وہ ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ گئے اور جزیرے میں داخل ہو گئے۔ وہاں ان کو بھاری دم اور کثیر بالوں والا جانور ملا۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے وہ اس کا آگا پیچھا معلوم نہ کر سکے۔ انہوں نے اس سے کہا ''تیرا برا ہو تو کیا چیز ہے؟''

اس نے کہا ''میں جاسوس ہوں''۔ انہوں نے کہا جاسوس کیا ہوتا ہے؟

اس نے کہا ''اے لوگو! اس شخص کے پاس جلاؤ، جو دیر میں ہے کیونکہ وہ تمہاری خبر کا بہت ہی شوقین ہے۔ جب اس نے آدمی کا نام لیا تو ہم ڈرے کہ کہیں وہ شیطان نہ ہو۔ تمیم نے کہا پھر ہم تیز رفتاری سے چلے حتیٰ کہ ہم اس دیر (اور عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔) دیکھا تو وہاں ایک بڑے قد کا آدمی تھا۔ ہم نے اتنا بڑا قد آور آدمی اور اتنا سخت جکڑا ہوا کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کی طرف اس کے دونوں زانوؤں اور اس کے دونوں ٹخنوں کے درمیان لوہے سے جکڑے ہوئے

تھے۔

ہم نے کہا "تیری خرابی ہو تو کیا چیز ہے؟"

اس نے کہا "تم نے میری خبر پر قابو پالیا ہے (یعنی میرا حال تو تمہیں معلوم ہو جائے گا) اب تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

انہوں نے جواب میں کہا "ہم عرب کے لوگ ہیں جو سمندری جہاز میں سوار ہوئے تھے"۔ اس کے بعد یہاں تک پہنچنے کی ساری روداد سنا ڈالی اور کہا۔ لہٰذا ہم تیری طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ ہم اس سے ڈر گئے کہ کہیں یہ شیطان (بھوت وغیرہ) نہ ہو۔ (مسلم ص ۴۰۳ ج ۲، ابو داؤد ص ۲۳۳ ج ۲)

یہاں پھر اس شخص نے کہا "مجھے بیسان کے نخلستان کی خبر دو"۔

ہم نے کہا "تو کون سا حال پوچھتا ہے؟"۔

اس نے کہا "کہ میں اس کے نخلستان کے متعلق پوچھتا ہوں کہ کیا وہ پھل دیتا ہے؟"۔

ہم نے اسے کہا "ہاں! وہ پھل دیتا ہے"

اس نے کہا "عنقریب وہ دوبارہ پھل نہیں دے گا"

اس نے کہا "مجھے طبرستان کے دریا کے متعلق خبر دو!"

ہم نے کہا "تو اس دریا کا کون سا حال پوچھتا ہے؟"

اس نے کہا "کیا اس میں پانی ہے؟"

انہوں نے کہا "اس میں بہت سا پانی ہے"

اس نے کہا "اس کا پانی عنقریب جاتا رہے گا"

(اس سے پہلے ہم حدیث پاک کی روشنی میں وضاحت کر آئے ہیں۔ دجال کے آنے سے پہلے کیا ہوگا یہ وہی حالات ہیں جو دجال بتا رہا ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا۔ مرتب)

پھر اس نے کہا "مجھے زغر کے چشمے کے متعلق خبر دو!"

ان لوگوں نے کہا" تو اس کا کیا حال پوچھتا ہے؟"

اس نے پوچھا" کیا اس چشمے میں پانی ہے اور کیا وہاں کے رہنے والے چشمے کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟"

ہم نے اسے بتایا کہ" ہاں! اس میں بہت سا پانی ہے، وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں"۔

اس نے کہا" مجھے عرب کے نبی ﷺ کے متعلق خبر دو کہ انہوں نے کیا کیا؟"

ان لوگوں نے کہا" وہ مکہ سے نکلے اور مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے"

اس نے پوچھا" آپ نے ان عرب والوں کے ساتھ کس طرح کیا؟"

ہم نے اسے بتایا کہ" آپ عرب والوں پر غالب آ گئے۔ جو آپ کے ارد گرد تھے اور انہوں نے آپ کی اطاعت کی"۔

اس نے پوچھا" کیا یہ بات ہو چکی ہے؟"

ہم نے کہا" ہاں"! (ہو چکی ہے)۔

اس نے کہا" خبردار رہو کہ یہ بات ان (عرب والوں) کیلئے بہتر ہے کہ وہ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور اب میں تمہیں اپنے متعلق خبر دیتا ہوں (کہ میں کون ہوں؟)۔ (مسلم ص ۴۰۲)

خروج دجال کی نشانیاں

۱۔ امام مہدی علیہ السلام کا آنا۔

۲۔ قریبی علامت حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول

۳۔ ہزار دن کے قریب بلیستان کے درختوں پر پھل نہ لگنا۔

۴۔ بحرۂ طبریہ کا پانی خشک ہونا۔

۵۔ چشمۂ زغر کا خشک ہونا۔

۶۔ قسطنطنیہ کا فتح ہونا۔

۷۔ بیت المقدس کی آبادی اور مدینہ کی ویرانی۔

۸۔ عربوں کی تعداد کم اور یہودیوں کی تعداد زیادہ ہونا۔

۹۔ بھوک اور قحط کا عام ہونا۔

یہ وہ علامات ہیں، جو ان روایات میں مختلف جگہ آئی ہیں، جن کو ہم نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

دجال کی کہانی، اس کی اپنی زبانی

مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں دجال نے خود بیان کیا میں مسیح الدجال ہوں، البتہ وہ زمانہ قریب ہے۔ جب مجھے (یہاں سے باہر) نکلنے کی اجازت دی جائے گی، تو میں نکلوں گا اور زمین میں سیر کروں گا اور کوئی بستی نہیں چھوڑوں گا، جہاں نہ جاؤں۔ سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ شریف کے مجھ پر حرام یعنی ممنوع ہیں۔ جب میں ان دونوں شہروں میں جانا چاہوں گا تو میرے آگے ایک فرشتہ بڑھ کر آئے گا، جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی، وہ مجھے وہاں جانے سے روک دے گا۔ البتہ اس کے ہر ناکہ پر فرشتے ہوں گے، جو اس کی چوکیداری کریں گے۔

آج کل دجال کا مقام کہاں ہے؟

پھر رسول اللہ ﷺ نے (بوقت خطاب آپ ﷺ کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی) اسے منبر پر مارا، اور فرمایا:

"طیبہ یہی ہے، طیبہ یہی ہے، طیبہ یہی ہے" (یعنی طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے)۔

خبردار! میں تمہیں اس کے متعلق خبر دے چکا ہوں، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "ہاں!" (آپ ﷺ خبر دے چکے ہیں)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے تمیم کی بات اچھی لگی۔ جو اس چیز کے موافق ہے، جو میں تمہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق بتلایا کرتا تھا۔

خبردار! رہو کہ بے شک وہ (دجال) دریائے شام یا دریائے

یمن میں ہے نہیں! بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف بحر ہند ہے۔ شاید دجال بحر ہند کے کسی جزیرہ میں ہو۔ (مشرق کی طرف اشارہ کیا)'' فاطمہ بنت قیس نے کہا یہ حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد رکھی ہے۔ (مسلم ص ۴۰۵)

احادیث میں تطبیق

منکرین حدیث بظاہر ایک دوسرے کی مخالف احادیث کو تختۂ مشق بنا کر لوگوں کو حدیث رسولؐ سے بدظن کرتے ہیں اور سچے اہل علم آپ ﷺ کے ہر قول کی تعظیم کرتے ہیں اور ان میں مطابقت کرتے ہیں۔

آپ نے دجال کا مقام دریائے یمن فرمایا ہے۔ پھر شاید اسی وقت وحی سے معلوم ہوا کہ مشرق کی طرف ہے۔ لہذا تین بار اس مضمون کو تاکید سے فرمایا۔ چنانچہ اس کے سوا ایک اور حدیث صاف ہے کہ دجال مشرق سے آئے گا۔ ''بیسان'' اور ''زغر'' شام کے دو شہر ہیں اور ''طبرستان'' شام کے پاس ہے۔ معلوم ہوا کہ دجال بالفعل موجود ہے اور قید ہے۔ قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

(تحفۃ الاخیار)

دجال کے ساتھی آج اور کل

منکرین احادیث کو دجال کے ان انصار و اعیان میں شامل ہیں جو ان دنوں میں اس کا راستہ ہموار کر رہے ہیں ان کے علاوہ کس کس طرح اس کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں وہ ہم اس کتاب میں واضح کریں گے مختصراً عرض ہے کہ یہ بڑا دجال ہے، جو قیامت کے قریب نکلے گا۔ اس کا فتنہ عالمگیر ہوگا۔ اس کے علاوہ چھوٹے دجال اس امت میں بہت ہوئے ہیں۔ جنہوں نے لوگوں کو دین اسلام

کے خلاف بھڑکایا اور راہِ راست سے ڈگمگایا۔ خوب گمراہی پھیلائی۔ فرشتوں، جنت اور دوزخ اور معجزات کا انکار کیا اور قرآن و حدیث کے انکار اور معنیٰ میں تحریف و تحویل کر کے لوگوں کو دینِ اسلام سے دور کیا۔ اللہ تعالیٰ دجالوں کے مکر و فریب اور دھوکے سے مسلمانوں کی حفاظت کرے اور انہیں سیدھی راہ پر چلتے رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔

جب دجال نکلے گا تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق "اصفہان" کے ستر ہزار "یہودی" سیاہ چادریں اوڑھے ہوئے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

(مسلم ص ۴۰۵ ج ۲)

جب دجال نکلے گا، تو لوگ دجال کے ڈر سے بھاگیں گے۔ آپ نے فرمایا عرب کے لوگ ان دنوں تھوڑے ہوں گے اور دجال کے ساتھی کروڑوں ہوں گے۔

(مسلم ص ۴۰۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا۔ اس زمین کو "خراسان" کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ایسی قومیں ہوں گی، جن کے منہ گویا کہ وہ تہ بہ تہ ڈھالیں ہیں، یعنی ان کے چہرے چوڑے چوڑے ہوں گے۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۹)

اس حدیث میں عربوں کو دجال کے مخالفین میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک دجالی چال ہے کہ عربوں کو بدنام کیا جا رہا ہے، تاکہ دجال کی مخالفت کے لئے دلیل نہ بن سکے۔ اجتماعی کمزوریاں سب مسلمانوں میں ہیں ہمیں عربوں کی قدر کرنی چاہئے جس طرح آرام کو چھوڑ کر شہزادے جہاد میں آج کل حصہ لے رہے ہیں حضرت عیسیٰ کا ساتھ بھی یہی دیں گے۔

دجال کا حلیہ کیا ہوگا؟

اس ارشاد گرامی کے پڑھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے۔ نبیوں کے خواب بھی وحی کا درجہ رکھتے ہیں اس کا جو مفہوم درست ہے وہ ان کے دلوں میں آ جاتا ہے ان میں سے کسی کو تعبیر کی اجازت نہیں رہتی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبِطُ الشَّعْرِ يَنْطُفُ اَوْ يُهَرَاقُ رَاْسُهٗ مَاءً قُلْتُ: مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ مَرْيَمَ ذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ اَحْمَرُ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ.

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۵، مسلم ص ۹۵)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ جب کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص گندم گوں رنگ کا سیدھے بالوں والا دکھائی دیا۔ اس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، مریم کے بیٹے پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگا، تو ایک سرخ رنگ کا موٹا شخص نظر آیا۔ اس کے بال گھنگریالے تھے، وہ آنکھ کا کانا تھا، گویا کہ اس کی آنکھ جیسے انگور کا پھولا ہوا دانہ ہے، جب میں نے پوچھا یہ کون ہے تو لوگوں نے کہا یہ دجال ہے۔ اس کی شکل و صورت لوگوں میں سے عبدالعزیٰ بن قطن سے ملتی جلتی تھی۔ یہ خزاعہ قبیلے کا آدمی تھا (اور زمانہ جاہلیت میں مر گیا تھا)۔

بعض کے نزدیک وہ مسلمان ہوئے آپ ﷺ نے ان کو تسلی دی کہ تیرا اس کے مشابہ ہونا کوئی نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ تم مسلمان ہو اور وہ کافر ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔ (بخاری ص ۱۰۵۵)

یہ امت کی تعلیم کیلئے تھا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ کو یہ خبر نہیں دی گئی تھی کہ دجال کب نکلے گا۔ آپ کو خیال ہوگا کہ شاید دجال میری زندگی ہی میں نکل آئے۔ لہٰذا آپ اپنی نماز میں اس کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔ آج بھی یہی حکم ہے۔

دجال کی آنکھیں کیسی ہوں گی۔۔۔؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاُنْذِرُ كُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ۔

(بخاری ص ۱۰۵۵، ترمذی ص ۴۷ ج ۲، ابوداؤد ص ۲۳۵ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی تعریف کی جس تعریف کے وہ لائق ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں اس (دجال) سے ڈراتا ہوں۔ کہ ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا، لیکن میں ابھی تمہیں اس کے متعلق ایک بات بتا رہا ہوں، جو کسی پیغمبر علیہ السلام نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ وہ (مردود) کانا ہوگا اور

اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جتنے نبی علیہم السلام گزرے ہیں سب نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا اور حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ڈرایا۔

ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ گویا پھولا ہوا انگور ہے۔ (بخاری ص ۱۰۵۵ مسلم ص ۹۵ ج ۱ ص ۳۹۹ ج ۲)

آنکھ سے متعلق روایات میں تطبیق

دجال کے ذکر کے باب میں مختلف روایات ہیں۔ کسی میں دائیں آنکھ کا کانا ہونا مذکور ہے اور کسی میں بائیں آنکھ کا۔ بعض نے کہا ہے کہ ایک آنکھ کانی ہوگی اور دوسری پھولی ہوگی۔

مظاہر حق میں تطبیق لکھی ہے کہ کچھ لوگوں کو نظر آئے گا بائیں آنکھ سے کانا ہے اور کچھ کو دائیں سے یہ اپنے اپنے دیکھنے میں اس کو مختلف دیکھیں گے تو دجال کا دھوکا اور خود اس کی بد نظمی اور دو رخی واضح ہو جائے گی۔ (ملخص مظاہر حق جدید ج ۵ ص ۵۵)

کیا دجال کانا ہوگا۔۔۔؟

رفع تعارض کی ایک اور شکل

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَر. تمہارا رب کانا نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بات کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ کہ لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو! اس اعتبار سے فرمایا: ورنہ اللہ جل شانہ جسم سے پاک ہیں۔ اور اللہ جل شانہ اپنی ذات و صفات میں ہر قسم کے عیوب سے پاک و مبرا ہیں۔ (مظاہر حق جدید ۱/۹۱ د)

احادیث دجال کو جن محققین نے موضوع سخن بنایا کر پھر پیچیدہ سوالات اٹھائے اور قوم کے ایمان کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے اور دجال کی سرزمین ہموار کر رہے کہ اس کے ظاہر ہوتے ہی اس کے اثرات شروع ہو جائیں۔ انہوں نے بغیر تطبیق تعارض احادیث نقل کر کے اس حدیث کو بھی مشکوک قرار دیا ہے۔ اس لئے دجال کی آنکھ کے بارے میں احادیث میں تعارض اور اس میں تطبیق کے طور پر عرض ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

طافیہ کہتے ہیں کہ انگور کا پھول ہوا دانہ۔

علامہ تورپشتی فرماتے ہیں۔ دجال کی آنکھ کے بارے میں متعدد احادیث ہیں۔ ان سب میں آپس میں تعارض بھی بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ ان روایات میں تطبیق کی ضرورت ہے کہ یہ کہا جائے کہ دجال کی ایک آنکھ تو بالکل ہی غائب ہے۔ دوسری آنکھ بھی عیب دار ہے، اس معنی کے اعتبار سے اس کی دونوں ہی آنکھوں کو اعور یعنی "عیب دار" کہا جا سکتا ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ رحمۃ صالحین ص ۱۰۹ جلد دوم)

اس کی چال اس کے بال اور قد کیسے ہوں گے؟

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ لَا تَعْقِلُوْا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ رَجُلٌ قَصِيْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَيْنِ لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ وَلَا حَجْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ۔ (ابوداؤد ص ۲۳۵ ج ۲)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں دجال کے متعلق خبر دی ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر پیدا ہوا کہ تم اسے سمجھ نہ پاؤ

> گئے۔ (اسی لئے خوب وضاحت کرتا ہوں) بلاشبہ دجال پست قد آدمی ہے اور چلتے وقت اس کے پاؤں کے درمیان بہت فاصلہ ہوگا، وہ گھونگریالے بالوں والا ہے۔ مٹی ہوئی آنکھوں والا (اندھا) نہ اونچی نکلی ہوئی اور نہ بہت دھنسی ہوئی ہیں۔ پھر اگر تمہیں اس پر شک وشبہ ہو تو تم خوب جان لو کہ تمہارا رب تو کانا نہیں ہے (اور دجال کانا ہے)۔

بعض روایات میں لمبا قد بتایا گیا ہے۔ الاشاعہ ص ۲۶۳ پر ہے کہ دونوں روایات میں تطبیق یہ ہے کہ وہ چھوٹے قد والا ہوگا لیکن دعویٰ الوہیت کے بعد لوگوں کے امتحان کے لئے اس کا قد لمبا کر دیا جائے گا۔

دجال کی سواری

سرور کائنات ﷺ کا فرمان ذی شان ہے کہ دجال ایک سفید گدھے پر نکلے گا۔ اس کے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ ستر باع ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

سواری کے متعلق مکمل بحث آخری صفحات میں آرہی ہے۔

دجال کی پیشانی کیسی ہوگی؟

اس کی پیشانی کے متعلق احادیث میں "جلی الجبهة" کے الفاظ ہیں یعنی کشادہ اور چوڑی ہوگی۔ ناک کے متعلق عريض المنخر کا لفظ ہے یعنی چوڑی ناک اور نتھنوں والا ہے۔

> عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ فِيْهِ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (بخاری ص ۱۰۵۸، مسلم ص ۴۰۰، ترمذی ص ۴۶ ج ۲، ابو داؤد ص ۲۳۹ ج ۲)

حضرت انسؓ سے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی پیغمبر ایسا مبعوث نہیں جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے دجال سے نہ ڈرایا ہو خبردار! بلاشبہ وہ (مردود) کانا ہوگا اور بے شک تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے اور یقیناً اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ. (مشکوۃ)

مومن کی فراست سے بچو! وہ اللہ کے دئے ہوئے نور سے دیکھتا ہے، اس حدیث کی بنا پر دجال کے چہرے پر لکھا ہوا لفظ "کافر" مومن ہی پڑھ سکے گا۔

کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ اس کے متعلق کافر کا جو لفظ لکھا ہوگا وہ مومن اس کی پیشانی سے پڑھ لے گا خواہ وہ لکھا پڑھا نہ بھی ہو اور کافر اگر لکھا پڑھا بھی ہوگا تو وہ اسے نہ پڑھ سکے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہوگا (اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں ایمان کا ایسا نور بھر دے گا کہ وہ دجال کو دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ کافر اور جعل ساز بدمعاش ہے اور کافر کی عقل پر پردہ ڈال دے گا وہ سمجھے گا کہ دجال سچا ہے)

حق اور باطل کی الگ الگ پہچان ہو جانا بہت بڑی نعمت ہے، اسی لئے آپ ﷺ دعا فرماتے تھے یا اللہ! ہمیں حق کو حق اور جھوٹ کو جھوٹ دکھا دے، یعنی ایسا نہ ہو کہ شیطان صفت لوگوں کے دھوکے میں آ کر حق و باطل کی تمیز نہ کر سکیں، دجال کے ظہور کے وقت اس صفت کی ضرورت خاص طور پر پڑ جائے گی۔

دجال کے خروج کی مختصر کیفیت

ہم اس سے پہلے جو ارشادات نبوی لکھ آئے ہیں یا آگے جو احادیث بیان کریں گے ان کا خلاصہ لکھا جا رہا ہے تاکہ قاری کو تمام واقعات ذہن نشین کرنے

میں آسانی رہے "عمدۃ الفقہ" میں یہ حوالہ اس طرح ہے۔

(۱) سرورِ کائنات ﷺ کا فرمانِ ذی شان ہے کہ میری اُمت میں تیس آدمی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔

(۲) دجالِ موعود ایک خاص شخص ہے جو یہود سے ہے، جس کا لقب "مسیح" ہوگا۔ وہ کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر کافر (ک ف ر) لکھا ہوگا۔ جس کو ہر ذی شعور پڑھ لے گا اور اس کی سواری کیلئے ایک گدھا ہوگا۔ وہ ملک شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے بعد اصفہان میں آئے گا اور ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہوں گے اور وہاں وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

(۳) اس کے ساتھ آگ ہوگی جس کو وہ دوزخ کہے گا اور ایک باغ ہوگا جس کو وہ بہشت کہے گا اور بہشت میں دوزخ کا اثر ہوگا۔ وہ جس کو دوزخ کہے گا وہ جنت کی تاثیر رکھتی ہوگی۔ زمین میں فساد ڈالتا پھرے گا اور زمین میں بادل کی طرح پھیل جائے گا اور اس کے ظہور سے پہلے بڑا سخت قحط ہوگا۔ وہ عجیب و غریب کرشمے دکھا کر لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

(۴) پھر وہ مکہ کی طرف آئے گا مگر اس کی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر ہوں گے جس کی وجہ سے وہ مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ کا قصد کرے گا اور مدینہ منورہ کے اس وقت سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے محافظ ہوں گے۔ لہٰذا دجال اندر نہ جا سکے گا۔

(۵) وہاں سے شہر دمشق کی طرف جہاں "امام مہدی علیہ السلام" ہوں گے روانہ ہوگا۔ امام مہدیؑ اسلامی لشکر تیار کر کے وہاں سے جنگ کیلئے تیار ہوں گے۔ اتنے میں فجر کے وقت دمشق کی جامع مسجد کے شرقی مینارے پر زرد حلہ پہنے ہوئے فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ دھرے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ اسے ضرب کر کے قتل کر دیں گے اور اسلامی احکامات کا مکمل نفاذ ہو جائیگا۔

(عمدۃ الفقہ)

دجال کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خوارق

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ قیامت سے پہلے دجال کے ظہور سے متعلق حدیث نبویؐ کے ذخیرہ میں اتنی روایتیں ہیں جن کے بعد اس میں شک و شبہ کی اُمید نہیں رہتی کہ قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا، اسی طرح ان روایت کی روشنی میں اس میں بھی کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ہاتھ پر بڑے غیر معمولی اور محیر العقول قسم کے ایسے خارق عادت امور ظاہر ہوں گے، جو بظاہر مافوق الفطرت اور کسی بشر اور کسی بھی مخلوق کی طاقت و قدرت سے باہر اور بالاتر ہوں گے۔

مثلاً یہ کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی (جس کا مندرجہ ذیل بالا حدیث میں بھی ذکر ہے)

- یہ کہ وہ بادلوں کو حکم دے گا کہ بارش برسے اور اس کے حکم کے مطابق اسی وقت بارش ہوگی۔
- مثلاً یہ کہ وہ زمین کو حکم دے گا کہ کھیتی اُگے اور اسی وقت زمین سے کھیتی اُگتی نظر آئے گی اور
- مثلاً یہ کہ وہ جو خدا ناشناس ظاہر پرست لوگ اس طرح کے خوارق دیکھ کر اس کو خدا مان لیں گے ان کے دنیوی حالات بظاہر بہت ہی اچھے ہو جائیں گے
- وہ خوب پھولتے پھلتے نظر آئیں گے۔
- اس کے برخلاف جو مومنین صادقین اس کے خدائی کے دعوے کو رد کر دیں گے اور اس کو دجال قرار دیں گے بظاہر ان کے دنیوی حالات بہت ہی ناسازگار ہو جائیں گے اور وہ فقر و فاقے میں اور طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا نظر آئیں گے۔
- یہ کہ وہ ایک اچھے طاقتور جوان کو قتل کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا

○ اور پھر وہ اس کو اپنے حکم سے زندہ کر کے دکھا دے گا وہ سب دیکھیں گے کہ وہ جیسا تندرست و توانا جوان تھا ویسا ہی ہو گیا۔

○ الغرض حدیث کی کتابوں میں دجال کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے اس طرح کے محیر العقول خوارق کی روایتیں بھی اتنی کثرت سے ہیں کہ اس بارے میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ اس کے ہاتھ پر اس طرح کے خوارق ظاہر ہوں گے اور یہی بندوں کیلئے امتحان اور آزمائش کا باعث ہوں گے۔

معجزہ اور شعبدہ بازی (استدراج) میں فرق

اس طرح کے خوارق اگر انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو "معجزہ" کہا جاتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وہ معجزات جن کا ذکر قرآن پاک میں بار بار فرمایا گیا ہے۔

یا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ شق القمر اور دوسرے معجزات جو حدیثوں میں مروی ہیں اور اگر ایسے خوارق انبیاء کرام کے متبعین مومنین، صالحین کے ہاتھ پر ظاہر ہوں، تو ان کو "کرامات" کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اور اس اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات معلوم و معروف ہیں۔

اور اگر اس طرح کے خوارق کسی کافر و مشرک یا فاسق و فاجر داعی ضلالت کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو "استدراج" کہا جاتا ہے۔ دجال کے ہاتھ پر جو خوارق ظاہر ہوں گے وہ استدراج ہی کے قبیل سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو "دارالامتحان" بنایا ہے۔ انسان میں خیر کی بھی صلاحیت رکھی گئی ہے اور شر کی بھی اور ہدایت و دعوت الی الخیر کیلئے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے اور ان کے نائبین قیامت تک یہ خدمت سرانجام دیتے رہیں گے اور اضلال اور دعوت شر کیلئے شیطان اور انسانوں اور جنات میں سے اس کے چیلے چانٹے بھی پیدا کیے گئے۔ جو قیامت تک اپنا کام

کرتے رہیں گے۔ بنی آدم میں خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ہدایت اور دعوت الی الخیر کا کمال ختم کر دیا گیا۔ اب آپ ہی کے نائبین کے ذریعے قیامت تک ہدایت و ارشاد اور دعوت الی الخیر کا سلسلہ جاری رہے گا اور اضلال اور دعوت شر کا کمال دجال پر ختم ہوگا اور اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور استدراج ایسے غیر معمولی اور محیر العقول خوارق دیے جائیں گے جو پہلے کسی داعی ضلال کو نہیں دیے گئے۔

اور یہ گویا بندوں کا آخری امتحان ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے یہ ظاہر فرمائے گا کہ سلسلہ نبوت و ہدایت خاص کر خاتم النبیین ﷺ اور آپ ﷺ کے نائبین کی ہدایت و ارشاد اور دعوت الی الخیر کی مخلصانہ کوششوں کے نتیجہ میں وہ صاحب استقامت بندے بھی اس دجالی دنیا میں موجود ہیں جن کے ایمان و یقین میں ایسے محیر العقول خوارق دیکھنے کے بعد بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ ان کی ایمانی کیفیت میں اضافہ ہوا اور ان کو وہ مقام صدیقیت حاصل ہوا جو اس سخت امتحان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

دجال کے اختیارات (امتحان ایمان)

قارئین! زندگی امتحان ہے اللہ نے عقل دی ہے اس لئے کہ ظاہری کامیابی دنیا کی کو نظر انداز کر کے انسان حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً

وہ جس نے موت و حیات کو بنایا ہے کہ تمہارا امتحان کرے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔ (سورۃ الملک)

چنانچہ دجال کو بہت سے اختیارات دیے جائیں گے اہل ایمان سب کچھ کے باوجود اس کے منکر رہیں گے اور صرف ظاہری زندگی سے محبت رکھنے والے لوگ اس کے دام ہمہ رنگ میں پھنستے چلے جائیں گے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ احکام خدا

داڑھی، نماز، شرعی پردہ کی بات جلدی سے سمجھ نہیں آتی اور فیشن کی بات میڈیا کے زور پر ہمارے دلوں میں گھر کر جاتی ہے۔ اسی طرح دجال بھی ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں اس بات کی دعوت دے گا کہ وہ (دجال) پر ایمان لائیں یعنی وہ انہیں کفر کی طرف بلائے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کے حکم کو قبول کر لیں گے۔

وہ آسمان کو حکم کرے گا تو وہ بارش برسائے گا۔ وہ زمین کو حکم کرے گا تو وہ گھاس اناج وغیرہ اگا دے گی۔ شام کو اس کے ماننے والوں کے جانور آئیں گے ان کے کوہان پہلے سے لمبے ہوں گے ان کے تھن کشادہ ہوں گے۔ ان کی کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی (خوب سیر ہوں گے)۔

پھر دجال دوسری قوم کی طرف آئے گا وہ اگرچہ قحط سالی میں مبتلا ہوں گے وہ ان کو بھی کفر کی طرف دعوت دے گا وہ اس کی بات کو نہیں مانیں گے۔ اور دجال ویران زمین پر نکلے گا تو اسے کہے گا (اے زمین) اپنے خزانے نکال دے تو زمین کے مال اور خزانے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں نکل کر بڑی مکھی کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔

پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے گا اور اسے تلوار سے مار ڈالے گا اور اسے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دے گا جیسے کہ نشانہ دو ٹوک ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اسے زندہ کر کے پکارے گا تو وہ جوان سامنے آ جائے گا۔ اس کا چہرہ خوب چمک رہا ہو گا اور وہ ہنس رہا ہو گا دجال ابھی اسی حالت میں ہو گا کہ اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔

(مسلم ص ۴۰۱ ج ۲)

محترم قارئین! یہ وہ اختیارات ہیں جو بطور امتحان اس بے ایمان کو دیئے جائیں گے اور منکرین احادیث ان اختیارات کا مذاق اڑاتے ہوئے ان احادیث کا ہی سرے سے انکار کرتے ہیں انہوں نے ان "شعبدہ بازیوں" کو معجزہ قرار دے کر راویوں پر خوب چڑھائی کی ہے جبکہ غلطی ان کی اپنی ہی ہے کہ وہ "جادوگری" اور "معجزے" میں فرق نہیں کر سکے۔

کاش! انہوں نے دجال والی احادیث سے پہلے اسلامی مدارس کی پہلی جماعت میں پڑھائی جانے والی کتاب ''تعلیم الاسلام'' کا مطالعہ کر لیا ہوتا اور معجزے اور استدراج کا فرق سمجھ لیتے۔

شعبدہ بازوں کا سردار

عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَّ نَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ وَمَاءُهُ نَارٌ.

(بخاری ص ۱۰۵۶، ابن ماجہ ص ۳۰۵)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی طرف سے بیان کیا آپ نے دجال کے متعلق ارشاد فرمایا: اس یعنی دجال کے ساتھ پانی ہوگا اور آگ بھی ہوگی تو اس کی آگ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہوگا اور اس کا پانی حقیقت میں آگ ہوگی۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ تم میں سے جو کوئی اس کا زمانہ پائے گا، تو اس کی آگ میں چلا جائے گا وہ نہایت شیریں اور ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ ''دجال'' ایک شعبدہ باز ہوگا یہ سب حقیقی ہوگا لوگوں کے امتحان کے لئے اسے یہ طاقتیں دی جائیں گی، پانی کو آگ اور آگ کو پانی کر کے لوگوں کو بتلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر کے الٹا کر دے گا۔ جن لوگوں کو وہ پانی دے گا ان کیلئے وہ پانی آگ ہو جائے گی اور جن مسلمانوں کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈال دے گا ان کے حق میں آگ پانی ہو جائے گی۔

اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جو کوئی دجال کا کہنا مانے گا وہ اس کو ٹھنڈا پانی دے گا تو درحقیقت یہ ٹھنڈا پانی آگ ہے یعنی قیامت میں دجال کا کہنا ماننے والا دوزخی ہوگا اور دجال جس شخص کو مخالف سمجھے گا، اس کو آگ میں ڈال دے گا۔ اس

کے حق میں یہ آگ پانی ہوگی۔ یعنی قیامت کے روز وہ جنتی ہوگا اور اسے جنت کا بہترین ٹھنڈا پانی پلایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ دجال کو بھیج کر اپنے بندوں کو آزمائے گا۔ اس طرح کہ اس کو قدرت دے گا اور بڑے بڑے کاموں کی اس میں طاقت ہوگی۔ جیسے مردوں کو زندہ کرنا، زمین پر پانی برسانا۔ زمین سے خزانے نکالنا یہ سب کام اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے عاجز کر دے گا اور وہ کسی کو بھی نہیں مار سکے گا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو مضبوط رکھے گا۔

دجال اتنی بڑی باتیں دکھائے گا۔ جیسے مردوں کا زندہ کرنا، پانی کا برسانا، جنت اور دوزخ اس کے پاس ہوگی۔ اگر جاہل لوگ اس کے تابع ہوں گے تو یہ بات قیاس سے بعید نہیں ہے کہ ان کو صرف دنیاوی ساز و سامان سے غرض ہوتی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دجال کا اتنا حال نہیں پوچھا جتنا میں نے پوچھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو کیوں فکر کرتا ہے۔ دجال تجھے کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔

میں نے عرض کیا "اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ کھانا ہوگا اور نہریں ہوں گی"۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ایسا ہوگا مگر) وہ (دجال) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی ذلیل ہے، جو کچھ اس کے پاس ہوگا اس سے وہ مومنوں کو گمراہ نہ کر سکے گا۔

(مسلم ص ۴۰۳ ج ۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک کوئی مخلوق بھی (شر و فساد میں) دجال سے بڑا نہیں (سب سے بڑا مفسد اور شریر دجال ہے)

دجال کی دو بڑی شعبدہ بازیاں

بس یہی مثال سنت اور جدید فیشن کی ہے کہ سنت پر چلنے والا بعض اوقات بظاہر لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے اور فیشن والے کی بڑی عزت ہوتی ہے تو حلال وحرام میں تمیز کرنے والا بظاہر نقصان میں اور حرام کمانے والے بظاہر فائدہ میں ہوتا ہے لیکن حقیقت الٹ ہوتی ہے اسی طرح دجال کا معاملہ ہوگا آج بھی صرف ظاہر پر مرنے والے دجالیت سے متاثر ہیں گویا ان کے لئے دجال آچکا ہے، حدیث پڑھئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا (یعنی وہ اپنے ساتھ کیا کچھ لئے ہوئے ہوگا) اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی۔ وہ دونوں بہہ رہی ہوں گی۔ ایک دیکھنے میں سفید پانی معلوم ہوگی اور دوسری دیکھنے میں بھڑکتی ہوئی آگ معلوم ہوگی۔ پھر جو کوئی موقع پائے اس نہر میں چلا جائے جو آگ معلوم ہوتی ہو اور اپنی آنکھ بند کرے، پھر وہ اپنے سر کو جھکائے اور اس میں سے پئے بے شک وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ (مسلم ص ۴۰۰)

آپ ﷺ نے فرمایا جس کو لوگ آگ دیکھیں وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا۔ جو کوئی تم میں موقع پائے اسے چاہیے کہ جو آگ معلوم ہو اس میں گر پڑے اس لئے کہ وہ شیریں اور پاکیزہ پانی ہے۔ (مسلم ص ۴۰۰، ج ۲)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں دجال کی ایک بات نہ بتاؤں جو کسی نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو نہ بتائی ہو۔ وہ کانا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کی مانند دو چیزیں ہوں گی۔ جس کو وہ جنت کہے گا حقیقت میں وہ آگ ہوگی اور میں نے تمہیں دجال سے اس طرح ڈرایا ہے، جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

(مسلم ص ۴۰۰ ج ۲)

دجال شبہات سنائے گا

مرزا غلام احمد قادیانی جو مدعیٔ نبوت تھا۔ اس کا حلیہ سر پہ پگڑی، مکمل داڑھی، دعاؤں میں رونا، سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر اس سے بہتر تفسیر کرنے والے کو چیلنج اور بے شمار اس طرح کے دعاوی اور مقالات و مشاہدات تھے کہ اہل علم سے دور عوام بہت جلد اس کے جال میں آ جاتے تھے۔ چنانچہ تمام دجالوں کا معاملہ یہی رہا ہے اور سلسلہ ھنوز جاری ہے۔ کہ منکرین حدیث اپنے آپ کو سب سے بڑا ماہر قرآن بتا کر حدیث سے دور کرتے ہیں۔ اسی طرح دجال عظیم کرے گا کہ لوگ اسے پیر، بزرگ اور "پہنچی ہوئی سرکار" سمجھیں۔

گویا علم دین سے دوری کی وجہ سے آج بھی مسلمان بہت سے دجالوں کی لپیٹ میں ہے کہ دشمن ایمان بظاہر مفسر ہیں، لیکن قرآن سے دور، بظاہر حدیث کی محبت کے دعوے لیکن صحیح حدیثوں کا انکار، بظاہر اہل سنت کے دعوے لیکن بدعت سے محبت۔ اللہ بچائے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الدَّجَّالَ فَلْيَنْاَ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ فَمَا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ. (ابو داؤد ص ۲۳۸ ج ۲)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی دجال کی خبر سنے اسے چاہیے کہ اس سے کنارہ پکڑے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک آدمی اس (دجال) کے پاس آئے گا تو اس کو یہی خیال کرے گا کہ وہ (دجال) مومن ہے۔ وہ اس کا تابع فرمان ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس کے پاس شبہے والی چیزیں ہیں۔

دجال لوگوں کو ایسی باتیں دکھائے گا کہ لوگوں کا اعتقاد اس پر زیادہ ہو جائے گا

جیسے سے منکرین حدیث ہیں کہ ایک ایک عمل پر ہزاروں روایات بنانے کے دعوے کرتے ہیں جب ان کے جال میں لوگ پھنس جاتے ہیں تو وہ مرفوع احادیث کا انکار کروادیتے ہیں حتیٰ کہ ایک عام آدمی حدیث نبوی کو بڑی ڈھٹائی سے جھوٹی اور من گھڑت کہہ دیتا ہے۔ اسی طرح دجال کو لوگ شب میں اسے پکا مومن تصور کرنے لگیں گے اور اس کی باتوں کو ماننا شروع کر دیں گے۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ علم کی کمی کی وجہ سے ہوگا جن کے ہاں روایت کا معیار سنت رسولؐ ہے۔

اعمال کے لئے حدیث اور قرآن کو بھی نہیں سنت کا پختگی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ شبہات سے بچے رہتے ہیں درجہ سنت کی پہچان نہ کرنے والا شبہات دجال کے خطرے میں ہے اور اہل سنت سے واسطہ لوگ اس کے جال میں ہرگز نہیں پھنسیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے ایک دن فرمایا "دجال کے دیکھنے کا موقع جسے مل جائے اس کو چاہیے کہ اس سے دور ہی رہے" اسی کے بعد یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ:

وَاللّٰہِ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَاتِیْہِ وَھُوَ یَحْسَبُ اَنَّہٗ مُؤْمِنٌ فَیَتَّبِعُہٗ مِمَّا یَبْعَثُ بِہٖ الشُّبُھَاتِ. (ابوداؤد وغیرہ)

تو اللہ کی قسم ہے کہ دجال کے پاس آدمی آئے گا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ مومن ہے، مگر (ملنے کے ساتھ ہی) اس کا پیرو بن جائے گا، جس کی وجہ وہ شبہات اور شکوک ہوں گے، جو دجال سے ملنے کے ساتھ ہی پیدا ہو جائیں گے۔

عورتوں کو زیادہ متاثر کرے گا

اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو اپنے خیالات سے متاثر کرنے کی غیر معمولی مہارت بھی اس میں پائی جاتی ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ پیروں، نجومیوں اور شعبدہ بازوں کے چکر میں پھنسنے والی زیادہ تر عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ

جب اس میں یہ صلاحیت پائی جائے گی تو مردوں سے آگے بڑھ کر عورتوں کو متاثر کرے گا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اٰخر مَنْ یَخرجُ الیہ النّساء حتّٰی اِنَّ الرَّجُل یرجعُ الٰی اُمّہٖ وبنتہٖ و اُختِہٖ و عمّتہٖ فیُوثقُھارِباطا.

دجال کے ساتھ آخر میں عورتیں بھی نکل پڑیں گی، حالت یہ ہو جائے گی کہ آدمی اپنی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی کو اس اندیشہ سے باندھے گا کہ کہیں دجال کے ساتھ نہ نکل پڑیں۔

ایک اور حدیث میں عورتوں کو شیطان کے جال قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا:

اَلنِّساءُ حَبائلُ الشیطٰن. (مشکوٰۃ)

جب یہ عورتیں بے پردگی نیم عریانی لباس، جہالت، گانے ناچ اور رسوم و رواج کی وجہ سے شیطان کا جال ہیں کہ ان کے ذریعے وہ لوگوں کو پھنساتا ہے، تو دجال تو ان کو خوب استعمال کرے گا۔ آج عورتوں میں عقیدے کی کمزوری یہ چیزیں دجالیت کی زمین ہموار کر رہی ہے۔

اسی طرح آج آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ بے شمار لوگ ان ظاہری کرشموں کے حامل ڈاکٹریٹ کی ڈگری رکھنے والوں پر اندھا یقین رکھتے ہیں، بعض اوقات قرآن و سنت کے ماہر کی بات کو بھی رد کر دیا جاتا ہے۔ ادھر اسی تعلیم کے حامل بے شمار لوگ اپنے فن پر ایسے مغرور ہیں کہ ہر اچھی بات کو بھی رد کر دیتے ہیں۔

دجال کو کونسی چیز دجال بنائے گی؟

بہر حال! قدرتی توانائی پر غیر معمولی اقتدار جو دجال کو عطا کیا جائے گا وہ یہی یا اسی قسم کی دوسری باتیں بھی ہیں۔ جن کی تفصیل دجال کی متعلقہ حدیثوں میں پڑھی جا سکتی ہیں لیکن جہاں تک میرا خیال ہے دجال کو دجال بنانے والا اس کا وہ طرزِ عمل ہوگا جو اپنے اس غیر معمولی اقتدار کے استعمال میں وہ اختیار کرے گا اور اس کے مظاہر دکھا کر اللہ سے انسانوں کو دور کر دے گا۔

پروفیسر مولانا مناظر حسن گیلانیؒ لکھتے ہیں:

میرا مطلب یہ ہے کہ قوانین قدرت پر غیر معمولی اقتدار بجائے خود ایسی چیز نہیں ہے جو آدمی کو دجال بنا دے، بلکہ قرآنی تعلیم کے رو سے تو قدرت کے قوانین سے استفادہ نسل انسانی کے مقامِ خلافت کا عام اقتضاء ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کا جو علم بخشا گیا تھا اسی اجمالی علم کی یہ تفسیر ہے۔ ماسوا اس کے کون نہیں جانتا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی اسی قسم کا غیر معمولی اقتدار بخشا گیا تھا۔ علوی اجرام یا سفلی اجسام کی تسخیر کی مثالوں سے ان کی زندگی معمور نظر آتی ہے۔

سمندر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ضرب عصا سے پھٹ جانا یا شق القمر کا معجزہ جو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہے یا پھر خود قرآن میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکمہ و ابرص کو چنگا بھی کرتے تھے بلکہ مردوں کو زندہ کر کے بھی دکھاتے تھے۔

بہرحال پیغمبروں کی زندگی میں اس قسم کی چیزوں کی کیا کمی ہے، مگر پیغمبروں کو یہی اقتدار، جب بخشا گیا تو اپنے اس اقتدار سے جو کام وہ لیتے تھے، اس سے دنیا واقف ہے یعنی اقتدار بخشنے والے قادر و توانا کے شکر سے ان کے قلوب بھی معمور ہو جاتے تھے اور دوسروں کو بھی اسی خدا نے بخشایندہ مہربان کی طرف کھینچتے تھے، تسخیری مظاہر کو حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے سامنے پا کر فرمایا:

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ (النمل آیت ۴۰)

یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے مجھے وہ جانچتا ہے کہ میں اس کا گن گاتا ہوں یعنی شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں، جو شکر کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اسے معلوم ہو کہ میرے رب کی ذات سب سے بے پرواہ اور عظمت والی ہے۔

علم وحی کے بغیر دیگر علوم خطرہ میں ہیں

لیکن اس کے بالکل برعکس جیسا کہ سب جانتے ہیں دجال اپنے اقتدار کے کرشموں کو اقتدار بخشنے والے خدا سے خود باغی بننے اور دوسروں کو بھی خدا سے بیزار و باغی بنانے میں استعمال کرے گا۔

اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں اور قدرتی اشیاء کے استعمال پر گرفت اگر گمراہی کا ذریعہ ہے تو دجالیت ہے اور اگر اس سے بندہ اپنے مولیٰ سے جا ملتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے تو یہ دجالیت کے خلاف جہاد ہے جو نبیوں کو ملتا ہے یا ان کی وحی کا علم رکھنے والوں کو اللہ نصیب فرماتے ہیں معلوم ہوا دجالیت سے بچنے کے لئے دنیا کو علم وحی کی اشد ضرورت ہے خواہ وہ اشیاء کے استعمال کی مہارت تامہ والے علوم ہی کیوں نہ جانتے ہوں۔

معلوم ہوا کہ سائنس، ٹیکنالوجی اور انسانی ایجادات کی ترقی سے انسان میں دجالیت نہیں آتی بلکہ اسی کے نظریہ کو دیکھا جائے گا کہ چیزوں کے استعمال پر قدرت اسے خدا کا شکر گذار بناتی ہے یا اسے کسی شیطانی دھوکے میں مبتلا کرتی ہے جسے کفر کہا جاتا ہے۔

اس کی یہ خصوصیت اتنی نمایاں ہوگی کہ عوام وخواص ہر ایک پر، بشرطیکہ وہ مومن ہوں، حدیثوں میں آیا ہے کہ بہتی نظر میں اس کے مشن کا یہ امتیازی نصب العین خود بخود واضح ہو جائیگا۔ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ مشہور روایت جو دجال ہی کے متعلق پائی جاتی ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انه مكتوب بين عينيه ک، ف، ر، يقرءه كل مؤمن كاتب او غير كاتب.

دجال کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ک، ف، ر (کفر) لکھا ہوا ہوگا۔ جسے ہر مومن پڑھ لے گا خواہ کاتب ہو یا غیر کاتب۔ (عصر جدید)

"کاتب" یعنی لکھنے پڑھنے والے لوگ اور "غیر کاتب" یعنی نوشت و خواند کا سلیقہ جن میں نہ ہو، کسی سے بھی دجال کی یہ خصوصیت مخفی نہ رہے گی۔ گویا یوں سمجھنا چاہیے کہ کفر یعنی "ک ف ر" یہی دجالی تمدن و تہذیب کا امتیازی چھاپ ہوگی۔ ماحول ہی ایسا پیدا ہو جائے گا کہ دنیا بے ایمانی، الحاد، بے دینی کی شکار ہوتی چلی جائے گی۔

مولانا گیلانی لکھتے ہیں:

بہرحال قدرتی قوانین پر غیر معمولی اقتدار کا غلط بلکہ قطعی معکوس استعمال، یہی وہ "فتنہ" ہے جس میں المسیح الدجال خود بھی مبتلا ہوگا اور کوشش کرے گا کہ اس کی بھڑکائی ہوئی فتنے کی اس آگ میں دوسرے بھی جھونک دیے جائیں۔ باقی یہ مسئلہ کہ اپنی کرشمہ نمائیوں میں وہ کن ذرائع سے کام لے گا؟ ظاہر ہے کہ جب المسیح الدجال خود دنیا کے سامنے نہ آ جائے، اس سوال کا صحیح جواب نہیں دیا جا سکتا کیا سحر و جادو یا اسی قسم کے غیر مادی ذرائع پر اس کو قابو بخشا جائے گا یا جیسا کہ حافظ ابن حزم محدث کا خیال ہے۔

ابن حزمؒ کا نقطۂ نظر

انما ھو مُتحیّلٌ یتحد بحیلٍ معروفۃ یُنالُ من عرفھا عملُ مثلہٖ. (الفصل والنحل ص ۱۰۱)

دجال حیلوں سے کام نکالے گا، ایسے حیلے جن کا علم جو بھی حاصل کرے گا، وہی سب کچھ کر کے دکھا سکتا ہے، جو دجال دکھائے گا۔

جس کا حاصل یہ ہوا کہ ابن حزمؒ کے نزدیک دجال "حیل" سے کام لے گا "حیلہ" لفظ کی جو جمع ہے۔ عموماً میکانکی طریقوں کی تعبیر عربی زبان میں "حیل" کے لفظ سے کی جاتی ہے۔ مثلاً جرثقیل کے طریقوں کا ذکر "حیل" کے ذیل میں کرتے ہیں۔ "علم الحیل" نام ہی اس علم کا ہے جس میں میکانکی طریقوں سے چیزوں

پر قابو حاصل کرنے کی تدبیریں بتائی جاتی ہیں اور یہی ابن حزم کا مقصود بھی ہے۔

انہوں نے دوسری جگہ "جالی کرشموں" کا تذکرہ کرتے ہوئے بعض مثالوں سے "دجالی کرشموں" کو سمجھانا چاہا ہے مثلاً لکھا ہے کہ اس کی نوعیت وہی ہوگی جیسے بعض لوگ مرغیوں کو ہڑتال کھلا کر دکھا دیتے ہیں کہ گویا مرغیاں مر گئیں، ان کی حس و حرکت غائب ہوگئی پھر ان ہی مرغیوں کے حلق میں زیتون کا تیل جب ٹپکاتے ہیں تو پھڑ پھڑا کر اٹھ بیٹھتی ہیں۔

بھڑوں کے متعلق بھی اپنا ذاتی تجربہ نقل کیا ہے کہ پانی میں ہم انہیں ڈال دیا کرتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب مر گئیں، پھر ان ہی مردہ بھڑوں کو دھوپ میں لا کر تھوڑی دیر کیلئے چھوڑ دیتے تو زندہ ہو جاتی تھیں۔

اسی سلسلے میں اپنے وطن (اندلس) کے ایک آدمی محمد محرق کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بند کمرے میں یہ تماشا دکھاتا تھا کہ کوئی دوسرا بولنے والا اس کمرے میں موجود نہیں ہے، لیکن بولنے کی آواز اسی کمرے میں گونجتی تھی۔ حافظ کا بیان ہے کہ اس کمرے کی دیوار کے مخفی شگاف میں نلکی لگی ہوئی تھی جس سے لوگ ناواقف تھے۔ اسی نلکی کے دوسرے سرے پر کمرے سے باہر بات کرنے والا بات کرتا تھا مگر محرق باور کراتا تھا کہ کسی بولنے والے کے بغیر اس کے سامنے آوازیں آتی ہیں۔

(الملل والنحل)

بہر حال: ان کے خوارق کو جو بھی سمجھا جائے وہ امتحان سے خالی نہ ہوں گے، ایمان اور کفر کی کھلی جنگ ہوگی۔

دجالی کرشموں کی تعبیرات اور ایمانی تقاضے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حدیثوں میں بھی اس کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ "دجال" اس راہ میں کن ذرائع سے کام لے گا اور نہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قدرتی قوانین کا علم حاصل کر کے ان کو اپنے تصرف میں لائے گا۔

اور یہ قصہ کچھ دجالی کرشموں ہی تک محدود نہیں ہے، قیامت سے پہلے آئندہ

پیش آنے والے جن واقعات کا حدیثوں میں ذکر کیا گیا ہے، سب ہی کے متعلق یہ مناسب ہے کہ دیکھنے سے پہلے خواہ مخواہ اپنی طرف سے ان کے اسباب و علل کے متعلق فیصلہ نہ کر دیا جائے۔ (مثلاً روایتوں میں آتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کے اچانک مر جانے اور ختم ہو جانے کے بعد جب زمین ان کی گندگیوں سے صاف ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل ایمان کے ساتھ پہاڑ سے اتر کر زمین پر آئیں گے تو بیان کیا گیا ہے کہ نشوونما کی قوت زمین کی اتنی زیادہ بڑھ جائے گی کہ ایک ایک انار سے بڑی بڑی ٹولیاں سیر ہو جائیں گی اور انار کا خول دانوں کے نکل جانے کے بعد جو رہ جائے گا، وہ اتنا بڑا ہوگا کہ یہی ٹولیاں اس کے سائے میں قیام کریں گی۔ ایک طرف اس خبر پر غور کیجئے۔

اور دوسری طرف غور کیجئے ان تجربات پر جو جاپان میں ایٹم بم کے چلنے کے بعد کیے گئے۔ کہتے ہیں کہ جس علاقے میں چلایا گیا تھا، وہاں کی زمین میں جو چیزیں بعد کو بوئی گئیں تو اپنی مقدار میں حیرت انگیز طور پر دیکھا گیا کہ وہ بڑھی ہوئی ہیں۔ شلغم، مولی وغیرہ کی جو جسامت اس سلسلہ میں بیان کی گئی ہے، عام حالات میں اس کا باور کرنا مشکل ہے)۔

کیا تہذیب مغرب دجالیت کا نام ہے؟

پچھلے دنوں بعض لوگوں نے عجلت سے کام لے کر یورپ و امریکہ کے موجودہ تمدن و تہذیب کو دجالی تمدن و تہذیب قرار دیتے ہوئے یہ فیصلہ بھی جو کر دیا کہ "المسیح الدجال" جس کی پیشین گوئی کی گئی ہے، وہ آ گیا اور اب مسلمانوں کو "دجال" کے انتظار کی زحمت نہ اٹھانی چاہیے، اس میں شک نہیں کہ یہ فیصلہ بھی زود فکری اور زود بیانی کے عارضہ کا نتیجہ تھا اور اب بھی جن لوگوں کو اس خیال پر اصرار ہے تو سمجھنا چاہیے کہ زود فکری کے مرض سے وہ شفایاب نہیں ہوئے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ قدرتی قوانین پر غیر معمولی اقتدار پچھلی دو ڈھائی صدیوں میں یورپ و امریکہ والوں کا مسلسل قائم ہوتا چلا جا رہا ہے اور اپنے اس اقتدار کو ان

ممالک کے باشندے بھی ان ہی ''دجالی اغراض'' میں جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے، استعمال کر رہے ہیں۔ ''کفر'' یعنی کفر والحاد یا خدا سے بیزاری یا انحراف موجودہ مغربی تہذیب کا ایسا عام چھاپ ہے جسے ہر جاہل و عالم بشرطیکہ ایمان کی کوئی کرن اپنے اندر رکھتا ہو، جانتا اور پہچانتا ہے۔ خالق کی مرضی کے مطابق اس کے بندوں کے آگے زندگی کا جو نظام خدا کے پیغمبروں نے پیش کیا ہے، اس نظام زندگی کی طرف سے بیزاری اور افسردگی پیدا کرنے میں آج یورپ جن چالاکیوں سے کام لے رہا ہے ان کو دیکھتے ہوئے نبوت کی وہ پیشین گوئی سمجھ میں آتی ہے کہ مومن دجال کے پاس جائے گا، لیکن جب واپس لوٹے گا تو طرح طرح کے شکوک و شبہات کی چنگاریاں اپنے اندر بھڑکتی ہوئی پائے گا۔

عورتوں میں دجالی اثرات

یہ بھی دیکھا جا رہا ہے کہ مردوں سے متجاوز ہو کر عورتوں کو بھی نفسی آگ پھیلتی چلی جا رہی ہے، اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ''اسپریچولیزم'' کے شیطانی تجربات کے دعوی پیش کر کے اس صدی کی یورپ والوں نے چاہا کہ مشتبہ کر دیں جس سے مذاہب و دیانات کے سلسلہ میں حق و باطل کو جانچا جاتا تھا۔ اگر واقعی یہ مان لیا جائے کہ جن مخفی روحوں سے مکالمہ کا ادعا اس طبقہ کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ شیاطین نہیں، بلکہ گزشتہ مرے ہوئے لوگوں کی واقعی روحیں ہیں، تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ مرنے کے بعد والی زندگی کی بھلائی اور برائی، خیر و شر کا تعلق ان امور سے نہیں ہے جن کے ساتھ خیر و شر کے نتائج کو مذاہب وابستہ قرار دیتے ہیں۔

خدائی دعوی کے مترادف دعاوی

اور یہ بھی صحیح ہے کہ گو صاف صاف واضح لفظوں میں خدائی کا دعوی یورپ کی طرف سے ابھی دنیا کے سامنے نہیں رکھا گیا ہے لیکن جس فکری رفتار کا لوگوں کو اس زمانے میں عادی بنا دیا گیا ہے، اس رفتار کا آخری نتیجہ یہی ہے اور یہی ہو سکتا ہے کہ

بجائے خدا کے سب سے آخری اقتدار کی قوت کا ئنات کی بنی نوع انسانی کو تسلیم کر لیا جائے۔ مسئلہ ارتقاء جو مغربی طریقہ فکر کی تنہا مخصوص راہ ہے، وہی اس نتیجے تک خودبخود سوچنے والوں کو پہنچا دیتا ہے۔ بلکہ انسانوں میں بھی چونکہ آج ہر قسم کی طاقتوں اور قوتوں کا مرکز یورپ وامریکہ ہی بنا ہوا ہے۔ اسی "خدا" کے لفظ کا اطلاق خواہ مغربی تہذیب وتمدن کے نمائندوں پر نہ کیا جائے لیکن خدا اگر اسی طاقت کا نام ہے جس کے اوپر کوئی طاقت نہیں ہے تو آج ان دلوں کو چیر کر دیکھئے جو مغربی تمدن کے زیر اثر ہیں ان کے اندر سے یہی عقیدہ اور احساس باہر نکل پڑے گا۔ یعنی یورپ وامریکہ والوں سے بڑا کوئی نہیں ہے۔

ان ہی پرسارے کمالات کی انتہا ہوتی ہے۔ جو کچھ اس تہذیب وتمدن کے متعلق لکھا پڑھا جاتا ہے اور جس قسم کی گفتگو یورپ کی اس نشاۃ جدیدہ کے متعلق عوام وخواص کی مجلسوں میں کی جاتی ہے۔ رسالوں، اخباروں، سینماؤں اور تھیٹروں میں جو کچھ سنایا اور دکھایا جاتا ہے، شعوری وغیر شعوری طور پر یہی اثر ان سے دماغوں اور دلوں میں جاگزیں ہوتا چلا جارہا ہے۔

حقیقی دجال یا اس کے نشانات

کوئی شک نہیں کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے، مگر بایں ہمہ جیسا کہ میں نے عرض کیا، کھلے کھلے صاف لفظوں میں خدائی کا دعویٰ ابھی نہیں کیا گیا ہے اور قوانین قدرت پر بھی ان کا اقتدار جلوہ کے اس نقطہ تک ابھی نہیں پہنچا ہے۔ جس نقطہ پر حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ "المسیح الدجال" کا اقتدار پہنچ جائے گا۔ اس کی کوشش جیسا کہ سنا جاتا ہے ان ممالک میں ہورہی ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے کا راز بھی دریافت کر لیا جائے۔ ایسی خبریں بھی کبھی کبھی آجاتی ہیں کہ بعض حیوانوں بلکہ شاید انسانوں تک کے متعلق احیاء موتی یعنی مردوں کو زندہ کرنے کا عمل کامیاب ہو چکا ہے، یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ بادلوں پر بھی قریب ہے کہ قابو پالیا جائے۔ مگر انصاف کی بات یہی ہے کہ صحیح کامیابی، جیسی کہ چاہیے، اس راہ میں مغرب کی جدید تہذیب اور اس کی

ارتقائی و صنعتی کوششوں کو ابھی تکمیل نہیں ہوئی ہے اور اس کے سوا بھی ایسے مختلف وجوہ و اسباب ہیں جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ نبوت کی پیشین گوئیوں میں جس ''المسیح الدجال'' کا ذکر جن خصوصیتوں کے ساتھ کیا گیا ہے، اس کے خروج و ظہور کا دعویٰ ابھی قبل از وقت ہے۔

یہ دجال کے لئے راستوں کی ہمواری ہے

ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ مغرب کا جدید تمدن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ''المسیح الدجال'' کے خروج کی زمین تیار کر رہا ہے۔ (جس طرح کہ ہم نے اس سے پہلے مختلف عوامل کی نشاندہی کی ہے) کیونکہ اپنی اقتداری قوتوں سے وہی کام یورپ کی اس نشاۃ جدیدہ میں بھی لیا جا رہا ہے جس میں ''المسیح الدجال'' اپنی اقتداری قوتوں کو استعمال کرے گا۔ خدا بیزاری یا خدا کے انکار کو ہر دل عزیز بنانے کی راہ یورپ صاف کر رہا ہے یا کر چکا ہے، لیکن بجائے خدا کے خود اپنی خدائی کے اعلان کی جرأت اس میں ابھی پیدا نہیں ہوئی ہے۔

''المسیح الدجال'' اسی قصے کی تکمیل کر دے گا۔ کچھ بھی ہو صحیح اور صاف نپی تلی بات جس میں خواہ مخواہ نبوت کے الفاظ میں کھینچ تان اور رکیک تاویلوں کی ضرورت نہیں ہوتی، یہی ہے کہ ''المسیح الدجال'' کے خروج کا دعویٰ تو قبل از وقت ہے، مگر ''المسیح الدجال'' جس فتنے میں دنیا کو مبتلا کرے گا، اس فتنے کے ظہور کی ابتدا کسی نہ کسی رنگ میں مان لینا چاہیے کہ ہو چکی ہے۔ دوسرے لفظوں میں چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ دجال آیا ہو یا نہ آیا ہو، لیکن ''دجالیت'' کی آگ یقیناً بھڑک چکی۔ آخر حدیثوں ہی میں یہ بھی تو آیا ہے کہ ''المسیح الدجال'' سے پہلے ''دجاجلہ'' کا ظہور ہو گا۔ بعض روایتوں میں ان کی تعداد تیس اور بعضوں میں ستر بہتر تک بتائی گئی ہے۔ ''دجال'' سے پہلے ان ''دجاجلہ'' کی طرف ''دجالیت'' کا انتساب بلاوجہ نہیں کیا گیا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ''المسیح الدجال'' جس فتنے کو پیدا کرے گا کچھ اسی قسم کے فتنوں میں اس سے پہلے ہونے والے ''دجاجلہ'' دنیا کو مبتلا کر دینے میں کوئی

کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ (چنانچہ تعلیم کے اداروں میں بھی ایک سازش کے تحت اسلامی تعلیمات کو خارج اور کفریات کو شامل کیا جا رہا ہے)

تعلیم کے میدانوں میں دجالیت

ایک ایسا نظام تعلیم زبردستی نافذ کرنے کی کوشش ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو دجالی طریقہ سے ہمارے اوپر مسلط ہو رہا ہے۔ اہل پاکستان سے یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی ان پر ایک ایسا تعلیمی نظام مسلط کیا جا رہا ہے جو انسان کو صرف روٹی کپڑا اور مکان کا غلام بنا دے اور اس میں سے وہ سپرٹ نکل جائے جس سے دجال کا راستہ روکا جائے گا۔ (جسے ہم پہلے علم وحی کے نام سے متعارف کرا چکے ہیں) اس سے زبردستی روکا جا رہا ہے کہ

(۱) مدارس بند کر دیے جائیں

(۲) ان کے نظام تعلیم کو بھی سکول اور کالج کی طرز پر استوار کیا جائے،

(۳) آغا خان کا نظام تمام سکولوں میں رائج ہو، جس میں اسلام نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

بے دینی ہی بے دینی ہے۔ اگرچہ یہ جنگ بڑے عرصے سے چل رہی ہے کہ ایک تعلیم حضرت عیسیٰ کے مجاہدین پیدا کر رہی ہے تو دوسری تعلیم دجالیت کا راستہ ہموار کر رہی ہے۔ ایک آداب و اخلاق و فکر آخرت کا نمونہ ہے تو دوسری صرف پیٹ کا گورکھ دھندا ہے، جس میں انسان اپنی فطرت کو بھی مسخ کر دیتا ہے حتیٰ کہ ماں باپ کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ مولانا گیلانی لکھتے ہیں:

مقصد یہ ہے کہ کسی بچے کیلئے کائنات کی محبوب ترین ہستیاں، یعنی ماں باپ کا وجود آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ خبطیوں اور دیوانوں کا وجود بن کر رہ جاتا ہے۔

اکبر مرحوم نے تو صرف کتابوں کا تذکرہ کر کے یہ شعر لکھا تھا:

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

یقینی تو یہ ہے کہ کتابوں کے ساتھ ساتھ ریڈیو، سینما، افسانے، تصویریں (اور اب ٹی وی، وی سی آر، کمپیوٹر) کا غلط استعمال اور کیا کیا بتایا جائے کہ کن کن ہتھکنڈوں سے کام لے کر ایک مسموم ماحول کا سانچہ تیار کر لیا گیا ہے جس میں ڈھل ڈھل کر نکلنے والوں کی اکثریت بے ساختہ دیکھنے والوں کے دماغ میں سے "قرآنی الفاظ" کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔

فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا (القرآن)

اندیشہ ہوتا ہے کہ اپنے طغیان و سرکشی کفر (و ارتداد) سے اپنے مومن والدین کو بے مغلوب کر لیں گے۔

مثلاً: بعض اوہام یا شاعرانہ خیالات، جن میں ایک ارتقاء کا نظریہ بھی ہے، مردہ، بے جان مادے سے عالم کے زندہ نظام کو نکالنا اور یہ باور کرنا کہ ارسطو اور نیوٹن جیسے دانشمند اچانک مٹی کے ڈھیلے سے اٹھ پڑے، ظاہر ہے کہ آسان نہ تھا۔ اس لئے مردہ مادہ اور حیاتی مظاہر کے درمیان کروڑوں اور بے شمار مدارج کے پردے چھوڑ دیئے گئے تاکہ عوام کا حافظہ یہ بھول جائے کہ مٹی کے ڈھیلے سے ارسطو کو نکال رہے ہیں۔ بہرحال نظریہ ارتقاء کا ایک نتیجہ یہ بھی نکالا گیا ہے کہ ہر پچھلی نسل اگلی نسلوں سے ترقی یافتہ ہوتی ہے۔ علامت قیامت میں ان تلد الامۃ ربتھا (جنے گی لونڈی اپنی مالکہ کو) ہوسکتا ہے کہ اس میں دماغی معکوسیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔

ادھر خالص مادی رجحانات کے اس دور میں شعوری طور پر انسانی زندگی کو شکم مادر و شکم قبر کے درمیانی وقفے ہی تک محدود ہو جانے کے خیال کو اس "دجالی تہذیب" اور دجالی تمدن نے ایسا مسلط کر رکھا ہے کہ اب اجر و معاوضہ صرف وہی ہے، جس سے زندگی کے اسی محدود وقفہ میں استفادہ کیا جا سکتا ہو۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر وہ کام جس میں اجر و معاوضہ کے اس معیار کی ضمانت نہ ہو، قطعاً لاحاصل کام اور فعل عبث قرار پا چکا ہے۔

(عام طور پر سوال ہے کہ قرآن وسنت پر عمل عبور تفقہ فی الدین کی اعلیٰ

صلاحیت کے ساتھ اگر نوکری کی ضمانت نہیں ہے تو (نعوذ باللہ) یہ کیا علم ہے؟)

دجالی فتنوں کا علاج اور اس کی مخالفت

یہ اور قریب قریب اسی ذیل کے دوسرے "زہریلے جراثیم" جو اس فتنے کے اندر پھوٹ پھوٹ کر بنی آدم کے گھرانوں میں پھیل چکے ہیں اور پھیل رہے ہیں، ان کا علاج ہر دور کے لئے یہ ہے۔

(۱) اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا. (کہف)

پڑھتا رہ اس کو جو تیرے رب کی کتاب سے تجھ پر وحی کی گئی کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں، اور نہ پائے گا تو کوئی شہ اترنا اس کے سوا۔

(آپ دیکھ رہے ہیں کہ ننانوے فی صد مسلمان بھی اس آسمانی نسخہ سے دوری اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بلکہ ایسے اداروں سرے سے ختم کرنے کی کوشش ہے جہاں سے قرآنی تعلیم حاصل ہوتی ہے) کیونکہ

حاصل اس کا یہی تھا کہ خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ پر جن علوم و معارف کی وحی ہوئی، ان ہی کی تلاوت اور ان ہی پر اپنی زندگی کو منطبق کرنے کی کوششوں میں ان رفقاء کے ساتھ مشغول رہنا جن کے متعلق اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ:

یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ

پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام اور مراد رکھتے ہوئے ہیں اس کے چہرے کو اور دوسری بات وہی جس کا حکم:

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ

بول اسی سچائی کو جو تیرے رب سے تجھ تک پہنچی ہے، پھر جس کا جی چاہے مانے، جس کا جی چاہے نہ مانے۔

ملاحظہ: اس آیت میں صحبت صالح کی دعوت دی گئی ہے۔ خانقاہی نظام کی مخالفت اور اہل اللہ کے کردار وعمل کو بڑے بے ڈھنگے پن سے پیش کر کے انسانیت کو اس دواء سے متنفر کیا جا رہا ہے جو دجالی نظام کی تکلیف کا علاج ہے۔

بہرحال: یہ تصویر کا رخ اور اس کا علاج عرض کیا گیا ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

دوسری طرف کچھ افراد دین محمدی کا پرچم اٹھائے اس دجالیت کے سامنے مسلسل برسر پیکار ہیں یہ سلسلہ آنحضرتؐ سے شروع ہو کر آج تک تواتر سے جاری ہے کہ دنیا اور اس کے تمام تر وسائل کے غلط استعمال کو روکا جائے اور اللہ کے قانون پر زندگیاں استوار ہوں۔ اسے مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہے ''کہفی زندگی'' سے تعبیر کیا ہے کہ جس طرح اصحاب کہف نے دنیا اور اس کی دجالیت کو نظر انداز کر کے خالصتاً آخرت کی راہ سوچی اور سب سے یکسو ہو کر اللہ کی طرف ہو گئے، آج کی شرعی زندگی بھی اس کی مثال ہے۔ مولانا گیلانی لکھتے ہیں:

بظاہر دیکھنے میں ''کہفی زندگی'' کے یہ مشاغل آسان ہی کیوں نہ نظر آتے ہوں، لیکن فتنے کے جن دنوں میں ان مشاغل کا مکلف ان لوگوں کو بنایا گیا ہے، جو ایمان اور عمل صالح کی زندگی کے ساتھ جینا بھی چاہتے ہیں اور اسی پر مرنا بھی چاہتے ہیں، تجربہ اور مشاہدہ بتا رہا ہے کہ حالات نے اس آسان زندگی کو بھی حد سے زیادہ دشوار بنا دیا ہے۔ اور کچھ نہیں، اس فتنے کی ان ہی تین نمایاں خصوصیتوں کو سوچئے، جن کی طرف مذکورہ بالا سطروں میں اشارہ کیا گیا ہے۔

بدور کیوں جایئے، بطور مثال آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جب یورپ وامریکہ سے موجودہ دجالی فتنہ کا سیلاب مشرق کی طرف بڑھا اور اس کے روح کش، دیوان گزا تھپیڑوں کی زد میں شاید سب سے پہلے ہمارا ملک ہندوستان ہی آیا اور مسلمانوں کی حکومت اس ملک میں تہہ وبالا ہو گئی۔ جاننے والوں نے پہلے تو یہی چاہا کہ ظلم ہی کا ازالہ کیا جائے، لیکن تجربہ نے بتایا کہ ظلم کے مٹنے کا وقت ابھی

نہیں آیا ہے۔ جب کبھی زندگی کے مذکورہ بالا مشاغل کیلئے دینی مدارس کا انتظام ملک کے مختلف گوشوں میں قائم کیا گیا اور ایسے زمانہ میں قائم کیا گیا جب اسی ہندوستان میں یورپ کے علوم جدیدہ کی تعلیم کیلئے ملک کے طول و عرض میں اسکولوں اور کالجوں کا جال مختلف یونیورسٹیوں کے تحت بچھایا جا رہا تھا۔ اُن جدید جامعات اور کلیات و مدارس کے طول و عریض سلسلے کے مقابلے میں غریب "عربی مدارس" کی جو حیثیت تھی وہ تو خیر تھی ہی، ماسوا اس کے عربی کی ان تعلیم گاہوں کے قیام میں نہ اخباروں میں پروپیگنڈے سے کام لیا گیا، نہ پبلک کی دنیا میں ہلچل پیدا کی گئی، دیواروں اور نمایاں مقامات پر نہ لمبے چوڑے پوسٹر آویزاں اور چسپاں کیے گئے، نہ شہروں اور قصبوں میں کانفرنسوں اور سالانہ اجتماعات کے تماشوں کا نظم کیا گیا، نہ ان کیلئے اپنا خاص لٹریچر تیار کیا گیا، بلکہ انتہائی کسمپرسی کے حالات میں گمنام قصبوں اور دیہاتوں کی مسجدوں کے گوشوں میں کچھ پڑھنے والے اور پڑھانے والے سمٹ گئے تھے۔

تعلیمی نصاب نقائص و عیوب سے معمور تھا، نہ عصری تقاضوں کے مطابق علوم وفنون کی کتابیں اس میں شریک تھیں اور نہ دنیا کی موجودہ علمی زبانوں میں سے کسی زبان کو اس نصاب میں جگہ دی گئی، مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ پر جن علوم کی وحی کی گئی تھی) ان کے ساتھ عہد قدیم کے بعض قدیم "فرسودہ فنون" کی کتابیں اور وہ بھی انتہائی بے دلی کے ساتھ ان عربی مدرسوں میں پڑھائی جا رہی تھیں۔

الغرض ظاہر ہو یا باطن، اس کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ان مدارس میں شگاف ہی شگاف اور خرق ہی خرق دیکھنے والی آنکھوں کو نظر آ رہے تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ اور شاید اب تک ہے کہ یورپ و امریکہ جیسے ترقی یافتہ ممالک و اقلیم تک کی کیا کہیے، واقعہ یہ ہے کہ خود ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ان سے یا کم از کم ان کی قدر و قیمت سے ناآشنا ہی رہا۔

اس دلچسپ لطیفہ کو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ جامعہ عثمانیہ کے پرو وائس چانسلر (نائب امیر جامعہ) مرحوم قاضی محمد حسین صاحب بھی چند دن رہے تھے۔ انھوں

کے خاندان سے نسلی تعلق تھا، اس لئے قاضی کا لفظ اپنے نام کے ساتھ لازماً لکھا کرتے تھے، پنجاب کے رہنے والے تھے، ہندوستانی یونیورسٹیوں کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد یورپ گئے اور ریاضی میں رینگلر کی ڈگری حاصل کی۔ مسلمانوں میں چند ہی افراد نے یہ امتیازی ڈگری اور وہ بھی ریاضی جیسے فن میں حاصل کی تھی۔

کہنا یہ ہے کہ بسا اوقات سلسلہ ذکر میں دیوبند کے مدرسہ کا نام جب آ جاتا تو قاضی صاحب انتہائی معصومیت کے ساتھ پوچھا کرتے کہ مولانا! یہ مدرسہ پنجاب میں شاید اس جگہ ہے جہاں نمک کے پہاڑ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہاں! ہاں! بچپن میں ایک دفعہ اس جگہ گیا بھی تھا۔ میں نے کئی دفعہ ان کو مطلع بھی کیا، لیکن حافظہ کی سخت جان کی وجہ سے نمک کے پہاڑ کا مغالطہ ان کے دماغ سے نہ نکلا، حالانکہ وہ بیچارے صرف مسلمان دوست ہی نہیں اسلام دوست آدمی بھی تھے۔ بہرحال دوسروں کے متعلق کیا کہوں۔

اپنے دینی مدارس کی ان شکستہ حالیوں اور پڑھنے پڑھانے والوں کی خستہ حالیوں، ان کی بے بسیوں، ناقدریوں کو دیکھ دیکھ کر خود میرا جی بھی ہمیشہ کڑھتا رہا اور جو عیوب و نقائص ان میں ہیں، ان کو میں اب بھی عیوب و نقائص ہی سمجھتا ہوں، لیکن جیسے کھلے دماغ کے ساتھ ان کوتاہیوں کا مجھے اعتراف ہے، اسی کے ساتھ اس واقعہ اور مشاہدہ کا بھی کیسے انکار کروں کہ ہمارے ان مدارس کی ان شگافوں اور کوتاہیوں کو دیکھ دیکھ کر بہی خواہوں کی طرف سے نوحہ خوانیوں اور ماتم سرائیوں کا سلسلہ اسی قسم کے الفاظ و تعبیروں میں جاری تھا، کہا جاتا تھا کہ یہاں سے پڑھ پڑھ کر نکلنے والے:

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل
نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل
نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل
نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل

اور اسی لئے بعض فیصلہ کرنے والوں نے یہ فیصلہ تک کر دیا تھا کہ

ان سے تو اب تلافیِ مافات ہو چکی
بس لوٹ دو بساط کہ یاں مات ہو چکی

لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ مذکورہ بالا عیوب و نقائص سے پاک کر کے ان مدارس کو بھی عصری جامعات اور کلیات کے مطابق اگر بنا دیا جاتا اور جن صلاحیتوں کے فقدان کا مرثیہ ان کے متعلق پڑھا جا رہا تھا اگر ان صلاحیتوں کے پیدا کرنے کا سامان بھی کر دیا جاتا تو دینی فتنے کے پچھلے تاریک و تار دنوں میں بچی کچی نجات کی کچھ کشتیاں ان لوگوں کو جو میسر آ رہی ہیں، جو ایمان و عمل صالح کی زندگی کے ساتھ قبر کے کناروں تک پہنچنے میں اب تک کامیاب ہوتے ہیں، کیا ہم نجات کی کشتیوں کو پا سکتے تھے؟ یہ انہی کسمپرسی دینی مدارس کا طفیل ہے کہ اسلامی گھرانوں کے چند ایسے افراد کی دینی تربیت و پرداخت کا موقع مل گیا جو سرفرازی اور سربلندی کے عصری سامانوں سے اگر لیس ہوتے تو بجائے پرانے قصبات کی اجڑی ہوئی مسجدوں، صوفی خانقاہوں کے بجائے کہ لندن کے انڈیا آفس اور پارلیمان میں وہ نظر آتے یا کم از کم ہندوستان کی اسمبلیوں، کونسلوں، ہائی کورٹوں کی زیب و زینت بن کر وہ ختم ہو جاتے۔

بلکہ تجربہ بھی بتا رہا ہے کہ دین کے جن مدارس میں وقت کے تقاضوں کی رعایت کی گئی، حکومت کی نگاہوں میں وہ چڑھ گئے، پھر ان کے ختم ہی کر دینے کا ارادہ کیا گیا یا ان کو بھی اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ چل تو وہ رہے ہیں، اب بھی وہ دینی مدارس ہی کے نام سے، لیکن جاننے والے ہی جانتے ہیں کہ ان مدارس سے فارغ ہونے والے کا رخ کس کے آ رہے ہیں۔ یہ سامنے کے واقعات اور مشاہدات ہیں، ہر دیکھنے والی آنکھ ان نتائج کو دیکھ رہی ہے۔ اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ کیسی رنگ کے دینی مدارس کے خضر صفت بانیوں نے خرق و شگاف کے ان عیوب و نقائص کو ان میں کن مصلحتوں کے تحت باقی رکھا، صرف یہی نہیں، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مسلمان ماؤں کے بچوں کو ان کی گودوں سے چھین چھین کر عصری جامعات اور یونیورسٹیوں میں داخل کر کے طغیان و سرکشی، الحاد و ارتداد کے "کافرانہ جراثیم" بن

کے دل و دماغ میں ایک طرف پرورش کرنے والے پرورش کر رہے تھے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم ان ہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چلاتے رہتے تھے، مسلمانوں کو چونکاتے کہ:

الحذر از قیصر و روزگار، کیمیر فرزندان خود را در کنار

مدارس و مراکز دینیہ کی اہمیت

دوسری طرف ان کے مقابلے میں ہمارے بھی کچھ مدارس تھے، جنہوں نے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے ایک طبقے کو خواہ ان کی تعداد جتنی بھی کم ہو، اعتقادی و اخلاقی گندگیوں سے پاک رکھنے کی کامیاب کوشش کی۔ میں کلی طہارت و زکوٰۃ و پاکیزگی کا مدعی نہیں ہوں لیکن بایں ہمہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ کچھ سلسلہ کی تعلیم گاہوں میں تعلیم پانے والوں میں ایسے افراد نشو و نما پیدا ہوتے رہے ہیں جو قرآنی الفاظ خیرٌ مِّنْهُ زَكٰوةً بہتر ہو اس سے (اعتقادی اور اخلاقی پاکیزگی) کے مصداق بن سکتے ہیں۔ یعنی اعتقادی و اخلاقی پاکیزگی جیسی چاہئے، اس کے وہ لوگ حامل ہوں یا نہ ہوں لیکن فتنہ زدہ، دجالی یونیورسٹیوں کے طلبانیوں کی اکثریت کے مقابلے میں نسبتاً اضافی پاکیزگی کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور گو معاشی نقطہ نظر سے جدید تعلیم گاہوں کے پڑھنے والوں کی حالت بظاہر بہتر ہی کیوں نہ نظر آتی ہو، لیکن دین کے متعلق ان کی کوئی تعداد نے اپنے طرزِ عمل سے خود یہ ثابت کر کے دکھایا کہ اسلام کیلئے ان کا عدم ان کے وجود سے بہتر تھا۔

جس قسم کے شکوک و شبہات کی چنگاریاں عام مسلمانوں میں ان کی طرف سے اڑائی گئیں، اسلامی عقائد و اعمال کی تحقیر و توہین کے سلسلہ میں جن نا گفتنیوں اور نا کردنیوں کے وہ مرتکب ہوئے خود ان ہی نے ان کو اس فیصلہ کا مستحق بنا دیا کہ اسلام کے "ان سپوت فرزندوں" کی نیستی ان کی ہستی سے یقیناً بہتر تھی۔ بلکہ نعم البدل بچے کے متعلق حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے عملی درس کی تشریح و توجیہ کرتے ہوئے اَقْرَبَ رُحْمًا کے الفاظ جو فرمائے تھے، مطلب جن کا بیان اسلامی

تعلیمات میں ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک، رحم و کرم، محبت و الفت کے برتاؤ میں اس رشتے کے اتصال سے بچے دور ہونے کے وہ قریب تر ہوگا۔ میرا ذہن تو ان الفاظ سے کچھ ادھر بھی منتقل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب کہ کیفی زندگی کی تعلیم گاہوں کی بظاہر فراخدلیوں سے تعلیم پانے والوں کو یہ جو نظر آتا ہے کہ نیتجتہً محروم کر دیتی ہے۔ شاید اس محرومی سے محفوظ رہنے کی کسی تدبیر کی طرف ممکن ہے ان الفاظ سے اشارہ دیا گیا ہو۔

مذہب سے خالی تعلیم جدید کا ایک عمومی اثر اور دجالیت کی طرف ایک قدم

حدیث طیبہ میں ہے:

اَكْثَرُ اتْبَاعِ الدَّجَّالِ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالْعَجَمِ وَالتُّرْكِ وَاَخْلَاطٍ مِنَ النَّاسِ غَالِبُهُمْ الْاَعْرَابُ وَالنِّسَاءُ.

دجال کے پیروکاروں میں یہودی، عجمی، ترکی اور مخلوط لوگ ہوں گے اور ان میں اکثر دیہاتیوں اور عورتوں کی ہوگی۔

(کتاب اشراط الساعة)

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تعلیم جدید کا ایک عمومی اثر اور نتیجہ جو یہ نظر آتا ہے کہ ماں باپ کی امداد سے اپنے آپ کو بے نیاز پانے کے ساتھ ہی ان سے بھی اور جن جن سے رشتہ والدین کے توسط سے قائم ہوا تھا، سب ہی کو چھوڑ کر دیکھا جا رہا ہے کہ الگ ہو جاتے ہیں اور ان کے اعصابی نظام پر عموماً عورت یعنی بیوی ہی سوار ہو جاتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں عورتوں دیہاتیوں اور یہودیوں کو اس کا گروہ قرار دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھے لکھے جدید تعلیم اور اس کے طرز تربیت کی وجہ سے دجال کے جال میں پھنس جائیں گے اور کچھ لوگ جہالت کے ذریعہ اور عورتیں تو

آج بھی شعبدہ بازوں کے ہاتھ نظر آتی ہیں۔ اور والدین کی نافرمانی اور ان سے نفرت یہودی نظام میں بہت زیادہ پائی جا رہی ہے۔ والدین کو اولڈ ہوم میں رکھ کر بظاہر تو وہ سمجھتے ہیں کہ بڑے بوجھ سے بار سے وہ بچ گئے ہو گئے ہیں لیکن بجائے "ناقہ سوار لیلیٰ" کے جب کسی "مرد سوار لیلیٰ" کے ہاتھوں میں ان کا معاشی نظام آ جاتا ہے، تجربہ آپ کو بتائے گا کہ اس کے بعد ہر فراغت ان کیلئے تنگی ہی بنتی چلی جائے گی۔ نسوانی خواہشوں کے بے حق و سمندر میں زر و نقرہ کی دلیل بھی تنکے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ آخر چھنگلیا کے حلقہ کی قیمت بھی کیا جہاں ہزاروں سے متجاوز ہوتی ہو، وہاں اس کے سوا خود سوچئے کہ اور امکان ہی کس چیز کا ہے؟ اس راستے پر جو بھی پڑ گیا، ایک ایسی راہ پر چل پڑا ہے جس کا نہ اور ہے اور چھور۔ لیکن بجائے اس کے تھوڑی تھوڑی آمدنی رکھنے والے ایک ہی ماں باپ کے چند بھائی جب ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرتے ہیں یعنی "اقرب رحما" کی قرآنی روشنی میں معاشی زندگی کو منظم کرنے کا موقع خوش قسمتی سے جن کو مل جاتا ہے، تو تجربہ ہی آپ کو بتائے گا۔ تھوڑی آمدنی بھی کیسے عجیب و غریب طریقے سے بڑی سے بڑی آمدنی سے حاصل ہونے والی مسرتوں کو ان کے قدموں پر نچھاور کرتی ہے۔ اخلاص و محبت کی یہ "خاندانی زندگی" کیسے آڑے وقتوں اور کٹھن گھڑیوں میں مشکل کشائی کے معجزوں کے ساتھ سامنے آتی ہے۔

بہرحال: مجھے تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے "اقرب رحما" کے الفاظ میں ان معاشی نقصانات کی تلافی کی ایک مخفی عملی تدبیر پوشیدہ نظر آتی ہے لیکن کیا کیا جائے کہ "کھلی مدارس" کے طلبہ بھی بتدریج فتنۂ دجالیت کی مسموم ہواؤں سے متاثر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور نسبی رشتہ کے تقاضوں سے زیادہ ان پر بھی ازدواجی رشتہ ہی کی گرفت سخت سے سخت تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یقیناً ایسی صورت میں اپنی معاشی بدحالیوں کے وہ خود ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے۔

اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام نے اجر و مزد کے خیال سے بالاتر تعمیر دیوار کا جو عملی نمونہ اس آبادی میں پیش کیا تھا، جس کے باشندوں نے ان کی تحقیر و توہین کو

آخری حدود تک پہنچا دیا تھا۔ آپ چاہیں تو ان کی کیفیت ہمارے یہاں جو دجالی فتنے کے استیلاء و تسلط کے بعد اس ملک میں ظاہر ہوئے۔ ان میں اس نمونے اور اس سانچے کے پہلوؤں کا کسی نہ کسی شکل میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

کیسی عجیب بات ہے کہ مسلمانوں ہی کے اسلاف نے معارف و علوم کا جو متروکہ سرمایہ دنیا میں چھوڑا تھا اور حکومت کی دیوار جس وقت اس ملک میں منہدم ہو رہی تھی۔ اس وقت مسلمانوں کا یہ موروثی ترکہ بری طرح متاثر ہو گیا تھا۔ آنے والی نسلیں جدید جامعات اور یونیورسٹیوں میں بھیڑیاں دھسان کی شکل میں دھنستی چلی جا رہی تھی۔ "مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب" کا دردناک نظارہ بے نقاب ہو کر دھمکیاں دے رہا تھا کہ کچھ دن اور بھی غفلت سے اگر کام لیا گیا تو کتابوں والی مسلمانی بھی کیڑوں کے پیٹوں میں دفن ہو جائے گی۔

دجال کے ماننے والے کون ہوں گے؟

حدیث طیبہ میں ہے کہ،

لوگ دجال کے پیروکار بتائے گئے ہیں ان میں ضعیف الاعتقادی صبر کی صفت سے عاری۔ کفر کے مقابلے میں بزدلی، دنیاوی اغراض کی محبت اور اللہ اور اس کے رسول کی الفت میں کمی۔ اہلِ علم سے دوری اور جاہل لیڈروں پر جان فدائی جیسے اوصاف مشترک ہیں۔ ہمارے بڑوں نے امت کو ہر دجال سے بچانے کی فکر کی ہے اور اس کا حل پہلے ہی سوچا تھا۔ انہوں نے دورِ انگریز کی دجالیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کا حل تلاش کرنے کے لئے ایسے اقدامات کئے کہ دجال جب بھی آجائے کچھ لوگ اس کا پورا پورا مقابلہ کریں۔ مولانا گیلانی لکھتے ہیں۔

لیکن چند "خضر وش، خضر زمان" بزرگوں نے کمر ہمت چست کی۔ دو بیڑا اٹھایا کہ جیسے تیرہ سو سال سے جو کتابیں حکومت کے آئین و دستور کی حیثیت سے استعمال ہو رہی تھیں، ان کی اس حیثیت کو باقی رکھیں۔ لیکن مسلمانوں کے صالح اسلاف کے اس "موروثی ترکہ" کی حفاظت اور ایک نسل سے دوسری نسلوں تک اس

کو مسلسل منتقل کرنے کا ایسا بندوبست بہرحال انھوں نے کر دیا کہ جب کبھی مسلمانوں کی آئندہ نسلوں میں سے کسی نسل کو اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو جانے کا موقع کبھی مل گیا اور ایمانی جوش، موروثی حوالے پھر ان میں کبھی واپس ہوئے تو اس وقت بالکل تر و تازہ حالت میں اپنے اس موروثی ترکہ کی ایک ایک چیز انشاء اللہ تعالیٰ ان کو مل جائے گی۔ جس طرح چاہیں گے، ان سے وہ اس وقت مستفید ہو سکتے ہیں اور گو خود مسلمانوں کی طرف سے ان کی عزت و آبرو کی دھجیاں اڑائی گئیں، ان کا نام مسجد کے ملانے، خیرات کی روٹیاں توڑنے والے قل اعوذیے، از قبیل "تنابز بالالقاب" کی جو صورتیں بھی ممکن تھیں، شاید ہی کوئی صورت ایسی باقی رہ گئی ہے جسے اختیار کرنے والوں نے اس راہ میں اختیار نہ کیا ہو۔

لیکن بایں ہمہ اجر و معاوضہ کے خیال سے بلند و بالا ہو کر یہ میرا مشاہدہ ہے کہ اس خدمت کو جس کی قیمت دوسری جگہ سیکڑوں اور ہزاروں کی شکل میں مل رہی تھی۔۔۔ اسی خدمت کو بخدا۔۔۔ اس خدمت کو۔۔۔ اللہ کے یہ وفادار بندے اور رسول علیہ السلام کے سچے راستباز جان باز خدام بغیر معاوضہ یا قلیل ترین معاوضہ کے ساتھ بصد خندہ جبینی انجام دینے میں مشغول رہے۔

مثلاً حضرت الاستاذ مولانا انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز کو میں نے دیکھا ہے کہ جب دیوبند میں حدیث کا درس بغیر کسی تنخواہ کے وہ برسوں سے دے رہے تھے، اسی زمانہ میں ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کی صدارت ہزار روپے ماہوار کی تنخواہ کے ساتھ پیش ہوئی، لیکن یہی نہیں کہ خاموشی کے ساتھ انہوں نے اس کو مسترد کر دیا، بلکہ مدت تک خود مدرسہ کے اراکین کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔

حضرت شیخ الہند کے متعلق یہ کون باور کرے گا کہ ماہوار پچھتر روپے ان کے نام سے جو درج تھے، ان میں سے کل پچاس لے کر پچیس روپے بمد چندہ مدرسہ کے واپس فرما دیتے تھے اور انہی پچاس میں مسرت نشاط کی کامل زندگی تقریباً نصف صدی تک بسر کرتے رہے۔ کوئی چاہے تو طویل فہرست دیوار کے ان معماروں کی تیار کر سکتا ہے، جنہوں نے مسلمانوں کے صالح اسلاف کے "موروثی

ترکہ" کو آئندہ نسلوں تک بغیر کسی معاوضہ یا قلیل ترین معاوضہ کے پہنچانے کا انتظام کیا۔ نعوذ اللہ منہا جمیعہم۔ (تذکیر بسورۃ کہف، حوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی ص ۲۰۰)

بہر حال یہ ایک مسلسل جدوجہد ہے جو دجالی نظامِ تعلیم اور رحمانی طرزِ تعلیم میں جاری ہے اور ان ہی دونوں تہذیبوں کا ٹکراؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے اور ان کی موجودگی میں ہوگا۔ آخر حق غالب ہوگا، حکومت اللہ والوں کی ہوگی اور دنیا اسلام کے نور سے چمک اٹھے گی۔

ایمان کا ایک اور امتحان "بھوک"

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار آیات میں زور دیا ہے کہ اس کی مخلوق یہ سمجھے کہ روزی دینے والی ذات صرف "اللہ" ہے۔ مخلوق خواہ وہ چھوٹی سے بڑی ہو وہ اللہ ہی کی محتاج ہے۔ انسان اسے روزی و عزت کا مالک نہ جانے اس تعلیم کے مطابق جن کا ایمان پختہ ہوگا انہیں دجال متاثر نہ کر سکے گا۔ کھانا نہ ملنے پر بھی وہ حدیث کے مطابق تسبیح سے سیر ہو جائیں گے، لیکن جن کے یقین کچے ہوں گے، جو ہر معاملے میں ظاہر پر نظر رکھتے ہوں گے وہ روزی کے انبار کی وجہ سے دجال کے ساتھ رہیں گے۔ یہ وہی لوگ ہوں گے، جو مال کے ذخیرہ کی محبت میں آج بھی ایمان و اعمال کی پرواہ نہیں کرتے۔ مال چاہئے خواہ سود سے ہو یا اپنی عزت خطرے میں ڈال کر ہو۔ اس کا حصول ہی مقصدِ زندگی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

قَالَ مُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ مَا سَاَلَ اَحَدٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَکْثَرَ مَا سَاَلْتُہٗ وَاِنَّہٗ قَالَ لِیْ مَا یَضُرُّکَ مِنْہُ قُلْتُ لِاَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَہٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَھْرَ مَاءٍ قَالَ ھُوَ اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

(بخاری ص ۱۰۵۵)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں جتنا میں نے دجال کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا۔ یعنی

اکثر دجال کا حال آپ سے پوچھا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تجھے شیطان سے کوئی نقصان نہیں ہے (کیونکہ میں ابھی آپ لوگوں میں موجود ہوں) میں نے عرض کیا (اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسولؐ!) لوگ کہتے ہیں، کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا ایک پہاڑ ہوگا اور پانی کی ایک نہر ہوگی۔ آپ نے فرمایا (پھر اس سے کیا ہوتا ہے) اگر یہ بات بھی ہو جب بھی اللہ کے نزدیک وہ کچھ مال نہیں ہے۔

یعنی باوجود اس بات کہ اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں، تب بھی وہ اللہ کے نزدیک اس کے لائق نہ ہوگا کہ لوگ اسے خدا سمجھیں کیونکہ وہ کانا اور حیدار ہوگا اور اس کی پیشانی پر کفر کا لفظ مرقوم ہوگا۔ جسے دیکھ کر تمام مسلمان پہچان لیں گے کہ یہ مردود ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی تم میں سے موت سے ہمکنار ہوئے بغیر رب کو نہیں دیکھ سکتا۔ دجال کو لوگ دنیا میں دیکھیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کردیں گے جو اس کی بے بسی کی علامت ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں خوب جانتا ہوں جو کچھ دجال کے ساتھ ہوگا۔ اس کے ساتھ پانی کا ایک دریا ہوگا اور ایک آگ کی نہر ہوگی جس کو تم آگ سمجھو گے وہ پانی ہوگا اور جس کو پانی سمجھو گے وہ آگ ہوگی۔ لہٰذا جو کوئی تم میں سے دجال کے زمانے کو پائے تو وہ جس کو آگ سمجھے اس میں سے پئے تو عنقریب وہ اس کو پانی ہی پائے گا۔

(ابوداؤد ص ۲۳۵ ج ۲)

دجال سفر تیزی سے کرے گا

دجال کے متعلق آپ نے جو کچھ سنا ہوگا یا کتابوں میں جن چیزوں کا انتساب

اس کی طرف کیا گیا ہے، سب کو پیش نظر رکھنے کے بعد قلی تعبیر ان کی یہی ہو سکتی ہے کہ بعض قدرتی قوانین پر "غیر معمولی اقتدار" اس کو بخشا جانے گا مثلاً مسافت یعنی مکانی فاصلوں کو صفر کے درجہ تک گویا اس کے زمانے میں پہنچا دیا جائے گا۔

اس کی تیز رفتاری کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ جو فرمایا گیا ہے کہ "جیسے بارش کو تیز آندھی اڑا لے جاتی ہو" کچھ یہی صورت اس کی رفتار ہوگی۔

آج لوگوں کے سامنے ہوائی جہاز کی شکل میں جو سواری آ چکی ہے ان کیلئے نبوت کی بیان کی ہوئی اس تشبیہ کے سمجھنے میں شاید کچھ دشواری نہ ہوگی، باقی اسی سلسلہ میں دجال کے گدھے کا عام چرچا جو عوام میں پھیلا ہوا ہے، اس میں شک نہیں کہ عام شہرت اس گدھے کو ضرور حاصل ہوگئی ہے لیکن صحاح کی کتابوں میں دجال کے متعلق حدیثوں کا جو ذخیرہ پایا جاتا ہے، اس کو اس گدھے کے ذکر سے ہم خالی پاتے ہیں۔ البتہ ابن عساکر وغیرہ کی ایسی کتابیں جن کی روایتوں کا معیار صحت بہت کچھ بحث طلب ہے، ان میں حمار کے لفظ سے دجال کی سواری کا ضرور ذکر کیا گیا ہے۔ جو ہم نے مشکوٰۃ کے حوالے سے پہلے لکھا۔ مگر آگے جو تشریحی صفات اس حمار یا گدھے کے بیان کیے گئے ہیں مثلاً یہی کہ اس گدھے کے دونوں کانوں کے بیچ کا فاصلہ اسی ہاتھ کا ہوگا یعنی ۴۰ باع ہوگا اور حضرت علیؓ کے خطبہ میں تو اس گدھے کے ایک ایک کان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ تیس تیس ہاتھ کے برابر ہوں گے اور اس سے بھی عجیب تر اس کی یہ صفت کہ اس گدھے کے ایک قدم کا فاصلہ دوسرے قدم سے اتنا طویل ہوگا کہ عام حالات میں اس فاصلہ کو لوگ ایک دن اور ایک رات یعنی چوبیس گھنٹوں میں طے کر سکتے ہیں۔

الفاظ عربی کے یہ ہیں:

ما بین حافر حمارہ الی الحافر الآخر مسیرۃ یوم

ولیلۃ۔ (ص ۵۳ ج ۲ حلاصہ کنز)

ایسی صورت میں گدھے والی روایت کی صحت اگر تسلیم بھی کر لی جائے، جب

بھی "حمار" کے لفظ سے عموماً جو بات سمجھ میں آتی ہے دجال کے گدھے کی حقیقت چاہیے کہ اس سے مختلف ہو۔ بظاہر تفہیم کا یہ ایک تمثیلی طریقہ معلوم ہوتا ہے، ورنہ ہمارے سامنے جو گدھے ہیں ان میں یہ خصوصیتیں کہاں مل سکتی ہیں۔ آج مچھلی کی شکل ہوائی جہازوں کی بنائی جاتی ہے۔ اگر کبھی گدھے کی شکل دی تو سب ان ہی کو عطا کر دی جائے تو کیا تعجب ہے۔ آگے بھی اس تمثیلی بیان کی کچھ تشریح آ رہی ہے۔
صحیح مسلم کے الفاظ "كالغيث استدبرته الريح" کا مطلب یہی ہے اور یہ کہ کرۂ زمین کے ملکوں اور شہروں میں نہیں بلکہ ایشیا، افریقہ، یورپ و امریکہ وغیرہ کے ایک ایک گاؤں تک رسائی اس کی چالیس دن میں ہو جائے گی تو اس ابن سمعان والی روایت کے الفاظ "لا يدع قرية الا هبطتها في اربعين ليلة" (مسلم) سے بھی سمجھ میں آتا ہے اور یہ حال تو اس کی تیز رفتاری کا ہوگا۔

آواز دور تک پہنچا سکے گا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف کنز العمال میں جو خطبہ منسوب کیا گیا ہے اس میں آئندہ پیش آنے والے حوادث کے سلسلہ میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا گیا تھا کہ

يُنَادِي بِصَوْتِهِ يَسْمَعُ بِهِ مَا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ

(ملاحظہ کنز العمال ج ۲ ص ۵۷ بحوالہ مسند احمد)

پکارے گا دجال ایک ایسی آواز سے جسے خافقین (مشرق و مغرب) کے درمیان رہنے والے سنیں گے۔

جس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف "رفتار" بلکہ "آواز" کے سلسلہ میں بھی فاصلہ کا مسئلہ دجال کے زمانہ میں غیر اہم ہو کر رہ جائے گا۔ اسی کتاب میں مستدرک حاکم کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت دجال ہی کے متعلق جو پائی جاتی ہے، اس میں بھی ہے کہ "دجال کی آواز کو مشرق و مغرب کے باشندے سنیں گے"۔
(ص ۲۹ ج ۲ کنز)

کیا بعید ہے کہ ریڈیو اور دیگر اسباب پر قابض ہو جائے اور اس کی آواز مشرق و مغرب میں سنائی دے لیکن یہ ضروری نہیں ہے البتہ سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ آواز کا فتنہ بھی آج ظاہر ہے کہ تمام ذرائع ابلاغ پر یہودیوں کا قبضہ ہے جو دجال کی خوشی چاہتے ہیں۔

اسی طرح روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ علاج و معالجہ کے طریقے ترقی کر کے اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ اکمہ (مادر زاد اندھے) الابرص (کوڑھی) تک کو چنگا کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ (کنز ص ۴۸ ج ۲)

زراعت میں ترقی نظر آئے گی

یہ بھی بیان کیا گیا ہے سخرت له انهار الارض (یعنی زمین پر بہنے والے دریاؤں اور نہروں پر بھی اس کو قابو عطا کیا جائے گا) جس سے معلوم ہوا کہ سیرابی کے ذرائع میں غیر معمولی ترقیاں رونما ہوں گی۔ اسی کے ساتھ ثمارها کا اضافہ بھی ہے یعنی زمین کی پیداواروں پر بھی اس کو قابو بخشا جائے گا۔ سیرابی کے ذرائع پر قابو یافتہ ہونے کا لازمی نتیجہ ہے اور یہی نہیں، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مون سونی برساتی ہواؤں سے بھی کام لینے کی تدبیر اس پر منکشف ہو جائے گی۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ:

يأمر السماء فتمطر والارض فتنبت. (ص ۴۸ ج ۲ کنز بروایت)

بادل کو حکم دے گا تو برسنے لگے گا، اور زمین کو حکم دے گا تو اگانے لگے گی۔

اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ نباتاتی پیداواروں کے سوا زمین کے پیٹ کے معدنی ذخیروں کو برآمد کرنے میں غیر معمولی کرشموں کا دجال اظہار کرے گا۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ:

ويمر بالخربة فيقول لها اخرجي كنوزك فتتبعه كنوزها. (ص ۴۸ ج ۲ کنز)

اجاڑ زمینوں پر گزرے گا اور کہے گا کہ نکال اپنے ذخیروں کو۔

بھی یہ ذخیرے اس کے پیچھے ہو لیں گے۔

مردوں کو زندہ کرنا، ظاہر کرے گا

اور ان ہی روایتوں میں دجال کی طرف یحیی الموتی (یعنی دوسرے کو زندہ کرے گا) کے الفاظ جو منسوب کیے گئے ہیں ان سے تو ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے کی بھی قدرت اس میں پیدا ہو جائے گی۔ یہ بھی ہے کہ مردے کو زندہ کر کے دکھائے گا بھی۔ صحاح میں ہے کہ زندہ آدمی کو چیر کر دو کر دے گا اور پھر دونوں ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کو زندہ کر دے گا۔ دور کچھ اس لفظ پر ختم ہوتا نظر نہیں آتا بلکہ روایتوں کے اس حصے پر غور کیجیے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال لوگوں کو ایک کرشمہ یہ بھی دکھائے گا کہ بعض خبیث روحیں یعنی "شیاطین" لوگوں کے سامنے نمودار ہو کر کہیں گے کہ ہمارا یہ نام ہے، اور تمہارے ہم مرے ہوئے باپ یا مری ہوئی ماں یا دوسرے عزیز ہیں روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وَيَبْعَثُ مَعَهُ الشَّيَاطِيْنَ عَلٰى صُوْرَةِ مَنْ قَدْمَاتَ مِنَ الْآبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ وَالْاِخْوَانِ وَالْمَعَارِفِ فَيَأْتِيْ اَحَدَهُمْ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اَخِيْهِ فَيَقُوْلُ اَلَسْتَ فُلَانًا، اَلَسْتَ تَعْرِفُنِيْ

(کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۵)

اور اٹھائے جائیں گے، دجال کے ساتھ، بعض شیاطین، ان لوگوں کی شکلوں میں جو مر چکے ہیں، یعنی باپ، ماں، بھائی اور جانے پہچانے لوگ، پھر کوئی اپنے باپ یا بھائی کے پاس جائے گا، تب وہی پوچھے گا کہ میں فلاں آدمی کیا نہیں ہوں، کیا تم مجھے نہیں پہچانتے۔

اس روایت کو بیان کر کے "منکرین حدیث" کہہ دیتے ہیں کہ لیجیے! مولویوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "معجزے" کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ جبکہ دوسری حدیث خبر پڑھنے سے واضح ہو جاتی ہے۔

بعض روایتوں کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

"دجال کے ساتھ ایسے شیاطین ہوں گے، جو مردوں کی شکل بنا کر زندوں سے کہیں گے کہ مجھے تم پہچانتے ہو، میں تمہارا بھائی یا تمہارا باپ یا تمہارا فلاں رشتہ دار ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ ہم مر چکے ہیں۔ (ایضاً ص ۲۶۰ دجالی فتنہ)

الغرض اس کا بھی سراغ ملتا ہے کہ مردوں کے ساتھ زندوں کے تعلق پیدا کرنے کا دعویٰ بھی اسی طریقہ سے کیا جائے گا، جیسے سنا جاتا ہے کہ یورپ و امریکہ میں آج کل مردوں کو حاضر کرانے اور ان سے "مکالمہ" کے مواقع ان مردوں کے زندہ عزیزوں کیلئے "اسپریچولیزم" والوں کی طرف سے مہیا کیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو سعید الخدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے مسند احمد میں دجال ہی کے متعلق ایک طویل حدیث پائی جاتی ہے جس کا ایک جزء یہ بھی ہے:

"دجال" کسی دیہاتی سے کہے گا کہ تمہارے ماں، باپ کو زندہ کر کے میں کھڑا کر دوں گا تو تم مجھے اپنا رب مانو گے؟ دیہاتی کہے گا کہ اچھا، ایسا کر کے دکھاؤ۔ تب وہ شیاطین دیکھیں اس دیہاتی کے سامنے اس کے ماں باپ کی شکل اختیار کر کے نمایاں ہوں گی اور دیہاتی سے کہیں گی کہ اے میرے بیٹے! تم دجال کا ساتھ دو اور اس کی پیروی کرو، یہی تمہارا رب ہے۔

(کنز العمال ص ۲۰۰ ج ۴)

ملاحظہ: ایسے موقعہ پر یہ یقین کام آئے گا کہ یُحْيِي وَيُمِيتُ ذات صرف اللہ کی ہے باقی سب آنکھوں کا دھوکا ہے۔

ایک عالم دین کی استقامت

اِنَّ اَبَا سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا

يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

(بخاری ص ۱۰۵۶، مسلم ص ۴۰۳، ج ۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک روز ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے دجال کے متعلق ایک لمبا قصہ بیان فرمایا جو کچھ آپ ﷺ نے بیان فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ دجال آ جائے گا اور اس پر مدینہ کی سرزمین میں داخل ہونا حرام کر دیا گیا (وہ مدینہ کی وادی میں داخل نہیں ہو سکے گا) پس وہ ایک ریتلی زمین میں اترے گا جو مدینے کے قریب ہے۔ اس دن ایک آدمی جو (مدینہ والے) لوگوں میں سب سے اچھا ہوگا، اس کے پاس جائے گا اور وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے ہمارے پاس کیا۔ دجال اپنے لوگوں سے کہے گا: "تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں اس شخص کو قتل کر ڈالوں اور پھر اسے زندہ کر دوں کیا تم میرے معاملے میں پھر بھی شک کرو گے؟" وہ کہیں گے نہیں! پھر دجال اس (نیک آدمی) کو قتل کر دے گا، پھر اسے زندہ کر دے گا۔ پھر وہ شخص کہے گا: "آج تو مجھے پورا یقین ہو گیا کہ تو

ہی (کمبخت) دجال ہے" پھر دجال اسے مار ڈالنا چاہے گا تو اسے اس کے مارنے پر قدرت حاصل نہ ہوگی۔ (یعنی وہ اسے مار نہیں سکے گا)۔

ایک روایت کے مطابق یہ شخص جو دجال کے پاس جائے گا، وہ مسلمان ہوگا اور بڑا نیک آدمی ہوگا اور لوگوں کو پکار کر کہے گا کہ یہی دجال ہے، جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔

ملاحظہ علم دین میں پختہ لوگ ہی اپنے اور امت کے ایمان کو بچا سکتے ہیں، ان سے واسطہ نہ ہو سکیں تو مخالفت بھی نہ کریں!۔

ایک روایت میں ہے کہ دجال اس "نیک شخص" کو آرے سے چروا ڈالے گا۔ ایک روایت میں ہے، وہ اس پاکباز شخص کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دے گا۔ زندہ کرنا دجال کا معجزہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافر کو معجزہ نہیں دیتا، یہ اس مقدس ذات کا فعل ہوگا جس کو وہ اپنے بندوں کو آزمانے کیلئے دجال کے ہاتھ پر ظاہر کرے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی کی بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ شریعت کا کما حقہ پابند ہو اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلتا ہے اور وہ مردے کو بھی زندہ کر کے دکھلا دے اور اسے اپنی طرف منسوب کرے تب بھی اسے دجال تصور کرنا چاہیے۔

جو لوگ سچے خدا کو نہیں پہچانتے وہ دجال کی خدائی کے قائل ہو جائیں گے۔ جو لوگ سچے مسلمان ہیں اور اپنے حقیقی خدا کو پہچانتے ہیں، وہ بھی اس کا ایک کرشمہ سمجھیں گے اور دجال اگر ایسے لاکھوں کرشمے کر کے دکھائے وہ تب بھی اسے خدا نہیں سمجھیں گے۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ کسی کو زندہ کرنا اور مارنا خاص صفت الٰہی ہے مگر مومنوں کی آزمائش کیلئے یہ نشانی دجال کے ہاتھ ظاہر ہوئی ہوگی۔

دجال مدینہ کے گرد و نواح میں آ کر ٹھہرے گا

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ

رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ (بخاری ص ۱۰۵۵)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دجال (مشرق کی طرف سے خراسان سے) آئے گا اور مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں اترے گا۔ پھر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا اور تمام کافر اور منافق نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔

مضبوط ایمان والے مدینہ ہی میں رہ جائیں گے۔ وہاں سے باہر نہ آئیں گے، وہ سب شہروں میں جائے گا، سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ان دونوں شہروں کی فرشتے حفاظت کریں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "دنیا میں کوئی شہر ایسا نہیں جس کو شیطان نہ روند ڈالے گا" یعنی ضرور ہی روند ڈالے گا، مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ (میں داخل نہیں ہوگا) ان دونوں میں آنے کے جتنے راستے ہیں، ان پر فرشتے صف باندھے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ پھر مدینہ اپنے لوگوں پر تین مرتبہ لرزے گا اور اللہ تعالیٰ کافر اور "منافق" کو نکال باہر کرے گا۔

(بخاری ص ۲۵۳)

مدینہ کا زلزلہ گویا ان لوگوں کو اس مقدس شہر سے نکالنے کیلئے ہوگا، پھر اس طرف دجال اترے گا۔ فرشتے اس کا منہ ملک شام کی طرف کر دیں گے اور وہاں وہ ہلاک ہوگا۔ (مشکوۃ)

ملاحظہ کیجئے! ان فتنہ پردازوں سے جو کہتے ہیں حج اور عمرہ مکہ میں ہوتا ہے مدینہ اور روضہ رسول کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

مدینہ کے دروازوں پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا

الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ.

(بخاری ص ۲۵۲، ۱۰۵۹، ترمذی ص ۳۹، ج ۲، مسلم ص ۴۴۴، ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر (بطور چہرہ دار) فرشتے (مقرر) ہیں۔ پس (شہر) میں نہ طاعون آئے گا نہ ہی دجال داخل ہوگا۔

دوسری روایت میں یوں ہے:

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ، قَالَ وَلَا طَاعُوْنُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ (بخاری ص ۱۰۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دجال مدینہ کی طرف آئے گا۔ وہ فرشتوں کو وہاں پہرہ دیتے ہوئے پائے گا تو دجال مدینہ کے پاس نہیں جا سکے گا۔ اسی طرح طاعون بھی (اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا) تو مدینہ نہ آ سکے گی۔

یہ سرور کائنات ﷺ کے روضۂ مبارک کی برکت ہے کہ ان بلاؤں سے جن کا ذکر کیا گیا ہے، مدینہ منورہ محفوظ رہے گا۔ طاعون جیسے مرض اور دجال جیسے مکار مدینہ میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ طاعون، جس سے ہزاروں افراد موت کا شکار ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے شہر کو اس سے محفوظ رکھا ہے، گویا یہ جسمانی بیماری سے بچاؤ کی جگہ بھی ہے، اللہ نے اسے سب سے بڑی روحانی بیماری یعنی "فتنۂ دجال" سے بھی بچایا ہے اور جو لوگ مدینہ سے محبت رکھتے ہوں گے وہاں جا کر اپنے ایمان کو بچائیں گے۔ اس کے برخلاف جنہوں نے اس شہر کو کوئی خاص حیثیت نہیں دی ہے۔ وہ محروم ہی رہیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

لَا يَأْتِيْ اَرْبَعَ مَسَاجِدَ الْكَعْبَةَ. وَمَسْجِدَ الرَّسُوْلِ

والمسجد الاقصی والطور. (مسند احمد، فتح الباری ۱۳/۱۰۵)

کہ خانۂ کعبہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور کوہ طور پر شیطان نہ جا سکے گا۔

لیجئے! مسجدوں سے محبت دن رات ان کے آباد کرنے کی فکر اور دجالی شعبدہ بازیوں سے بچئے اور ایک اللہ پر مکمل یقین واعتماد، اس کی راہ میں نکل کر دینی ادارے بنا کر۔ دجالی فتنوں سے دوری کے اسباب پر غور کون کر رہا ہے؟

صدائے بازگشت کدھر سے سنائی دے رہی ہے؟

تھوڑی سی محنت اور غور سے معمہ حل ہو جائے گا اور اس فتنے سے نجات کی راہیں ہموار ہوتی نظر آئیں گی۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆

☆

ہماری چند دیگر اسلامی اصلاحی کتب
اسوۂ رسول اکرم ﷺ
اسلامی سیاست
علامات قیامت
عمر پبلی کیشنز